بفضلِ خداوندِ زمین و زماں

رقیمۂ تقدس شمامہ
۱۳۰۵ھ

نامۂ قدس ختامہ
۱۳۰۶ھ

باہتمام مولوی سید داؤد حسینی صاحب صوبیدار جمعیت صرفِ خاص

در مطبع شمس الاسلام حیدرآباد دکن بطبع رسید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

الحمد للہ الذی ھدانا الاسلام والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ خیر الانام
وعلی الہ الکرام وصحابہ العظام الی یوم القیامۃ

اما بعد - احقر العباد القاسم شیخ احمد ابن محمد اسمٰعیل القریشی متوطن والعامدار
قصبہ نکمال عرض پرداز ہے کہ جناب مولانا و مقتدانا اشرف الزوار و عمدۃ الحاج
حضرت سید شاہ محمد حسینی پادشاہ قادری الچشتی دام فیضانہ المتخلص بہ عقیل
نے اپنے سفر حجاز سے ایک فارسی خط ۱۷ - ذی حجہ الحرام ۱۳۰۵ھ سنہ ہجریہ
مقدسہ کو حج بیت اللہ الحرام و زیارت مدینۃ منورۃ رسول کرام سے
مشرف ہوکر ترقیم فرمایا تھا جس میں اپنی جدۃ ماجدہ حضرۃ مقدسہ پیرانی بی صاحبہ
کے حالات رحلت کے علاوہ از روئے آیات و احادیث حج خانہ کعبہ و زیارت

مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کے فضائل بھی مندرج تھے۔ مجرد اصدار نامۂ سعادت شمامہ گروہ شاہدی ذی شوق تمام و اشتیاق مالاکلام سماعت مضمون مندرجہ کے لیے ہجوم کیا۔ آخر کار وہ خط بنا بر تقاضائے شدید مجمع عام میں پڑھا گیا۔
حضرت کے ماموں جناب حاجی خواجہ شاہ محمد قیام الدین حسین صاحب قادری نے اُس کا تاریخی نام "رقیمۂ قدس شمامہ" رکھا اور حضرت کی تایا اُستادنا و ہادینا و مقتدانا و سیدنا جناب شاہ غلام جیلانی صاحب قبلہ قادری الچشتی قدس سرہٗ المتخلص بہ تسلیم نے بھی ایک تاریخی قطعہ ارشاد فرمایا۔

بعد مدت خط احوال سفر ۔۔۔ از رہِ حج و تہامہ آمد
نام و تاریخ بجلک تسلیم ۔۔۔ نامۂ قدس ختامہ آمد

مکتوب برکت اسلوب مذکور مریدوں کے اشتیاق و تقاضے سے اب تک ہر سال حضرت قدس سرہا کے عرس شریف میں پڑھا جاتا ہے جسے سُن سُن کر بیحد اشخاص حج و زیارت کے مشتاق ہو ہو کر طواف حرمِ ربّ اکبر سے سعادت انتساب اور قدمبوسی مزار مبارکہ پیغمبر سے دولت یاب ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ بہت سے مریدوں نے اُسے نقل کر لیا اور بہتوں کا نقلوں کے لیے تقاضا جاری ہے۔ لیکن نامۂ عالم مرغوب و مکتوب ہدایت اسلوب مذکور کی فارسی زبان میں ہونے سے اُس کے استدراک کاملہ میں چونکہ ذہن عوام و فہم انام قاصر ہے اس لیے برادران شاہدی سے اُس کے طبع و ترجمہ کا ارادہ ظاہر کرنے پر بعض اصحاب نے مجھ کو حضرت کے حالات زندگی و سوانح عمری بھی باختصار لکھ کر اُسی کے ساتھ شایع کرنے پر اصرار کیا تاکہ

ساتھ ہی ساتھ حضرت کے اکثر احوال سے ہر فرد بشر بالعموم و جملہ گروہ شاہدیہ
علی الخصوص آگاہ و واقف ہو جائے۔ نیز اُن کے صحیح واقعات زندگی سے
صفحات تاریخ معرا نہ رہیں۔ اگرچہ حضرت کا تذکرہ صاحب تاریخ عہد محبوبیہ
نے صفحہ ۱۱۔ جلد دوم تزک محبوبیہ میں اجمالاً لکھا ہے۔ مگر وہ فرقۂ شاہدیہ کا
(جو سوانحات حضرت کا بالکلیہ خواہاں ہے) تسکین بخش نہیں ہیں۔ اسلیئے
مجبوراً حقیر نے اس خدمت جلیلہ کے انصرام کی خاطر محض بر بنائے
سعادت دارین خامہ فرسائی شروع کی ہے۔ مگر چونکہ حقیر دکنی نژاد ہے اور
۷۵ سال سے متجاوز العمر ہونیکے علاوہ اپنی ملازمت کے زمانے میں دفتری زبان
کی فارسی ہونے اور اردوئے معلی کی حالت طفلی میں رہنے سے اُس سے نا مانوس
رہا ہے۔ اِس لیے اردو کے محاوروں اور اُس کی تذکیر و تانیث کی اغلاط کا
کامل ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ پس ناظرین سے بصد ادب ملتمس ہے کہ اگر
وہ کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو دامن عفو میں چھپائیں۔ اذا مروا باللغو
مروا کراما ھو اللہ الموفق و علیہ التکلان۔

نوٹ۔ ناظرین تمکین پر واضح ہو کہ اس تحریر میں لفظ **"حضرت"**
جہاں مستعمل ہوا اُس سے صاحب مکتوب اور **"حضرت پیر و مرشد**
قدس سرہٗ" سے ہمارے پیر و مرشد قطب برحق و غوث مطلق **حضرت**
سید صاحب حسینی پادشاہ حسنی القادری اور **"حضرت علیہ الرحمۃ"**
سے حضرت شیخ کامل محقق واصل جناب سید احمد پادشاہ قادری الچشتی
مراد لیے گئے ہیں۔

حضرت کی مختصر سوانح عمری

ولادت

حضرت کے والد بزرگوار جناب سید احمد پادشاہ قادری علیہ الرحمۃ متواتر ارشاد فرماتے اور حضرت کی تاریخ و روز ولادت کے جواب استفسار میں خود اپنے دست مبارک سے تحریر کرتے تھے کہ انہیں شب جمعہ حالت خواب و بیداری میں ایک آواز آئی کہ "تجھ کو خالق مطلق نے فرزند سعید و رشید عطا فرمایا اس کا نام محمدؐ رکھنا" چونکہ آواز کا لہجہ حضرت پیر و مرشد کا سا تھا حضرت علیہ الرحمۃ فی الفور تعظیماً بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے مگر وہاں کوئی بھی نظر نہ آیا اس تاریخ سے پورے نو ماہ بعد بروز یکشنبہ اول وقت نماز صبح بتاریخ دوم محرم الحرام سنہ ۱۲۶۹ ہجری "حضرت" تولد ہوئے۔ حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ کے ارشاد فیض بنیاد کے موافق حضرت کا اسم شریف محمدؐ اور لقب حسینی پادشاہ رکھا گیا۔ حضرت کی ولادت باسعادت کے ساتویں روز اُن کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا اس لیے ایام رضاعت سے سن رُشد تک حضرت کی پرورشی حضرتہ پیرانی بی صاحبہ قدس سرہا جدّہ ماجدہ حضرت نے فرمائی

رضاعت

حضرت مقدسہ فرماتی تھیں اور ہم نے بھی بارہا تجربہ و مشاہدہ کیا کہ حضرت نے ہزار جد و کد پر بھی کسی غیر مسلمہ انا کا دودھ نہیں پیا۔ نیز صرف ایک ہی پستان کے دودھ پر اکتفا کی۔ زبان کھلنے پر دہن مبارک سے جو پہلا لفظ نکلا اللہ جل شانہ کا نام تھا۔

پرورش

حضرت کی پرورش بڑے ناز و نعم سے ہوئی۔ کیونکہ پہلے تو یہ خیال تھا کہ بن ماں کے بچے ہیں پھر خاندان میں بھی پہلے فرزند اور اولاد اکبر تھے دادا دادی نانا نانی پدر و عم بزرگوار سب کے سب سرپرست اور جملہ مریدین و متوسلین گروہ شاہدی و شاگردان مدرسۂ حسینیہ حضرت پر دل و جان سے شیدا و فدائی تھے۔

حلیہ و عادات

حُسن سیرت کے ساتھ خداوند عالم نے حضرت کو حسن صورت سے بھی اس طرح ممتاز فرمایا تھا کہ سب کی نظر میں محبوب اور ہر کسی کو مرغوب تھے۔ جیسے جیسے حضرت کی عمر بڑھتی جاتی محامد اوصاف سے چشم خلائق میں پتلی کی طرح جگہ پاتے اور نشست و برخاست سے تہذیب مجسم و حرکت و سکون سے کوہ تمکین و وقار ثابت ہوتے جاتے تھے۔

طفلی

حضرت کے عمّ بزرگوار حضرت حاجی سید شاہ محمد معروف مرشد صاحب قبلہ

قادری الچشتی دام فیضہ جنہیں حضرت سے کمال محبت تھی اور جن سے
حضرت بھی بدرجۂ کمال مانوس اور ہمیشہ انہیں کے زیب دوش حقیقت
آغوش رہتے تھے۔ اکثر بیان کرتے اور ہم نے بھی بارہا بچشم خود دیکھا تھا
کہ ہمیشہ درگاہ شریف کے وسیع احاطے و نیز مدرسہ و خانقاہ میں ہمسن
اطفال و طلاب جمع رہتے اور دوسرے متعدد سالانہ اعراس و چراغاں
وغیرہ کے جلسوں میں مصروف تفریح و شریک لعب ہوا کرتے لیکن حضرت
نے کبھی کسی امر میں شرکت یا کسی جانب توجہ یا میل نہیں فرمایا۔

عجیب پیشین گوئی

حضرت کے رفقا سید احمد پادشاہ صاحب و سید عبد اللہ صاحب
و عبد الحبیب صاحب و شیخ مہتاب صاحب وغیرہ کا بیان ہے کہ حضرت
نے اسی کمسنی میں ہم سب کو علیٰ قدر مراتب فوجی و دفتری خدمتیں تفویض
کر کے بقیہ ہمعصروں سے اخلاقی جمعیت اور فرقہ وار فوج ترتیب دی تھی
جب کبھی حضرت کی سواری باہر نکلتی تو ہم لوگوں کو اپنے اپنے مدارج
و فرائض پر کاربند رہنے کی تاکید اکید تھی اگر کسی وقت احیاناً خلاف ورزی
ہو جاتی تو حضرت ہم سب کو سختی سے متنبہ فرماتے۔ یہاں تک کہ اس
اخلاقی جمعیت کی روزانہ ترتیب پر ایک دن مولوی محمد حسن صاحب
اتالیق حضرت نے پوچھا کہ صاحبزادے۔ آپ مشائخین عظام و اولاد اکابر
اور صاحب سجادہ میں آپ کو ان دینی خدمات کی موجودگی میں اس

اس ابتدائی تزک و احتشام اور اس کی وقعت و عزت و امتیاز کی کیا ضرورت تھی علاوہ بریں یہ شان فقرا کے لیے زیب دیتی نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت نے جواب دیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ دادا حضرت اور بابا حضرت کے زیر سایہ ہم دنیا میں بھی ایسا ہی اقتدار و اختیار حاصل کریں گے۔ نیز ہماری اس ابتدائی جمعیت کا ہر فرد بشر بھی آئندہ عہدوں پر ہوگا جب دو آپ کا ربط و سرفرازی ہے۔ البتہ جب وظیفہ مل جائے گا تو ہمارے لیے وہی فقیرانہ خدمات ہیں اور وہی فقیری ہے۔ اس گفتگو کی تھوڑی ہی درایت سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی قدرت کہ آپ نے حضرت کے اس ارشاد کو بلفظہ پورا کر دکھایا۔ اور سب پیشین گوئی سننے والے حضرات نے اپنی آنکھوں سے حضرت کو مراتب جلیلہ سلطنت پر فائض اور تمام رفقا کو بھی معزز و مفتخر عہدات پر مقرر پایا۔

اسی جماعت میں فوجی ترتیب و انتظام و دنیاوی تزک و احتشام کے علاوہ دینی فرائض کی تکمیل کے بھی منصوبات باندھے جاتے تھے۔ انہیں بھی حضرت نے مثل تعمیر مساجد حج حرمین شریفین۔ ستر و نفقہ عجوزگان و عروسی دختران ذالحجزا۔ وغیرہ وغیرہ بخوبترین وجوہ پورا کیا اور اب تک روزانہ انہیں کی تکمیل و اجرائی مدنظر و روبراہ ہے۔

تعلیم و تربیت

حضرت کی تعلیم و تربیت مدرسہ حسینیہ کے معمولی طریقہ تعلیم کے موافق

نہیں ہوئی۔ کیونکہ طبع مبارک ابتدا ہی سے غیور اس پر تمام بزرگوں کا ناز و نعم شریک حال تھا۔ اس امر کی کہاں گنجائش تھی کہ حضرت کے نازک دل پر کسی قسم کی سختی یا کوئی بار ڈالا جائے۔ سب تو سب حضرت کی جدۂ ماجدہ قدس سرہا کا مزید جوش الفت و ولولۂ محبت علی الخصوص سب کی ہمتوں کو قاصر کیے دیتا تھا۔ حضرت پیر و مرشد قدس سرہ نے جب ان دقایق پر نظر ڈالی تو مجبوراً حضرت کی تعلیم و تربیت اپنی ذات بابرکات پر محول و مخصوص فرمالی۔ حضرت کی ازل آورد طبیعت و ملکۂ خداداد کا کیا کہنا پھر اُس پر ماشاء اللہ سے حضرت پیر و مرشد قدس سرہ کے توجہات باطنی فیضان قلبی و برکات صحبت کے اثر نے حضرت کو تھوڑی سی مدت میں علوم متداولہ و معارف و حقایق میں محسود زمانہ و باعث افتخار یگانہ و بیگانہ بنا دیا یہاں تک کہ کچھ زمانے کی آزمایش کے بعد حضرت پیر و مرشد قدس سرہ نے ایک خاص مریدوں کی جماعت جو اُن ہی دنوں خود اُن کے زیر تعلیم و ارشاد تھی تصفیۂ قلوب و تکمیل حقایق کی غرض سے حضرت کے سپرد کر دی۔

انجذاب

کتب حقایق و عوارف کے درس کے لیے ایک مجلس ارشاد مخصوص تھی جس میں عصر و مغرب کے مابین قرأت کی خدمت حضرت کے تفویض تھی۔ چونکہ حضرت کا لہجہ دل آویز اور آواز بھی نہایت مؤثر تھی

اسی لیے پیر و مرشد ... خاص کر نعت پاک کے پڑھنے والوں بھی تھا۔ آپ نے
جب ... ارشادیہ کتاب مخزن الاسرار حضرت خواجہ نظامی
قدس سرہ السامی کا درس شروع ہوا جب نعت اول کے ان دو
شعروں کی نوبت آئی ہے

شمسہ نہ مسند ہفت اختراں ختم رسل خاتم پیغمبراں
احمد مرسل کہ خرد خاک اوست ہر دو جہاں بستہ فتراک اوست

حضرت پیر و مرشد قدس سرہ بڑے بڑے نکات و رموز اور دقایق و
اسرار منکشف فرمانے لگے جنہیں سن سن کر اہل مجلس کی حالت تبدیل
ہونے لگی اور سب پر ایک خاص اثر پیدا ہو گیا۔ اور جب نعت دوم
کا یہہ شعر پڑھا گیا ہے

اے تن تو پاکتر از جان پاک روح تو پروردہ روحی فداک

تو حضرت پیر و مرشد جیسے جیسے اس کی شرح فرماتے جاتے تھے اہل مجلس کا
ذوق شوق ویسے ویسے ترقی کرتا جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ جس وقت نعت
سوم کے یہہ اشعار پڑھے گئے ہے

ای مدنی برقع و مکی نقاب سایہ نشین چند بود آفتاب
منتظراں را بلب آمد نفس ای ز تو فریاد بفریاد رس

خود حضرت پیر و مرشد پر ایک سکر کی کیفیت طاری اور قاری یعنے
حضرت پر بھی ایک وجدانی حالت طاری ہونے لگی۔ پڑھتے پڑھتے
جب نعت چہارم کے ان دو اشعار کی نوبت پہنچی ہے

ای گہر تاج فرستادگاں　　تاج دہ گوہر آزادگاں
ہر چہ زبیگانہ و خیل تواند　　جملہ دریں خانہ طفیل تواند

قاری نے حضرت کا ذوق وجدانی یہاں تک بڑھا کہ بار بار انہیں شعروں کی تکرار فرمانے لگے۔ حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ نے جب حضرت کی یہہ حالت دیکھی تو بشوق تمام ارشاد فرمایا ہاں ہاں بابا اسی طرح پڑھے جاؤ۔ پڑھتے پڑھتے جب حضرت کی آواز میں گرانی و پستی آنے لگی اور حالت تبدیل ہو کر کچھ سے کچھ ہونے لگی تو حضرت پیر و مرشد قدس سرہ نے اپنا فرق مبارک مراقبے میں جھکا لیا۔ ساتھ ہی حضرت کے ہاتھ سے کتاب چھوٹ گئی اور بیہوش ہو کر زمین پر لیٹ گئے۔ محفل میں بھی کوئی شخص اپنی حالت میں نہ رہا۔ رفتہ رفتہ جب محفل کا جوش گھٹا تو سب کو حضرت کی اس حالت کی خبر ہوئی۔ مجلس تو کچھ دیر بعد برخاست ہو گئی مگر حضرت کی حالت مدہوشانہ میں کوئی فرق نہ آیا البتہ جب موذن نے اذاں دی تو حضرت یکایک اٹھ بیٹھے اور اسی حالت مدہوشانہ میں صرف نماز جماعت میں شریک ہو گئے۔ فراغت صلوٰۃ کے بعد بھی حضرت کو ہوش نہ آیا اور اسی بیخبرانہ حالت میں رہے۔ صرف موذن کی اذان و اقامت پر حضرت نماز جماعت میں شریک ہو جاتے تھے اور باقی اوقات میں کبھی وجد کبھی استغراق کبھی جذب کبھی سلوک کبھی خندہ کبھی زاری ایک عجیب عالم محویت میں غرقاب رہتے تھے۔ چونکہ حضرت اپنی ابھی نوعمری اور عنفوان شباب کے عالم ہی میں کیا بلحاظ حسن و جمال اور کیا

بلحاظ علم و کمال مرکز [illegible] حضرت خداوندان و گل سرسبد گلستہ [illegible]
بن گئے تھے اس لیے ہر کسی کو حضرت سے [illegible] قلبی وارادت
ولی تھی۔ اس وارفتگی سے باستثنائے [illegible] خواص بالعموم
اور علی الخصوص حضرت کی جدہ [illegible] کو [illegible] پہنچا اور وہ وفور رنج و
الم سے بیتاب و کثرت آہ و بکا و نالہ و فغاں [illegible] سے [illegible] گئیں اور
حضرت کی تبدیل حالت کے لیے درگاہ الٰہی سے [illegible] دعا
ئیں کرنے لگیں۔ حضرت کی اس حالت کو جب چار شبانہ روز گزر گئے تو
حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ حضرت ممدوحہ قدس سرہا کی ناقابل تحمل حالت
کے مدنظر حضرت کو بعد نماز عشا اپنے خاص حجرے میں لے گئے اور
رات وہیں بسر فرمائی علی الصباح جب نماز سحر کے لیے حضرت پیر و مرشد
قدس سرہٗ تشریف فرما ہوئے تو حضرت اُن کے ساتھ تھے مگر کیفیات
گزشتہ سے کوئی اثر مثل وجد و جذب وغیرہ کچھ نہ تھا اور اپنی گزری ہوئی
حالت و واقعات سے بالکل لاعلم و بے خبر تھے۔ اتفاقاً اُسی دن حضرت کے
والد امجد مقطعہ سے تشریف لائے۔ انھیں جب اس کا علم ہوا تو حالات
گزشتہ کے حصول پر شکر اور اُس کے ازالہ پر اظہار تاسف فرما کے
حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ سے گزارش کی کہ ایسی دولت بخت و
اتفاق ہی سے کہیں حاصل ہوتی ہے پس وہ کسی طرح لائق سلب و
استرداد نہ تھی۔ حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ یہ
دولت دولت ابدی و پرتوِ جذبۂ سرمدی ہے اُس کا سلب و استرداد

[illegible] میں تصفیۂ قلب وتنویر باطن کے بعد صرف انوار نادرہ
الٰہی [illegible] کے تحمل کی طاقت اور تجلیات باہرۂ ربانی کے نظارے کی تاب
[illegible] جو کمی رہتی ہے اس کے پورے ہوجانے کی ضرورت ہے
شکر ہے [illegible] فضل ایزد متعال وبلطف ذوالجلال یہاں اسکا تکملہ ہوگیا
ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

ان ہی دنوں حضرت سے جو کرامات وخرق عادات ظاہر ہوئے
وہ بکثرت ہیں۔ ان میں سے اکثر کو حضرت کے ماموں جناب حاجی
خواجہ شاہ قیام الدین حسین صاحب قادری اور حضرت کے مصاحب
ورفیق خاص مشفقی محمد عبدالحبیب صاحب نے (جو ان حالتوں میں
شبانہ روز کبھی حضرت سے جدا نہ ہوتے تھے) قلمبند فرمایا ہے۔ یہاں
چونکہ اختصار منظور ہے اس لیے یہہ ناچیز مولف آپ بیتے واقعات
کے منجملہ صرف ایک کا ذکر کرتا ہے۔

کرامات

بندۂ مولف جس وقت نائب میر منشی ضلع میدک تھا اسوقت
بلحاظ قدامت شاگردی مدرسۂ حسینیہ وغلامی بارگاہ عالیہ جمعہ کی معمولی
تعطیل میں صرف ایک دن کے لیے ٹیکمال آیا تھا اسوقت دو باتوں
کے سبب سے سخت پریشانی عاید حال تھی۔ اوّل تو میری اہلیہ کا مزاج
ایک مدت سے علیل تھا جسے مستقر ضلع سنگاریڈی میں بغرض علاج

لے جانے کی ضرورت تھی جہاں حکیمانِ حاذق موجود تھے۔ دوسرے
حاکم بالادست سے عنادِ دلی تھا اس لیے اس کی خواہش تھی کہ میرا
تبادلہ کر دیا جائے۔ ان دو پریشانیوں کے سبب سے مجھ کو سخت پس و پیش
اور تردد تھا کہ کیا کیا جائے۔ مریضہ کو بغرض علاج لیجانا چاہوں تو تبادلہ
درپیش ہے نہ لے جاؤں تو ایسی سخت بیماری ہے کہ جاں بری کی کوئی
امید نہیں ہو سکتی۔ اس کجدار و مریز حالت میں جب میں حضرت
کے پاس گیا تو حضرت کی مدہوشانہ حالت نے سب کچھ بھلا دیا۔ نہ
تعطیل کے بعد حاضری کا خیال آیا نہ تبادلہ کا اندیشہ نہ مریضہ کی اشتداد
مرض کا ملال۔ چار روز گویا عالم بیخودی میں گزر گئے پانچویں روز خاص کر
حضرت نے مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ تم اپنے افکار کو اپنے
دل سے نکال ڈالو تمھارے حاکم کا تبادلہ ہو گیا ہے اور چوں کہ مستقر پر
کوئی عہدہ دار نہیں ہے اس لیے تمھاری غیر حاضری کا عمل بھی نہ پڑیگا
اب رہی گھر کی فکر تو مریضہ بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہو گئی ہے۔ یہ ارشاد
فیض بنیاد سنتے ہی میں حیران ہو گیا اور سخت تعجب گزرا کہ حاکم کا تبادلہ
نشان نہ گمان کیسے ہو سکتا ہے۔ اور عہدہ داروں کے مستقر پر موجود
نہ ہونے کی بھی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آسکتی۔ خیر یہ سب تو سب
مریضہ جو عرصہ دراز سے ایک مرض مہلک میں مبتلا ہے۔ اس کو یکبیک
کیونکر صحت ہو گئی۔ اسی تعجب میں گھر پہنچا تو مریضہ کو ہنستے بولتے
بیٹھا پایا۔ مرض کے اگلے بیّن آثار میں سے کوئی بات حالت اور چہرے

ظاہر ہوتی تھی۔ جب میں نے یہ تبدیلی دیکھی تو انجان بن کر کیفیت مزاج اور حالت صحت دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ میری صحت کا واقعہ یہ ہے کہ آج جب میری حالت مرض میں پڑے پڑے آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ پیر و مرشد قدس سرہ بنفس نفیس خود تشریف فرما ہوئے ہیں اور اپنی زبان فیض ترجمان سے کچھ پڑھ پڑھ کے مجھ پر دم فرماتے اور کہتے جاتے ہیں کہ اب تو اچھی ہو گئی اس کے بعد مجھ کو اسی حالت میں محسوس ہوتا جا رہا تھا کہ میرے جسم سے ایک بوجھ ہے کہ گھٹتا جاتا ہے۔ جب سے بیدار ہوئی ہوں طبیعت میں فرحت اور دل و دماغ میں قوت پاتی ہوں اور غذا پر بھی پوری طرح سے رغبت ہے۔ میں نے حضرت کے ارشاد فیض بنیاد کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ حضرت نے تمہارے واقعہ صحت کے علاوہ مجھے اور بھی اس طرح ارشاد کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اس پر تم کو تعجب کس لیے ہے اب جا کر اس کو بھی آزمالو۔ میں اسی روز سنگارینڈی چلا گیا تو معلوم ہوا کہ وہاں حاکم کا بصیغہ ضروری تبادلہ ہو گیا ہے اور صاحب ضلع مع اپنی میر منشی پیشی چپراسی کو بغرض جائزہ چلے گئے ہیں۔ دفتر دیوانی پر کوئی ذمہ دار افسر کا وجود ہی نہیں ہے۔ مریضہ کو جو کچھ ضعف و ناتوانی تھی وہ بھی دن ختم ہوتے ہوتے اس قدر گھٹ گئی کہ چلنے پھرنے میں کوئی تکان نہ ہوتا تھا دیکھنے والے تعجب کرتے اور حضرت کی کرامت کے قائل ہوتے تھے اور اس واقعہ کے بعد وہ اور بیس سال تک

بصحت تمام زندہ وسلامت رہی۔ سچ ہے ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

اولیا راہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ را بگردانند ز راہ

ملازمت

نواب مغفرت مکاں افضل الدولہ بہادر شاہ دکن کے انتقال فرمانیکے بعد جب اعلیٰحضرت غفراں مکاں نواب میر محبوب علی خاں نور اللہ مضجعہٗ صغر سنی میں زینت بخش تخت سلطنت ہوئے اور تمام مہام ریاست کی زمام اختیار نواب سر سالار جنگ اعظم مختار الملک بہادر مرحوم کے دست قدرت میں آئی تو انہوں نے جہاں تمام صیغوں میں جدید انتظام کیے اور ہر ہر قسم کے محکمات کھولے وہاں صیغۂ تعلیمات پر بھی بالخصوص توجہ مبذول کی اور ہر ہر تعلقے میں مدارس کا افتتاح کیا اسی ضمن میں مدرسۂ حسینیۂ ٹیکمال کی قدامت و پر فیضان تعلیمی حالت کی شہرت سن کر حضرت پیر و مرشد قدس سرہ کے خاندانی افراد کو مدرسیوں پر مقرر کرنے کے واسطے نواب صدیق یار جنگ بہادر میر منشی سلطنت آصفیہ کے ذریعے سے طلب فرمایا تو حضرت پیر و مرشد قدس سرہ نے حسب خواہش میر منشی صاحب موصوف حضرت۔ اور جناب سید محی الدین بادشاہ قادری الچشتی دام ظلہ اپنے چھوٹے صاحبزادے اور جناب خواجہ شاہ قیام الدین قادری الچشتی اپنے داماد کے اسمائے مبارک لکھ دیے۔ چنانچہ ان حضرات کا

تقرر اندول ٹپکال - پانسو اڑہ - پر ہوگیا - اس کے بعد ماہ
ذی قعدہ ۱۲۹۰ھ ہجری میں حضرت کو بتقریب امتحان تعلیم المعلمین بلدہ حیدرآباد
میں آنا پڑا - حضرت کے آنے کی خبر سن کر نواب میر محسن علی خاں بہادر
(جو تعلقہ اندول کے تحصیلدار رہ چکے تھے اور جن کو حضرت سے بعید
صحبت تھی - نیز حضرت کی لیاقت و علم کے بھی قائل و معترف تھے)
بغرض ملاقات حضرت کے پاس آئے - اور حضرت کو بجبر و اصرار نواب
میر غلام عسکری خاں صاحب المخاطب بہ صارم جنگ عزیز الدولہ بہادر
ناظم مخارج و صدر مہتمم جمعیت صرف خاص کے پاس لے گئے نواب صاحب
موصوف نے حضرت کو سر سالار جنگ اعظم کی خدمت میں (جو بوجہ صغرسنی
اعلیحضرت علاقہ صرف خاص کے بھی نگران کار تھے) پیش کر کے عرض کیا کہ
ایک لائق ذی علم قانون دان شخص کے انتخاب و پیشکشی کا حکم تھا - یہہ
تا حضرت ہیں - چونکہ حضرت نو عمر اور نیز نواب صارم جنگ عزیز الدولہ بہادر
بھی نوجوان تھے اس لیے حکیم السیاست مدبر السلطنۃ نواب سر سالار جنگ
اعظم نے متامل ہو کے حضرت سے نام و وطن پوچھا - حضرت نے جب
نام و وطن بیان کیا تو خوش ہو کے دریافت کیا - کیا آپ نے شاہ صاحب
کے مدرسۂ حسینیہ میں تعلیم پائی ہے - حضرت نے کہا جی ہاں - اور شاہ صاحب قبلہ
میرے حقیقی دادا بھی ہیں - یہہ سن کر مدار المہام بہادر نے بڑی دلچسپی سے
حالات بانی مدرسہ - اور نصاب تعلیم وغیرہ کی کیفیت دریافت و سماعت
فرمائی اور اُسی روز سے حضرت کو کام کرنے کی اجازت عطا فرما کے تا تجویز

خدمت الشمال مدد خرچ کا حکم صادر فرمایا۔ حضرت نے اپنی مدرسی کی خدمت اپنے برادر عزیز جناب مولانا مولوی سید نور اللہ حسینی صاحب پادشاہ قادری الحسینی دام مجدہٗ کے نام منتقل فرما کے بماتحتی نواب صارم جنگ عزیز الدولہ بہادر کام کرنا شروع کیا اور صرف خاص کی فوج جو بخشیوں سرگروہوں کمندانوں کی تحویل میں منتشر تھی مہذب و مرتب کر کے غیر قانون داں عملہ کو عام ضوابط و قواعد سے آگاہ و واقف کرنے کی کوشش شروع کی متعدد علاقہ جات جو زیر اہتمام مولوی محمود صاحب جا چکے تھے واپس لے لیے۔ ان تمام کاموں کے حسن اہتمام و انتظام انجام و اتمام پانے سے نواب صارم جنگ عزیز الدولہ بہادر کی نوازشات بے پایاں اور سر سالار جنگ اعظم مرحوم کی قدر دانیاں وقتاً فوقتاً بصورت اضافہ ماہوار و ترقی منصب حضرت کی حوصلہ افزائیاں کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ حضرت کے لیئے ایک جدید عہدہ بنام نہاد مددگاری قایم کیا گیا اور اس پہ حضرت کا تقرر عمل میں آیا۔ حسن خوش انتظامی و خوبی سے کام جاری رہا اس کا ثبوت اس سے مل سکتا ہے کہ ابھی تک عام مقبولیت حضرت کا حصہ ہے۔ اور تمام عملہ صرف خاص اب تک ثناخوان و زیر بار احسان ہے۔

سر سالار جنگ اعظم کی وفات حسرت آیات کے کچھ دنوں بعد جب نواب آصف نواز الملک بہادر معتمد صرف خاص نے بھی رحلت فرمائی تو علاقہ صرف خاص جولانگاہ انقلاب بن گیا سرکاری امور روز بروز ابتر ہونے لگے۔ آخر کار انتظامی طبقہ یکسر الٹ گیا اور

متعدد و جلیل القدر حکام کی موقوفی عمل میں آئی اسی سلسلۂ تغیرات میں حضرت نے بھی بار ملازمت سے سبکدوشی حاصل فرمائی۔

انقلاب پر انقلاب

ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۵ ہجری کی چوتھی تاریخ قیامت کے دن سے کم نہ تھی۔ گروہ شاہدی کی آنکھوں میں اُس دن دنیا تاریک ہوگئی تھی اور کیوں نہ ہوتی جبکہ حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر زبدۃ العارفین عمدۃ المحققین عارف باللہ حضرت سید احمد پادشاہ قادری الچشتی سجادہ نشین درگاہ سراف دنیائے ناپائدار سے بمرض سرطان رنگراتے عالم جاودانی ہوئے۔

حضرت علیہ الرحمۃ کے علاج معالجہ اور خدمت میں حضرت نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ ٹیکمال رجب پہلے مستقر تحصیل تھا اب صرف ایک دیہہ رہ گیا ہے! یہں نہ حکیم میسر آتا ہے نہ طبیب نہ دوا مل سکتی ہے۔ نہ منگوانے ہی کا انتظام بآسانی ممکن۔ کیونکہ بلدۂ حیدرآباد سے تین دن کی مسافت بعیدہ ہونے کے علاوہ ذرائع رہروی بالکل خراب ہیں۔ باوجود ان تمام دقتوں کے حضرت نے پوری سعی و کوشش سے کام لیا۔ چنانچہ حضرت کی درخواست پر عالیجناب راجہ راجایاں مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنۃ پیشکار و مدار المہام سرکار عالی نے معتمد متعلقہ کو اور معتمد متعلقہ نے ذریعہ مراسلہ نشان ۹۷۷ مورخہ ۲۷ امرداد ۱۳۱۶ف ناظم طبابت کو اور ناظم طبابت نے ذریعہ مراسلہ نشان ۵۳۳۳ مورخہ ۲ امرداد ۱۳۱۶ف

ڈاکٹر محمد حنیف سرجن متعینہ دواخانہ جہر گی پیٹھ کو بعنوان ضروری حکم دیا وہ مع دواخانہ یکمال آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بہ کمال عقیدت حاضر رہ کر بتوجہ خاص وہمدردی باختصاص مصروف علاج ہوئے۔ اور بڑی عمدگی سے اپریشن میں کامیابی حاصل کی۔ مگر ہزار افسوس کہ ساعت مقررہ ٹلتی نہیں آئی ہوئی موت رکتی نہیں۔ آخرکار حضرت علیہ الرحمۃ کا وصال ہوگیا۔

حضرت علیہ الرحمۃ کی ولادت اور حالات زندگی کا کچھ حصہ صاحب تزک محبوبیہ نے اپنی تاریخ میں ترتیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ (۴۹) از دفتر سیوم جلد دوم تزک محبوبیہ۔

تواریخ وصال بیحد وبے حساب شعرائے باکمال نے ترقیم فرمائیں جس میں سے صرف ایک تاریخ حضرت مولانا مولوی قاضی حاجی محمد مظفر الدین صاحب معلّٰی کی لکھی ہوئی جو ایک مصرع میں واقعہ ونام وتاریخ پر حاوی ہے درج کی جاتی ہے۔

واصل حق گشتہ احمد بادشاہ

۱۳۲۵ ہجری

حضرت کی جانشینی

حضرت پیرو مرشد قدس سرہ نے اپنے دست حق پرست سے ۸۴ھ سے قبل اپنا خرقہ وعمامہ وجبہ شریف حضرت کو پہنا کر خلعت اجازت

خلافت سے ممتاز و مفتخر فرمایا تھا۔ اس کے بعد حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی پیر و مرشد قدس سرہٗ کے پہلے عرس میں حضرت کو اپنی جگہ سجادہ نشین فرمادیا تھا جس کی اطلاع ناظرین کو اس کے پہلے ہو چکی ہے۔ یہاں چند تاریخی مادے درج کیے جاتے ہیں جو باعث دلچسپی ناظرین باتمکین ہونگے

ہمارے دادا پیر غوث دوراں قطب زماں زبدۂ اولیاے متقدمین عمدۂ اصفیاے متاخرین جناب شاہ محمد معروف قادری الچشتی المعروف بہ شاہد اللہ قدس سرہ کو جب خلافت سرفراز ہوئی تو حضرت پیر روشن ضمیر نے مادہ تاریخ (فیض رسان) ۱۲ ارشاد فرمایا۔ اور جب جناب شاہد اللہ قدس سرہٗ نے ہمارے پیر و مرشد قدس سرہٗ کو خلعت خلافت و سجادگی سے مخلع کیا تو تاریخ (زیب نظر بیں) ۱۲۴۲ھ کہی۔ اور جب ہمارے پیر و مرشد قدس سرہ نے حضرت علیہ الرحمۃ کو تاج خلافت و توقیع اجازت و تشریف سجادگی سے مشرف فرمایا مادۂ تاریخ (فیض جاری کن مدام) لکھا۔ اور جب پیر و مرشد قدس سرہ نے حضرت کو ان کی ۱۷ سالہ عمر میں خلعت خلافت سے عزّ و افتخار بخشا تو مادۂ تاریخ (زیبا خلیفہ درگاہ شاہد) فرمایا۔ اور جب حضرت علیہ الرحمۃ نے حضرت کو اپنا سجادہ نشین فرمایا تو مصرع تاریخ یہہ ارشاد ہوا (اے ولی کن فیض جاری دائمی) اس مصرع پر میں نے عرض کیا کہ آج پہلا عرس ہے جبکا سن ۱۲۹۸ھ ہے مگر مادۂ تاریخ میں دو عدد کی کمی پائی جاتی ہے۔ تو ارشاد ہوا کہ ایسے مواقع میں اتنی کمی جائز ہے۔ اگر تم کامل ہی کا تصفیہ چاہتے ہو تو اِس پر

یوں تدخلہ ہوسکتا ہے ؎

باسر بنیش بتو گویم ہمی ٭ اے ولی کن فیض جاری دائمی
۲+۱۲۹۶=۱۲۹۸ ہجری

الغرض فاتحہ سیوم کے بعد بحسب تقاضائے مریدان راسخ الاعتقاد واصرار متوسلان صادق الوداد حضرت نے بہ تزک واحتشام وجلوس و احترام مسند آرائے ارشاد ورونق افزائے سجادۂ ہدایت رشاد ہو کر جملہ گروہ شاہدی کی نذریں قبول فرمائیں۔ اور ایک کثیر جماعت کو داخل سلسلۂ قادریہ شاہدیہ فرمایا۔ ایک عجیب حسن اتفاق یہاں قابل ذکر ہے کہ ادھر حضرت نے مسند مشیخت وسجادگی پر جلوس فرمایا اُدھر حسب الحکم حضرت غفراں مکاں وظیفہ حسن خدمت حضرت کے نام اجرا ہوا۔

حضرت کے خصایص

حضرت بڑے خوش نصیب ہیں جو کچھ دولت ظاہر و باطن نصیب ہوئی وہ سب موہبی و عطائے غیبی تھی۔ علم وفضل جو حضرت کو ملا وہ صرف پیر ومرشد قدس سرہ کی کرامت ہی کرامت تھی چنانچہ حضرت اکثر اپنے کامیابیوں کی نسبت شکریہ فرماتے ہوئے بطور خاص یہہ دعوے بھی فرماتے رہے ہیں کہ جو شخص تقدیر کا قائل نہ ہو وہ مجھ کو دیکھ لے کہ میں ازجزو تا کل تقدیر ہی تقدیر کا مجسمہ ہوں۔ نہ کوئی تدبیریں سے کی نہ تردد نہ تلاش۔ ایک دوست مجھ گھر کے بیٹھے کو کشاں کشاں بجبر لے گئے اور

امیر و زیر و شاہ تک رسائی ہوگئی۔ اُس وقت ابتدا سے شباب و نوعمری دیہات کی سکونت نہ تجربہ نہ کبھی ایسے سترگ معاملات ریاست و دربار سلاطین کے مشاہدہ کا اتفاق ہوا تھا نہ کبھی کسی امیر کی صحبت اُٹھائی تھی نہ کوئی قانونی سرٹیفکٹ پاس تھی نہ کسی یونیورسٹی کی ڈگری نہ کسی دارالعلوم کی سند۔ جو جو انتظامی تجویزیں دل میں خطور کرتی جاتیں۔ انہیں بسمارک دکن سالار جنگ اعظم جیسا وزیر منظور کرلیتا جاتا۔ دفتر صرف خاص نے بھی کسی انتظامی سختی یا اصلاحی درشتی پر نکتہ چینی یا اعتراض نہ کیا۔ ایام ملازمت سی سالہ سرکاری کے کاغذات دفتران تمام واقعات کے شاہد حال اور حسن کارگزاری کے کارنامہ ہیں۔ نیز صاحب تزک محبوبیہ بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضرت کے علم وفضل کا عجب حال ہے کہ حضرت اپنی جدۂ ماجدہ کی سرپرستی میں ناز و نعم کیوجہہ سے پڑھنے لکھنے کی جانب مائل نہوتے تھے اس کے سبب سے والد ماجد کا تشدد بھی بے اثر تھا جس کے باعث سے ایک روز حضرت کے والد ماجد نہایت غم و غصہ کی حالت میں دولت خانے سے برآمد اور پیر و مرشد قدس سرہ کے پاس حاضر ہو کر اس امر کے شکایت گزار ہوسے تو پیر و مرشد قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ بن ماں کا بچّہ ہے۔ دادی نے محنت و محبت سے پالا ہے پڑھ بھی لے گا ابھی تو ماشاء اللہ سے گیارھواں سال ہے۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے کسی قدر بدلے ہوسے تیور سے پھر عرض کیا کہ آپ بھی اماں جان کی سی کہتے ہیں۔ یہہ علم ہے محنت کرنے اور پڑھنے ہی سے

آتا ہے یوں ہی کیونکر آجاتے گا۔ اس معروضہ پر ہمنے دیکھا ہے کہ پیر و مرشد قدس سرہٗ کا چہرۂ مبارک متغیر ہو گیا اور ایک ممیزہ ہیئت جو اکثر ایسے مواقع میں بشرۂ مبارک سے محسوس ہوتی تھی۔ نمودار ہوئی اور بڑے زور سے ارشاد فرمایا کہ "وہ خدا جل شانہ قادر و قیوم ہے وہ علوم ظاہری و باطنی و دولت دنیا و دین عطا فرماے گا" اس وجدانی ارشاد نے ہم جملہ حاضرین و خاص حضرت علیہ الرحمۃ کو مطمئن کر دیا۔ چنانچہ حضرت کی عمر ابھی سترہ سال تک نہ پہنچی تھی کہ حضرت کے علم و کمال کا آفتاب چمک اُٹھا۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے سترھویں سال آپ کو سررشتہ تعلیمات کی ملازمت حاصل ہوئی۔ چوبیسویں سال میں بڑے بڑے اہم و سترگ انتظامی و اصلاحی کاموں اور تجاویز نظم فوج و فصل خصوصات و نفاذ فیصلہ جات سے اپنی لیاقت کا سکہ تمام ملک میں بٹھا دیا۔ خداوند عالم نے حضرت کے دماغ میں قوت قلم میں زور۔ عقل میں روشنی تحریر میں شیرینی۔ عبارت میں سلاست۔ نظم میں بلاغت۔ خط میں پختگی۔ اس طرح عنایت فرمائی کہ حل و عقد مہمات وغیرہ سے سالار جنگ جیسے حکیم السیاست کے دل میں جگہ پیدا ہو گئی اور اپنے ہمچشم و ہمعصر علما و فضلائے دربار میں بھی امتیاز و افتخار خاص حاصل ہوا۔ نیز اپنے بچپن کے تمام منصوبوں پر جس کو ہم لوگ زٹر و حرکت طفلانہ خیال کرتے تھے پورے کامیاب ہوے اور جو جو مفروضہ خدمتیں جن جن فرضی جمعیت کے افراد سے نامزد تھیں اُن سب کو انہیں خدمات پر مامور فرمایا

تیس ۳۰ سال تک بارہ ہزار نفوس پر آپ اس طرح حکمراں رہے کہ ہر صنف فوج آپ کے جلو میں رہتی اور آپ کبھی ہاتی پر کبھی عماری میں کبھی گھوڑے پر کبھی بگھی کبھی میانہ میں رونق افروز ہوا کرتے تھے۔ اس جاہ و تنعم کے باوجود نخوت و غرور سے آپ بالکل مبرا رہے۔ اور اس امیرانہ دربار و حکومت و اقتدار کے ساتھ ہی ساتھ بعیت و تربیت مریدان و درس و تفہیم مسایل معارف کار داریں سے بھی کبھی دریغ نفرمایا غوامض اسرار وجود و دقایق آثار سر وجود آسان و سہل الفہم طرق و تماثیل سے طالب کے ذہن نشین کر دینا خاص حضرت ہی کا حصہ ہے۔

فائدہ

ایک بزرگ مولانا مولوی محمد حمید الدین شاہ صاحب پیشاوری نے حضرت سے یہہ سوال کیا کہ عرفائے متقدمین و متاخرین نے کلمہ طیبہ کے معنے کی نسبت یہہ فیصلہ فرمادیا ہے اور وہ مسلمہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کلمہ تنزیہہ ہے۔ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کلمہ تشبیہ۔ مگر میرے دل میں یہہ شبہہ ناشی ہے کہ بصورت تشبیہہ خاص محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کے اسم مبارک کی خصوصیت کیا ہے۔ اس کلیہ کے موافق تو ہم (نعوذ باللہ) رام۔ لچھمن۔ کشن۔ عمر۔ زید۔ بکر۔ کا نام بھی کلمے میں لیسکتے ہیں میں چالیس سال سے تمام ہندو دکن میں ہر ایک عارف و محقق سے پوچھتا پھرتا ہوں۔ سوائے اظہار قہر و غضب و لعن و تشنیع کے

پھر کہا اس اصولی سوال کا جواب کسی نے نہ دیا۔ اور نہ اب تک میرے دل سے یہہ خدشہ دور ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر آپ کا یہہ سوال براہ امتحان ہے تو ایسے امتحانوں سے مقصود حاصل نہیں ہوسکتا۔ طلب مقصد کے لیے طالب صادق کی ضرورت ہے۔ یہہ شبہہ جس سے کفر متحقق ہوتا ہے اگر فی الواقع آپ کے دل میں جگہ کرگیا ہے۔ اور اسکو صاف کرلینا منظور ہے تو ؎ اگر صدق داری بیار و بیا۔ مولانا نے نہایت عجز و الحاح و کمال صدق و عقیدت سے استفادہ کا اظہار کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کیا آپ نے علم تصوف کسی اُستاد سے حاصل کیا ہے۔ کہا میں نے اپنی تمام عمر اُسی علم کی حصول میں صرف کردی ہے حضرت نے فرمایا کہ ذات بحت۔ لاتعین۔ منقطع الاشارات۔ کو آپ جانتے ہیں۔ کہا کہ خوب جانتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس ذات کی حرکت اولی جس کا نام تعین اول۔ روح اعظم وجہ اللہ۔ برزخ کبریٰ۔ قلم۔ عقل۔ عشق۔ حقیقت محمدی ہے۔ اسے آپ جانتے ہیں۔ عرض کی کہ بیشک جانتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا آپ کو اقول ماخلق اللہ نوری اور انا من نور اللہ کل شیئٍ من نوری پر یقین حاصل ہے کہا کہ حاصل ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مرتبہ تعین اول و حقیقت محمدی سابق و مقدم و باعث جملہ مراتبات نزولیہ یعنے امثال و صور علمیہ و اعیان و اشباح و اشیائے کونیہ و اضافات و تعینات و اسماء و صفات ہے کہ نہیں۔ کہا بیشک ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہہ مراتبات اس مرتبہ

تعین اول سے عبارت کیے ہیں یا نہیں ۔ تو کہا کہ سب ابہام ... ہیں تو حضرت نے
فرمایا کہ بس آپ کے سوال کا جواب ہو گیا جب ... خود ... ہو
جائے گا ۔ بلحاظ تعین اول و حقیقت ... تعین ... قرب عینیت
نام مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ... حقیقی ... کے لئے ہی
متحقق و مسلم ہے نہ کہ اسمائے الٰہی ۔ اسم رحیم و غیرہ جو سب کے سب
مراتب نزولیہ اسماء و اشیاء و صور میں داخل ہیں ۔

حضرت کے اس جواب سے مولانا پر کچھ ایسی حالت طاری ہوئی
کہ با ایں ہمہ پیرانہ سالی و فضیلت علمی حضرت کے قدموں پر گر پڑے
اور یہہ کہہ کر کہ میں نے اسی سوال کے حل پر اپنی بعیت منحصر و معہود رکھی
تھی حضرت کی غلامی میں داخل ہو گئے ۔ اور علی طریق قادریہ شاہیہ
مراتب و منازل سلوک طے فرمائے ۔

فائدہ

جناب عارف باللہ المسمیٰ بہ شریف عبد اللہ کو کلتاش حضرت شاہ دکن
ارشد تلامذہ عمدۃ العارفین زبدۃ المحققین حضرت مولانا شیخ جابر قدس سرہ
نے حضرت سے یہہ سوال کیا کہ خدائے جل شانہ کے اسمائے حسنیٰ
میں سے ھو الاول ۔ ھو الاخر ھو الباطن کے معنے تو ظاہر ہیں
مگر ھو الظاہر کے معنے سمجھ میں نہیں آتے ۔ حضرت اُس وقت تکیہ سے
ٹیکہ لگائے ہوے نیم استراحت میں تھے ۔ سیدھے اُٹھ بیٹھ کر اُن سے

فرمایا کہ تم ذرا اوپر تو دیکھو اور اپنے دست مبارک کو اپنے چہرہ مبارک پر
پھیر کر اُن کو دکھایا اور فرمایا کہ ھو الظاہر کے یہی معنے ہیں۔ شریف عبداللہ
صاحب نے بے اختیار ایک نعرہ مارا اور بہت دیر تک حالت ذوق میں رہے

حضرت کی اولاد

حضرت کو ایک لڑکا اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ پہلی لڑکی اور ایک
لڑکے کا تولد ہوتے ہی انتقال ہوگیا۔ اب صرف دو لڑکیاں موجود ہیں
بڑی لڑکی کی شادی عالیجناب مولانا المولوی فاضل حضرت سید خلیل اللہ
حسینی قادری الچشتی کے ساتھ ہوئی جو حضرت کے حقیقی چچازاد بھائی
اور حضرت مولانا مقتدانا استادنا شاہ غلام جیلانی قادری الچشتی قدس سرہٗ
کے نواسے ہیں۔ ان کی پیدائش و عقیقہ و چلہ و بسم اللہ خوانی و
شادی وغیرہ کے حالات جناب مولوی قاری غلام دستگیر صاحب عباسی
نے جو رشتے میں حضرت کے عم بزرگوار مدظلہ العالی کے برادر نسبتی اور
ایک دوسرے رشتے سے حضرت کے بہنوئی ہوتے ہیں۔ شرح و بسط
کے ساتھ لکھے ہیں۔ ذیل میں صرف اس کا ملخص نقل کیا جاتا ہے۔

دوسری صاحبزادی المسماۃ امۃ الفاطمہ جیلانی بیگم صاحبہ بتاریخ
۱۲۔ رجب المرجب ۱۳۱۹ھ پیدا ہوئیں جو ابھی ناکتخدا ہیں۔ طال اللہ
عمرہا و حصل اللہ مرادہا۔

حالات

حضرت کی پہلی صاحبزادی سنہ ۱۳۲۹ ہجری میں بعمر میلاد فوت ہوئی۔ اس کے بعد حضرت کو پھر کوئی اولاد نہ ہونے سے تمامی مال و متاع و ثروت و دولت بے رونق تھی۔ الحمد للہ کہ بتاریخ ۱۴۔ ربیع الثانی ۱۳۴۱ ہجری دختر نیک اختر پیدا ہوئی۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے ایک ماہ قبل پیدائش دختر حضرت کو لکھا تھا کہ مجھ کو تولد دختر کی بشارت اور آمنہ نام رکھنے کی ہدایت ہوئی ہے۔ حضرت نے پہلے ہی سے عہد کر لیا تھا کہ لڑکا ہوگا تو ابو المحمود شاہد بادشاہ اور لڑکی ہوگی تو ام المحمود و شاہد النسا نام رکھا جائیگا چنانچہ جب ولادت باسعادت شہر مبارک یازدہم شریف میں واقع ہوئی تو حضرت کے محل نے دستگیر بیگم نام تجویز کیا۔ حضرت نے ان سبکو جمع کر کے امۃ اللہ آمنہ ام المحمود و شاہد النسا دستگیر بیگم سے انہیں موسوم کیا۔ طال اللہ عمرہا۔ ان کا عقیقہ اور چلہ جس غیر معمولی دھوم دھام سے ہوا وہ ہماری برادری میں قابل قدر و عظمت یادگار رہیگا۔

نام کی شکر حضرت نے بہت فراخ حوصلگی سے تقسیم کی۔ خاص بیجاپور میں اس کا خاص طور سے یہ اہتمام کیا گیا کہ نوبت اور روشن چوکی بنڈیوں پر آگے آگے بجتی ہوتی چلی اور اس کے پیچھے دوسری بنڈیوں میں شکر بھر کر ترازو اور آلہ اوزان لیے ہوئے دو دو آدمیوں نے اسطرح شکر تقسیم کی کہ انہوں نے بستی کے کسی گھر کو باقی نہ چھوڑا۔ جو بستی کے لیے پہلی نظیر تھی۔ چلہ کی تقریب میں حضرت کے والدین امجدین و جمیع اعمام و عمات ذوی الکرام و اہل برادری کے اناث و ذکور کا مجمع تھا ہر ایک سے

عمدہ سلوک کیا گیا۔ قصائد و قطعات و تواریخ وغیرہ بھی اکثر پیش ہوئے جس میں سے یہاں صرف ایک قصیدہ نقل کیا جاتا ہے۔ جس کو حضرت کے ماموں نائب مولانا المولوی قاضی محمد صدیق احمد صاحب المتخلص بہ فہیم نے لکھا تھا۔

قصیدہ میلاد دستگیر بیگم طال عمرہا

نسیم و صبا ہو گئیں عطر پرور
مشام زمانہ ہوا ہے معطر

شمیم سمن دشت میں گرم جولاں
کبھی نکہت گل ہے دوش صبا پر

کسی گھانس میں آتی ہے بوے ریحاں
کسی برگ میں آتی ہے بوے عنبر

چٹکتے ہیں دن کو گلستاں میں غنچے
چمکتے ہیں شب کو نجوم آسماں پر

جدھر دیکھیے سبز سبزہ اگا ہے
بر و دشت ہے رشک چرخ اخضر

زمیں پر ہے رنگ آگیا آسماں کا
چمکتے ہیں تاروں سے بڑھ کر گل تر

وہاں آسماں خیمۂ لاجوردی
زمرد کا یاں فرش تخت زمیں پر

یہاں ہے ہر اک پھول خورشید تاباں
وہاں ہے اگر ایک خورشید انور

وہاں خندہ برق یاں خندہ گل
مقابل ہیں فوارے اور ابر آذر

ہے نیرنگ گلشن بھی گردوں سے کب کم
کہ اک دوسرے کی ہے نسبت برابر

مہکتے ہیں ہر رنگ کے پھول اسمیں
کوئی رنگ سرخ اور کوئی رنگ اصفر

زحل کے ہے ہمرنگ سوسن چمن میں
گل سرخ ہے مثل مریخ احمر

ہے خورشید کا رنگ سورج مکھی میں
ہے زہرہ کا جلوہ گل یاسمن پر

رہے دامن ابر میں مہر پنہاں ؛
بنا کوہ کی تیغ کا سبزہ جوہر

کبھی ابر سے دن نہیں رات سی کم
شب ماہ دن سے نہیں کم منور

کبھی ابر کے لکے آئے فلک پر
کبھی ایک دھبہ نہیں آسماں پر

کبھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہیں موجیں ہوا کی
کبھی نرم نرم دھوپ آتی ہے سر پر

کبھی پڑتی ہیں ہلکی ہلکی پھواریں
برستا ہے گہہ جھوم کر ابر آ کر ؛

نہ معلوم کس جوش نے گدگدایا
کہ ہنس پڑتے ہیں پھول جو کھل کھلا کر

وہ دریا خوشی کا ہے سینہ میں پنہاں
کہ موج تبسم ہے غنچوں کے لب پر

چمن ہو گیا کس لیے محو زینت ؛
کہ شبنم کا پہنا ہے پھولوں نے زیور

نواسنج ہیں نغمہ سنجان گلشن ؛
ترنم میں ہیں بلبلان نوا گر

مرا دل ہوا ایک دن جب پریشاں
طبیعت ہوئی مضمحل رنج اٹھا کر

نہ ہو کس طرح دل کشیدہ جو ہوگا
جہاں کی مصیبت زمانے کے چکر

یہی دل میں آیا کہ چلیے چمن میں
سنبھالیگی شاید طبیعت سنبھل کر

ہوئی گرچہ مانع طبیعت کی پستی
رکھا ضعف نے گرچہ سر بھی قدم پر

مگر گرتے پڑتے میں گلشن میں پہنچا
تو دیکھا کہ گلشن ہے حیرت کا منظر

مجھے سخت حیرت ہوئی دیکھ کر یہ
یہ ہے باغ یا کوئی جادو کا ہے گھر

ہر اک پھول ہے ایک سے ایک افزوں
ہر اک رنگ ہے ایک سے ایک بڑھ کر

کہیں وضع پھولوں کی حیرت فزا ہے
کہ روشن کی رنگیں ادائیں کہیں پر

ادھر میں ہوں محو تماشائے گلشن
ادھر دیکھتا کیا ہوں میں اک روش پر

جواں ایک طناز سا آرہا ہے
کہ دل لوٹ ہو جسکی ہر ہر ادا پر

وہ خوشرو کہ گل ہو خجل جسکے آگے
وہ نازک کہ بوجھ اسکو پھولوں کا زیور

وہ رفتار موزوں کہ اُس کی مقابل
کریں دوڑ چلنے کا طفل صبا پر

کہیں آتے آتے مرے پاس آیا
کہا ہاتھ سے ہاتھ میرے ملا کر

کہ اے نکتہ سنج و دانندہ و خوشگو
وہ بخشا ہے اللہ نے تجھ کو جوہر

اگر علم میں تو کرے نکتہ رانی
ارسطو بھی بیٹھے وہاں پر سنبھل کر

اگر بزم میں تو کرے نغمہ سنجی
تو مغ پھینکدے جوشِ مستی میں ساغر

اگر رزم کا حال کچھ تجھ سے سن لے
تو دشمن کے سینہ پہ چل جای خنجر

تخلص فہیم اور بے عقل اتنا
کہ پھرتا ہے وحشت میں دیوانہ ہوکر

ترے گھر میں فصل بہار آگئی ہے
کہ ہر شاخ اور برگ ہے بار آور

امیدیں تری آج حاصل ہوئی ہیں
درخت تمنا ہوا تیرا مثمر

وہ سید محمد کہ تو جانتا ہے
جو بحر سیادت کا یکتا ہے گوہر

کریم و سخی اور خلیق اور خوشخو
زمانے میں ہوتے ہیں پر اس سی کمتر

نہ کیوں ہو یہ ہے کسکے جگر کا ٹکڑا
شریعت کے ہادی طریقت کی رہبر

جہاں جاتی ہیں دل میں کرتی ہیں مسکن
نہ آنکھوں کی کانٹے نہ سینے کے نشتر

نجیبوں میں اعلیٰ شریفوں میں یکتا
فقیروں کے مولا امیروں کے سرور

اُسے حقتعالیٰ نے اپنے کرم سے
کرامت کیا ایک زیبندہ دختر

وہ دختر کہ فرزند کا پیش خیمہ
وہ دختر کہ آئی ہے سو مژدہ لیکر

وہ دختر کہ آنے سے جسکے ہوا ہے
خوشی شادیانے کا آوازہ گھر گھر

وہ دختر کہ ماں باپ کی گھر کی رونق
کہ رکھیں جسے دل میں اپنے چھپا کر

یہہ دختر نہیں ایک رحمت ہے حق کی
یہہ دختر ہے یا ابر رحمت کا ٹکڑا
کیا پھول پتّوں کو شاداب اسنے
وہ تاریک گھر جو کہ سونا پڑا تھا
نہ تھی آرزو اب کوئی دل میں باقی
خداوند عالم نے سب کچھ دیا تھا
شرافت میں اعلےٰ حکومت میں بالا
نظر اُس کی اونچی طبیعت نرالی
ملی مسجدوں کی بنا سے فراغت
وہ رستم کی ہمت وہ لقماں کی فطرت
کمی تھی تو اولاد ہی کی کمی تھی ؛؛؛
فہیم آپ کا ہے خلوص اس سے بہتر
نہ لکھی امیروں کی تعریف تمنے
نہ کی تمنے غیروں کی جھوٹی خوشامد
خوشامد جو کی بھی تو کی آپ اپنی ؛
لکھے شعر اچھے سنی سب سے تحسیں
کہ اے مالکِ ہر بلندی و پستی
تو ہی سارے عالم کا حاجت روا ہے
تو ہی ایک ادنیٰ کو کرتا ہے اعلیٰ ؛

بجھائی ہے دل کی لگی جس نے آکر
کرم برسا ہے اک خشک کھیتی پہ آکر
ہے پژمردہ گلشن میں یہ ابر آذر
جلایا چراغ اُس میں قدرت نے آکر
نہ تھا مال کم بھی کوئی بوجھ دل پر
مکان، باغ، جاگیر اور لعل و گوہر
مکاں سب ہی دنیا کے سب سے برتر
لباس اُس کا زیبا گراں اُس کا زیور
ہوئی سات حج کی زیارت میسر
وہ عقل ارسطو وہ بخت سکندر
کیا جسکو پوری مقدر نے دے کر
بہت شعر تم نے کہے جی جلا کر
لگایا نہ غیروں کو سرخاب کا پر
لگایا نہ سفلوں کے کوچے میں بستر
لٹایا جو موتی تو اپنے ہی گھر پر
دعا بھی تو کر ہاتھ اپنے اُٹھا کر
تری ذات ہی ایک داد رس و داور
امیروں کا حامی غریبوں کا یاور
تو ہی ایک قطرہ کو کرتا ہے گوہر

ہر اک طرح کی تجھ کو قدرت ہی حاصل | کہ ذرّے کو کر دے تو خورشید انور
جہاں میں ہے جبتک کہ پایندہ انساں | فلک پر ہے جبتک کہ تابندہ اختر
یہ دختر رہے عیش و عشرت سے شاداں | ہوں ماد ر پدر کی امیدیں میسّر
مسرت کی ہر جا بجیں شادیانے | خوشی دل میں بھر جائے ارماں نکل کر
اسے مال و ثروت دے اتنا کہ جتنے | پہاڑوں میں ہیں لعل دریا میں گوہر

اُسے صحّت کاملہ عاجلہ دے
جو دل تنگ سا ہے ضیق سے اُسکا ذاکر

قطعۂ تاریخ رقمزدۂ عالیجناب مولوی سیّد عبد الرؤف صاحب شوق جعفری

خالق نے دی ہے کیا خوب لڑکی | سہے ماہ عید سید محمّد
سال ولادت اے شوق لکھ دے | دخت سعید سید محمّد

۱۳۱۴ھ

بیڑی کی منّت میں بارہ سال تک ہر سالگرہ میں احباب کی ضیافت و دعوت کے علاوہ پانسو مساکین کو عمدہ کھانا کھلانا جاری رہا۔ بسم اللہ خوانی کی تقریب میں تمامی اقارب و احباب قریب و بعید بصارف کثیرہ بلوائے گئے اور اُن کی خبرگیری بہت عمدگی سے کی گئی۔ والدین و جدین و اعمام و عمات و ہمشیرگان و برادران وغیرہ اناث و ذکور کی خدمات عالیات میں نقد نذور و ہدایائے فاخرہ نہایت سیر چشمی و فراخ حوصلگی سے گزرانے گئے شعرائے شیریں کلام نے بھی اپنے کلام بلاغت نظام سے محفل کی رونق دوبالا کر دی تھی۔ یہاں اُن کے کثیر قصائد و تواریخ میں سے صرف ایک

مثنوی نقل کی جاتی ہے جس کو مسبوق الذکر عالیجناب حضرت فہیم صاحب نے مجمع عام میں پڑھا تھا۔

مثنوی

آج عالم میں ہے خوشی کیسی — متبسم ہے ہر کلی کیسی

سرو کیوں جھومتے ہیں مستانہ — کف نرگس میں کیوں ہے پیمانہ

لب ساغر ہلال عید بنا — واشد دل کی یا کلید بنا

فتنے ہیں چشم پرفتن کیلئے — ہے جوانی نئی کہن کیلئے

غنچے رہ رہ کے مسکراتے ہیں — پھول پھولے نہیں سماتے ہیں

قہقہے ہنس کے کبک کے یکبار — راہ خوابیدہ ہوگئی بیدار

نغمہ زن بلبل آج کہیں قمری — کوئی گاتے غزل کوئی ٹھمری

ہے چنار اور دشت کا دامن — سمن اور سرو دست در گردن

ہے غضب زاہدوں کو مے و مُل — مست کرتا ہے خندۂ قلقل

تو بھی اے ساقی خجستہ سیر — بھر کے دے جام بادۂ خُلّر

تیز مے تند مے کا ساغر دے — ایک کے بعد اک برابر دے

ہے صبوحی کا وقت صبح بہار — ہوگئے مست جھوم کر بیدار

جتنی سستی ہے اپنی ڈھل جائے — سر سے اپنے خمار ٹل جائے

نہ رہے دل میں آرزو باقی — ہوس ساغر و سبو باقی

ہاں ملک بیٹھ مجھ کو جانا ہے — دوستوں میں خوشی منانا ہے

ہے گھڑی خوب بیش بہا سب کی
کون وہ کس صدف کا گوہر ہے
نسبت آسمان نیکوئی
آل تخلص عقیل ہے اُس کا
نام سید محمد اُس کا ہے
صاحب عقل و نکتہ رس ہے وہ
صاحب علم متین بھی ہے
صاحب علم و اہل جوہر ہے
نیک خو نیک دل نکو اختر
پھول ہے گلبن سعادت کا
کیوں نہ ہو کس چمن کا گل ہے یہ
سید احمد وہ ہادی حق ہیں
دل ہے آئینہ خدا دانی
مشعل راہ ہیں طریقت کے
اُن کا نور نظر ہو پھر کیسا
اے فہیم اب اُٹھا تو دست دعا
اے خدا تا ہمیں ہے جبتک تو
بازگی تا ہو باغ امکاں میں
آتش رشک میں ہوں اُن کے حسود

بسملہ و شگفتہ بیگم کی
گو نسبے آسمان کی اختر ہے
اُسکو کہیے جہان نیکوئی
حق تعالے کے فضل سے ہے اُس کا
دور اندیش مرد دانا ہے
سب اگر ایک پیر تو درس ہے وہ
دور اندیش و دوربین بھی ہے وہ
اپنی تقدیر کا سکندر ہے
ہفت گردوں میں جس کی قرباں ہیں
سرو ہے گلشن سیادت کا
پسر ہادی سبل ہے یہ
مرشد و پیشوائے اہل یقیں
نور سے دل کے چہرہ نورانی
شمع ہیں محفل شریعت کے
اُن کا لخت جگر ہو پھر کیسا
نیک خواہی کا ہے یہی شیوا
رہے جبتک دلوں میں عیش و سرور
پھول جب تک کھلیں گلستاں میں
اُن کے دامن میں ہوں گل مقصود

باپ دادا کے ساتھ یہ دختر عمر یائے حضر سے بھی بڑھ کر

مکتب کا جلسہ بھی اپنی نوعیت میں ایک بابرکت مجمع تھا جس میں صرف مقدس و متبرک علما و مشایخ مدعو تھے۔ بعد ختم قرآن مجید و مولود شریف و فاتحہ و تقسیم شیرینی کے بعد حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے درس شروع کرایا۔ حضرت اُس روز سے ہر پارہ کے آغاز پر ایک گوسفند کی بہدیہ شکریہ قربانی دیتے رہے۔ جلسہ ہدیہ یعنے ختم کلام مجید کے شکریہ میں ایک امر بطور خاص قابل ذکر ہے کہ جب صاحبزادی صاحبہ نے قرات سورۃ الرحمٰن بقاعدۂ تجوید و لحن حجازی شروع کی تو جملہ اہل خاندان و بزرگان قبیلہ کی مسرّت و بشاشت اور بالخصوص حضرت علیہ الرحمۃ کی شادمانی حیطہ بیان سے خارج ہے۔ جلسہ مذکور کے انوار و برکات کے لطف کی خبر کچھ انھیں کو ہے جنھیں اُس میں باریابی کا شرف حاصل تھا۔ تحریر و تقریر ہر دو ذریعے اس کے اصلی فوٹو اتارنے سے عاجز ہیں۔ روزے کی تقریب میں دیگر تکلفات و ضیافت وغیرہ کی علاوہ غربا کے گیارہ ہمعمر بچوں کو نئے جوڑے پہنا کر شریک صوم کرنے کے علاوہ ایک روز اللہ و طلبائے مدرسہ دینیہ کو بھی کھانا کھلایا گیا۔ مساکین و غربا کو کھادیاں اور کمّل تقسیم کیے گئے۔

شادی کی تقریب میں دور و نزدیک کے جملہ اقربا کا اس قدر مجمع تھا کہ تمام مکانات زنانہ مہمانوں سے معمور ہوجانے کے باعث سے

مردانے کے لیے متعدد خیمہ جات ہلال نما دائرے میں خوش سلیقگی سے
نصب کیے گئے تھے جن میں فرشی لمپ روشن تھے۔ ہر خیمہ و منزل پر
برقی گولے ان کے علاوہ روشن تھے۔ مہمانوں کے لیے ہر روز سہ وقتہ
کھانے کا بہت عمدہ انتظام تھا ہر ہر کام پر الگ الگ لایق کارگزار لوگ
متعین تھے جو چپ چاپ اپنے اپنے مفوضہ فرائض و خدمات کی ادائی
میں مصروف تھے نہ کسی قسم کا شور و شغب تھا نہ کسی طرح کی شکایت یا ہرج
اشیائے مطلوبہ و اجناس ضروریہ فراخور حوصلہ ہر مہمان کے لیے موجود
تھیں۔ مہمانوں کی خاطر و تواضع کی نگرانی کے لیے اگرچہ متعدد اشخاص مقرر تھے
مگر حضرت خود بھی بذات خاص ہر روز ہر ہر خیمے ہر ہر منزل پر قدم رنجہ فرما کے
بکمال اخلاق و معذرت انتظام و اہتمام فرمانے کے علاوہ ہر مہمان کی مزاج پرسی
فرماتے تھے۔

شب گشت و بازگشت کا جلوس

نوشاہ کی سواری میں اسپ خاصۂ مبارک اصطبل شاہی باساز و یراق
مرصع حاضر تھا اور صرف خاص کی تمام فوج غیر معمولی جوش عقیدتمندی سے
ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھی۔

عقد کے بعد بڑی بڑی ذی شان مہتابیوں میں دسترخوان بالوازمہ
متنوعہ و ظروف زرنگار اقسام اقسام کے کھانوں سے چنے گئے تھے۔
اس اہتمام و انتظام پر حضرت کی درویشانہ فیاضی و ایثار حیرت افزائے

علائق تھی کہ امیر غریب۔ ادنیٰ اعلیٰ۔ شاگرد پیشہ خدمتگار۔ بلا کسی فرق و امتیاز کے ایک ہی دستر خوان پر بیٹھ کر اطعمۂ لذیذہ و ماحضر پُر تکلف سے باطمینان و بفراغت خاطر سیر شکم کھاتے تھے۔ الغرض شادی کی دلاویزی اور جشن سعادت اندوز کا جان فزا سماں کچھ ایسا تھا کہ جس نے دیکھا اُس نے حضرت کی سیر چشمی و اولوالعزمی و تہذیب و سلیقہ شعاری دریا دلی و فراخ حوصلگی نیک نیتی و خوش خلقی۔ قوت انتظام و سلیقۂ اہتمام کا معترف ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اور آج تک شرکا کی زبانوں پر اُس وقت کے واقعات ضرب المثل کیطرح دائر و سائر ہیں۔

حضرت نے جہیز میں باغ و مکان۔ زیور و لباس۔ نقرئی و طلائی سامان جس وقیع و وسیع پیمانے میں دیا ہے اور اپنے اہل وطن ساکنین ٹیکال کو جس محبت و تکلف سے کھانا کھلایا ہے۔ باستثنائے اعلےٰ امرا و روسا ملک متوسط طبقہ کے کسی شخص سے ممکن نہیں۔ اہل وطن نے بھی جس پُر شان جلوس و جوش الفت و ارادت سے دولھا دلھن کا استقبال کیا ہے اور اہل برادری نے جس کثرت سے قابل یادگار جمعگیاں کی تقریبات یکے بعد دیگرے ادا کی ہیں وہ ٹیکال میں نہ صرف اپنی خصوصیت و اوّلیت کے لحاظ سے تعجب انگیز ثابت ہوئیں۔ بلکہ درویشانہ معتقدات کے اشتمال کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہو کر رہیں۔

اس تقریب میں جس کثرت سے لوگ شریک تھے اُسی کثرت سے قصاید و تواریخ و سہرے وغیرہ پیش ہوئے جو ایک خاص گلدستہ میں چھپوا کر

شایع کردیے گئے۔ یہاں منجملہ اُن کے صرف دو قطعات تاریخ عالیجناب حضرت حاجی مولوی محمدؐ مظفرالدین صاحب المتخلص بہ معلیٰ کے تفریح طبع ناظرین کی غرض سے درج کیے جاتے ہیں۔

قطعۂ تاریخ

کردچوں سجادہ درگاہ قصبۂ بکیال | اندریں اثنا ادای شادی بنت نکو
ای معلیٰ در الٰہی سال ہم تاریخ او | شادی بنت حسینی پادشاہ صاحب بگو
۱۳۱۹ف

دیگر

چو فارغ شد دلا سید محمدؐ | ز کار شادی نیک اختر بنت
معلیٰ اسال تقریبش رقم کرد | مبارک شادی نام آور بنت
۱۳۲۸ھ

حضرت نے اس مبارک تقریب میں اپنے پیرؤوں کے لیے۔ (جو انشاء اللہ ہزاروں کی تعداد سے متجاوز ہیں) ایک نہایت مفید نظیر قایم کی۔ یعنے فضول و نامشروع اور مکروہ و نامہذب رسوم جو زمانۂ قدیم سے جزو لاینفک مذہب ہو کر بطور احکام مذاہب قابل تعمیل و ناقابل نسخ ہو چکے تھے اور جن میں سے کسی ایک کا سہواً بھی ترک ہو جانا شگون بد سمجھا جاتا تھا۔ یکقلم اس تقریب میں ترک فرما دیے۔

دُلھن والے علی العموم رسومات میں کسی قدر حجاب آمیز انداز سے شریک ہوا کرتے ہیں۔ اور دُلھن کے والدین علی الخصوص والد تو اکثر

بلیشتر حضار کے سامنے بھی آتے ہوئے شرماجاتا ہے۔ لیکن حضرت نے
اس خلاف شرع وخلاف تہذیب وانسانیت رسم کی انسداد کی خاطر
شادی کے عظیم الشان امراو فقرا۔ خواص وعوام کے بجید وشمار مجمع میں
بہ نفس نفیس انتظام واہتمام کی نگرانی فرمائی اور اپنی دختر نیک اختر کا عقد بھی
خود حضرت ہی نے باندھا۔ نیز ایجاب وقبول کی شرائط بھی اپنی ہی زبان
فیض ترجمان سے طے فرمائیں۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں نے زبردستی کی
ناواجبی شرم وحجاب ترک کرنی شروع کردی اور اپنے پیر ومرشد کے نقش قدم
پر راہرو ہوکر شرف اندوز ہونے لگے۔

حضرت کا کاشانۂ فیض آشیانہ اولاد ذکور سے روشن نہ تھا۔ الحمد للہ
کہ انہیں صاحبزادی صاحبہ قبلہ مدظلہا کے بطن مبارک سے۔ بتاریخ ۲۷
شعبان المعظم سنہ ۱۳۳۳ ہجری روز دوشنبہ۔ آفتاب سپہر دودمان آل عبا و
ماہتاب چرخ خاندان شاہدی وصاحبی واحمدی ساطع وطالع ہوا۔ جس
مولود ارجمند و فرزند سعادت مند کا نام نامی واسم گرامی حضرت نے
سید احمد خواجہ حسینی دستگیر بادشاہ طال اللہ عمرہ وزاد قدرہ تجویز فرمایا
جب ٹیکمال میں اس ولادت باسعادت کی خبر آئی تو ہم تمام متوسلین
ومتمسکین خاندان کو جیسی کچھ غیر معمولی مسرت وشادکامی حاصل ہونی چاہیئے
اُس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن حیرت اور مسرت زا التعجب اُس
امر پر ہے کہ ہمارے ہندو بھائیوں چھوٹے بڑے۔ ادنی اعلی سیٹھ
ساہوکاروں سے لے کر مزدور پیشہ ذکور تو ذکور اناث تک نے کچھ ایسی

پرجوش و بے ریا خلوص آمیز خوشیاں منائیں جو اپنی آپ نظیر اور حضرت کی عام مقبولیت کی دلیل روشن و برہان واضح ثابت ہوئیں۔ چنانچہ حضرت کے چچا مولانا و مقتدانا سید محی الدین پادشاہ صاحب قادری نے جو مبارکبادی کا خط حضرت کو لکھا ہے اُس میں اس کا تذکرہ فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

اس مسرت زا خبر سے ہمارا خوش ہونا تو لازمۂ فطرت و داخل جبلت انسانی ہوسکتا ہے۔ مگر کیا یہ امر تعجب خیز بلکہ لائق افتخار نہیں کہا جاسکتا کہ جملہ اہل بیکال ہنود و مسلمان وغیرہ نے گھر گھر بجید خوشی منائی اور تا حال منا رہے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ خدا اگر وہ شاہدی کی چشم و چراغ کو سلامت باکرامت رکھے۔ اور اُس کی عمر و اقبال میں روز افزوں ترقی دے

قصاید و قطعات تہنیت و تواریخ میلاد بھی بکثرت پیش ہوئے ان کا بھی مجموعہ علیحدہ طبع کرایا گیا تھا۔ لیکن دلچسپی ناظرین کے خیال سے چند قطعات کا اندراج یہاں بھی ناموزوں نہ ہوگا۔

قطعہ تاریخ مسترشدہ حضرت مولانا مقتدانا سید معروف حسینی مرشد صاحب قبلہ قادری الچشتی مدظلہ العالی

نونہال دختر سید حسینی پادشاہ	آمد از فیض ظہور حق بہ بستان طرب
از دل سجادہ سالش سید معروف گفت	سید خواجہ حسینی پادشاہ احمد لقب
۳	۱۳۲۷+۳=۱۳۳۰ ہجری

قطعہ تاریخ رشحہ کلک جواہر سلک حضرت مولانا جناب شاہ محمد روح اللہ صاحب قادری الحسینی سجادہ درگاہ حضرت استادنا قبلتنا شاہ غلام جیلانی قدس سرہ العزیز

چو شد سید محمد سورد فضل	منور شد مکاں از مہ شمائل
بجان من خلیل اللہ حسینی	زنور عین شد مقصود حاصل
شود عمرش دراز و نیز اقبال	طفیل غوث اعظم پیر واصل
بہ عیش و انبساط و شادمانی	سنش از فرق بہجت گشتہ حاصل
چو فکر سال کردم گفت روحم	جواں بخت و جواں سال و جواں دل

۱۳۲۸ - ۲ = ۱۳۲۶

قطعہ تاریخ رقم زدہ حاجی محمد وزیر علی صاحب قادری صدر مدرس رحسینیہ

آفتاب آسمان شاہدی	گشت طالع از عنایات خدا
یعنی فرزندے تولد شد سعید	دختر سجادۂ درگاہ را
سال میلادش چو جستم از وزیر	گفت ہاتف۔ افتخار اولیا

۱۳۲۸ھ

ولہ

شد تولد پسر بہ دخت عقیل	گل شگفتہ بباغ دین نبی
سال میلاد او چو جست وزیر	گفت ہاتف چراغ دین نبی

۱۳۲۸ھ

حضرت کا نسب

حضرت کا سلسلۂ آبائی و جدی حضرت امام دوسرا حسن مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والثنا تک بواسطہ حضرت شمس العشاق مرشدنا سید عبد الرزاق فرزند اولین حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی معشوق ربانی ہیکل النورانی قطب الاقطاب غوث الاغواث غوث اعظم میراں محی الدین حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ پہنچتا ہے جس کا شجرہ پیر و مرشد قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب شواہد حسینی میں سلسلہ وار تحریر فرمایا ہے۔

رشتۂ مادری حضرت خلیفۂ اوّل ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ تک اس طرح منتہی ہوتا ہے کہ حضرت کے نانا خواجہ غلام محمدؐ عرف مراد میاں صاحب خواجہ زادگان سلسلۂ عالیہ صدیقیہ و مشاہیر علمای حیدرآباد واعاظم واکابر اہل خدمات شرعیہ ولیومیہ دار والغامدار و وطندار قصبۂ ڈرکی ضلع نظام آباد و شرفاے ملک سے ہیں۔ جن سے تمامی خاندان دفتر ال ملک دکن یعنے لالہ بہادر و راجہ اندرجیت بہادر و راجہ راجاں مہاراجہ دھرم ونت بہادر۔ و راجہ راجاں مہاراجہ آصف نواز ونت بہادر۔ وغیرہ کو شرف تلمذ حاصل ہے۔

حضرت کے خصائل و ایثار

حضرت بڑے سلیم الطبع حلیم المزاج متحمل بردبار رحم و درگزر ہیں اپنے اعیان و اقران میں اپنے آپ نظیر۔ بذل و عطا و ایثار و سخاوت

میں عدیم المثیل ہیں۔ نیز حضرت کا خلق و مروت ایسا ہے کہ جس طرح
امرا سے میل ملاپ رکھتے ہیں اُسی طرح فقرا سے ملتے ہیں۔ علاوہ
بریں حضرت دربار کے سواے ہمیشہ درویشانہ لباس ہی پہنا کرتی ہیں
ایثار کی یہہ حالت ہے کہ جو حاجتمند حضرت کے پاس اپنی احتیاج
لے گیا محروم و مایوس نہ پلٹا۔ صدہا شرفا۔ غربا۔ ہند و مسلمان۔ نوکری
اور پیروی مقدمات و حصول لیاقت علمی و قانونی وغیرہ کی خاطر سے
بلدہ میں حضرت کے خوان کرم سے سالہا سال زلہ ربائی کرتے رہے
اور تا حال ہیں۔ مگر کبھی حضرت کی کشادہ پیشانی میں فرق نہ آیا۔
حضرت کا دسترخوان کیا سفر میں کیا حضر میں ہمیشہ مہمانوں سے
بھرا ہوا رہتا ہے۔
بیماروں کی عیادت و تیمارداری اور اہل غرض کے مقاصد براری
میں خاصکر توجہہ خاص مبذول فرماتے ہیں۔
حضرت کی ذات ستودہ صفات میں فیضان و کرم ہمیشہ سے
اس طرح مخمر ہے کہ اپنی زبان و قلم کے اثر سے اکثر معاصرین و تاثرین
و متوسلان بارگاہ شاہدی کے ارشد و فلاح کے لیے ساعی ہوے بغیر
نہیں رہ سکے۔ اس وقت جتنے متوسلین شیریں کام و برخوردار ہیں
وہ سب حضرت ہی کے نخل رسوخ و شجرۂ جاہ کے ثمرات اور حضرت
ہی کے بذل و فضل و اعانت کے زلہ ربا ہیں۔
حضرت نے اپنے آبا و اجداد کے نام نامی کو نہ صرف برقرار رکھا

بلکہ بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکایا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت پیر و مرشد قدس سرہ اور حضرت علیہ الرحمۃ اور حضرت قدوۃ السالکین بحر مراحم یزدانی حضرت شاہ غلام جیلانی قادری الچشتی قدس سرہ المتخلص بہ تسلیم۔ اور حضرت حاجی سید شاہ معروف مرشد صاحب قادری الچشتی دام ظلہ وغیرہ اعمام ذوی الکرام و برادران ذوی الاحترام ادام اللہ فیضانہم نے حضرت کو ہمیشہ قبلہ پرور و غور دال نواز۔ آفتاب خاندان مہتاب دودماں۔ اشرف نیاگاں کے القاب سے ملقب و مخاطب فرمایا۔

حضرت کی سیاحت

حضرت نے پہلا سفر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً۔ بڑے وقیع پیمانے پر کیا۔ جمالان و مخرجان و شیوخ قبائل و ائمہ مقامات اربعہ نے حضرت کے ساتھ بڑی محبت کا برتاؤ کیا۔ حضرت نے وہاں ذوی الحقوق مہاجرین وغیرہ کے نام ماہوارات مقرر کرا دیئے۔ بخصوص حاجی محمد یار خاں مہاجر داروغہ محمد سراج مطوف و معلم اور شاہ محمد خاں و احمد سعید وغیرہ حضرت کے فضل و بذل و عطیہ دائمی کے ممنون و زیر بار منت ہیں۔

اس سفر مبارک کے حالات نادرہ حضرت نے بزبان فارسی قلمبند فرمائے ہیں۔ جو قابل دید ہیں۔

پہلے سفرنامہ ہند یعنے دربار قیصری میں اعلیحضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ کی سواری مبارک و جمعیت صرف خاص سے گرد مبارک

وبہرہ چوکی وطلائیہ وغیرہ کے انتظام ومقامات روانگی روزانہ وکوائف دربار وملاقات ویارٹیہ اعلیٰ حضرت باولیسراے وگورنراں وراجگاں ونوابان اقطاع ہند کے واقعات تاریخی اور زیارات مزارات مشاہیر اولیاء رضی اللہ عنہم کا حال درج ہے۔ یہہ سفرنامہ بھی بزبان فارسی ہے۔

اس کے علاوہ دوسری سیاحتیں بھی بطور خاص فرمائی گئیں ہیں یعنی بمبی۔ بہاپم۔ سورت۔ کاٹہیاوار۔ گجرات۔ احمد آباد۔ اکبر آباد۔ اجمیر شریف دہلی۔ الہ آباد۔ ملتان۔ لاہور۔ پاکپتن شریف۔ پاک پٹن۔ پانی پت۔ کرنال جے پور۔ جودھپور۔ اودے پور۔ بڑودہ۔ مدراس۔ پانڈے چیری۔ ناگور شریف۔ سرنگاپٹم۔ ترچناپلی۔ ترانے۔ ویلور۔ قطب ویلور۔ کورلم سیلم۔ کلی۔ کوٹ۔ ناواحیات کا کوچہ۔ ترپانڈی۔ نیاتی وغیرہ ممالک میں مختلف بزرگان دین وعلما وفضلاے اہل یقین سے ملاقاتیں فرمائے۔ اور عجائب وغرائب جو روزانہ پیش آتے رہے انہیں اردو میں تحریر پایا ہے۔ اس کا وہ حصہ جو معابد ہنود تلجاپور پنڈرپور۔ ترپتی۔ کچی۔ نالاجی۔ راسیور۔ بیجناتھ۔ ہردوار۔ متھرا بنارس۔ کاشی۔ امرت سر۔ دربار صاحب سکھاں۔ وغیرہ میں پنڈتان وجوتشیان وآچاریان وشاستریان۔ علماے وید سے گفت وشنید کے اتفاق سے متعلق ہے بہت ہی دلچسپ وقابل دید ہے

حضرت کی تعمیرات

حیدرآباد کے محلہ ملک پیٹھ میں جب جدید آبادی کی بنا پڑی تو حضرت نے وہاں پر ایک نہایت خوبصورت پختہ مسجد و پختہ حوض و نہر آب و باولی و باغ و پختہ عالیشان خانقاہ۔ اور مکانات سکونتی تعمیر فرما کر ہر ایک کا نام۔ حسینی مسجد۔ حسینی نہر۔ حسینی باغ۔ حسینی خانقاہ حسینی محل رکھا۔ اُن کے سرراہ اور لب سڑک واقع ہونے سے مصلیوں کے علاوہ ہزارہا مخلوق خدا کے لیے ٹھہرنے۔ نہانے۔ دھونے۔ کھانے۔ پکانے کے لیے راحت کا ذریعہ اور آرام و آسایش کا سہارا ہاتھ آیا۔ صبح کی نماز کے وقت سے عشا کے وقت تک حوض اور آٹھوں پہر پانی کا نل کھلا رہتا ہے۔ اور پنجوقتہ مصلیوں سے مسجد آباد رہتی ہے۔ اس باغ کی تاریخ بھی صرف حضرت کے نام مبارک پر۔ باغ۔ ایزاد کرنے سے حاصل ہوئی ہے یعنے (باغ سید محمد حسینی) ۔ ۱۳۰۲ھ

موضع پڈاپور کے محلہ اہل اسلام میں حضرت نے اپنے محل مبارک کے زرکابین سے ایک نہایت پختہ عالیشان مسجد اور باولی تعمیر کی ہے جو ہمیشہ مصلیوں سے آباد رہتی ہے۔ اس کے علاوہ اُسکی باولی کے پانی سے بھی خلق اللہ سیراب ہوتی ہے۔ اس مسجد کی بناء کا مادۂ تاریخ بھی حضرت نے ارشاد فرمایا ہے۔ وہو ہذا۔ سجدہ گاہ مومناں تعمیر شد ۱۳۰۹ھ

حضرت کے اعداد میں سب سے پہلے جو بزرگ بغداد شریف سے پنجاب اور پنجاب سے الہ آباد۔ الہ آباد سے اس ملک میں

تشریف لائے وہ حضرت کے جدّ اعلیٰ حضرت سیّد شاہ عبد الواحد قادری قدس سرہٗ ہیں۔ جن کا مزار پر انوار موضع جوگی پٹھہ میں زیارتگاہ خاص و عام ہے۔ وہاں بھی حضرت نے ایک پختہ مسجد اپنے دوسرے محل کے زرکابین سے تعمیر کرائی ہے۔ خانقاہ اور سرا کے لیے بھی زمین خرید کرکے پایہ بھی پُر کردیا گیا ہے۔ ہنوز یہہ عمارت زیر تعمیر ہے اسکی تاریخ بھی حضرت نے یوں ارشاد کی ہے ۔ (ہٰذا محبوب المساجد معبد المسلمین) ۱۳۰۹ھ

خاص ٹیکمال میں غریب مخدرات و مستورات کو آب شیریں کی نہایت تکلیف تھی۔ خاصکر موسم گرما میں بڑی دور و دراز کی مسافت طے کرکے اندھیری راتوں میں پانی لانا پڑتا تھا۔ حضرت نے شمالی حصہ آبادی میں محفوظ و مستور موقع پر بصرفہ کثیر ایک بڑی باولی پختہ بنوادی جس سے نہ صرف فرقۂ مسلماناں ہی فیضیاب ہے بلکہ اُس سے ہر گروہ بلا قید مذہب و ملت مستفید ہے۔ جناب مولوی میر احمد علی صاحب المتخلص بہ عصیؔ نے اُس کی تاریخ بنیاد یوں نظم کی ہے۔ جو سنگ مرمر کی تختی پر نصب بھی کردی گئی ہے ۔ (بنوش آب از چاہ پیر طریقت) ۱۳۰۹ھ

ٹیکمال کا پادشاہی عاشور خانہ جس سے مسافروں کو بڑا آرام تھا قریب الانہدام ہونے کے علاوہ اس کی تعمیر ناتمام رہ گئی تھی۔ اُس کی تکمیل بھی حضرت ہی کی امداد کا نتیجہ ہے۔

درگاہ حضرت شہید مصطفٰے صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ واقع حسن محمدپلی کا پختہ کنواں بھی حضرت ہی کا بنایا ہوا ہے۔

بدشاہ پور آبادی حسینی پور میں بھی متعدد باولیاں اور تالاب اور باغ و عالیشان مکانات ہیں جن سے رعایا براپا کو بڑا آرام ہے - وہ بھی حضرت کی پُرفیض تعمیرات میں داخل ہیں -

حضرت کا شرف

یوں تو ہر شیخ کی علالت و رحلت پر معتقدوں اور مریدوں کیجانب سے پسماندوں و قایم مقاموں کے ساتھ تیمار داری و ہمدردی کا طریقہ عام ہے - لیکن حضرت علیہ الرحمۃ کی علالت و تیمارداری اور بعد رحلت کے واقعات یعنے دیہات میں سرکاری ڈاکٹر کا مع دواخانہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر متعین ہو کر بغرض معالجہ حاضر رہنا غالباً ملک بھر میں اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک ما بہ الامتیاز پہلا واقعہ ہے جو صرف حضرت ہی کے رشد و رسوخ کا نتیجہ تھا - اس کے علاوہ صدہا تعزیت نامہ جات احباب و عہدہ داروں کے علاوہ بطور خاص متعدد اوّل تعلقداروں و صوبہ داروں و حکّام و نظما و امرای جلیل الشان و علما و فضلا و شعرائے ریاست نے حضرت کی خدمت میں لکھے ہیں اُن سب میں سے صرف عالیجناب وزیر اعظم یمین السلطنتہ پیشکار و مدار المہام سرکار عالی المتخلص بہ شاد کے تعزیت نامے کی نقل یہاں بجنسہ نقل کیجاتی ہے -

القاب

یادگار دودمان مصطفوی سید محمد حسینی پادشاہ صاحب قادری

یارب دل ما را تو برحمت جاں دہ
دردہمہ را بہ صابری درماں دہ

ایں بندہ چہ داند کہ چہ میباید ساخت
دانندہ توئی ہر انچہ دانی آں دہ

السلام علیکم۔ از خبر حسرت اثر انتقال والد بزرگوار آں شاہ صاحب کہ در ہمعصراں بیمثل بودند خیلے متاسف گشت۔ اگرچہ مرداں خدا بعد از دور تنزل بر نقطہ حقیقت کہ می رسند زندگانی جاوید یابند۔ بدیں سبب عارفاں باخدا انتقال را نقل مکاں می گویند۔ الحق شان کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِهٖ ہمیں است۔ اگرچہ نقل مکان باعث تاسف نیست بلکہ برائے عرفا موجب شادمانیست کہ وصال یارست۔ امّا بلحاظ اسباب وجود ظاہری تعینے کہ بصورت متصور بود و برائے العین مشاہدہ میکردیم از عالم ناسوت بعالم ملکوت گزشت کہ از چشم سرنمی توانم دید۔ ہمیں انیست کہ فراق می گویند یا عدم مینامند۔ امّا عدم باعتبار ست۔ شاہ صاحب کہ از خاصان خدائے عزوجل بودند بمعراج خود رسیدند۔ چوں برائے عالم اسباب ادائے تعزیت ضرورست لہذا ادائے رسم بجا آوردم اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۵

آں شاہ صاحب کہ از خلعت خلافت متین و سجادہ نشیں شدند الحمد للہ کہ حق بحقدار رسید۔ چونکہ آں شاہ صاحب در زمانہ والد خود در لباس دنیوی بودند و بایں حقیر فقیر رابطۂ دوستی می دارند۔ بدیں سبب و نیز بایں لحاظ کہ اکنوں آں شاہ صاحب سجادہ نشیں اند۔ و نیز ایں

فقیر کہ معتقد درویشاں و باعث سعادت می داند زباں بکام و عامیکشایم
و از بارگاہ بے نیاز بلحاظ ہر دو تعلقات التجامیکنم۔ الٰہی دلے دہ کہ
درو ہوا نبود۔ وسینہ دہ کہ دراں زرق وریا نبود۔ دیدہ دہ کہ جز تو نہ بیند
وجگرے دہ کہ داغ عبودیت تو گزیند۔ نفسے دہ کہ حلقہ بندگی در گوش کند
وجانے دہ کہ زہر حکمت و محبت تو نوش کند۔ آمین

خداوند عالم خرقۃ الفقر فخری را بظاہر وقعت و بزرگی بخشد و در باطن
برکات معرفت را ترقی فرماید۔ چونکہ ایں راقم از سلسلۂ تعلقات وابستہ
و لباس دنیوی در برداشتہ۔ وآں شاہ صاحب اکنوں ازیں ہر دو آزاد
گشتہ اند لہذا چشم دارم کہ از دعاے خیر ایں فقیر را فراموش نہ خواہند کرد
زیادہ بجز یاد اللہ حیست"۔

علماے کرام و امراے عظام وشعراے شیریں کلام وحکام عالیمقام
وعالیجناب مدار المہام کے مکتوبات اکثر بمذاکرہ ومشاورہ علمی حضرت
کے نام آے اور آتے رہتے ہیں۔ اُن سب کو عالیجناب فضیلت مآب
جناب مولانا سید شاہ خلیل اللہ حسینی صاحب قادری الچشتی حضرت کے
داماد نے فہرست وار ایک مجموعے موسوم بہ (گلدستۂ مکاتیب) میں
مدوّن و مرتب فرمایا ہے۔ اب بھی جو رقعات آتے رہتے ہیں وہ اسی
مجموعہ میں داخل کیے جاتے ہیں۔

مجموعہ مذکور کے دیکھنے سے حضرت کی علوم وفنون متنوعہ میں
بلند پایگی وخداداد قابلیت و انتہاے تبحّر و انجاح مقاصد خلق اللہ کی علامات

سب سے زیادہ ہمارے پیرو مرشد قدس سرہ کی کرامت کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا تھا (خدا جلشانہ قادر و قیوم علوم ظاہر و باطن دولت دنیا و دین عطا فرمائے گا) نیز اس سے مسبوق الذکر حضرات قدسی صفات کے اس القاب کرامت انتساب (آفتاب خاندان مہتاب دودمان اشرف نیاگان) کا کامل مصداق ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ بیشک حضرت کی ذات ستودہ صفات خلت شاہدی کرامت صاحبی و جلالت احمدی کی جامع اور باعث مباہات گروہ شاہدی ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشا۔

حضرت کی تصانیف

حضرت کی عمر کا (۳۰) سالہ کار آمد حصہ تمشیت امور ریاست و خدمت خلق اللہ میں ”بمصداق طریقت بجز خدمت خلق نیست“ گزرا۔ کوئی مستقل تصنیف و تالیف کسی خاص علم و فن میں اب تک شایع نہیں ہوئی۔ مگر عالیجناب فضیلت انتساب مولانا سید شاہ ابو الحسن صاحب حسینی القادری المتخلص بہ قیصر دام فیضہ حضرت کے چچازاد بھائی حضرت کی تالیفات فارسی و اردو و نظم و نثر جمع کرتے جارہے ہیں۔ اس مجموعہ میں ایک تحریر عربی و فارسی بصورت رسالہ میں نے بھی دیکھی ہے جو علم حقایق و تصوف پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت نے اکثر لوگوں کے متفرق ادق سوالات کے جوابات بہت دقیق و عمیق مباحث پر مشتمل فرما کے نام نہاد

(جذبات عقیل) لکھے ہیں۔ انشاء اللہ یہہ مجموعہ جس میں سفرنامہ جات بھی شامل ہیں عنقریب شایع کیا جاے گا جو مظہر فضائل و برکات حضرت ثابت ہوگا۔

حضرت کی نثر سے صرف ایک دو تقریظیں (جو طبع بھی ہو چکی ہیں) اور دو چار خطوط اور نظم سے دو چار غزلیں اور کچھ قطعات و مادہ ہاے تاریخ اور ایک ساقی نامہ اور ایک دو مثنویاں۔ جو شعراے باکمال و علماے اجل دربار وزارت کے مجمع عام میں پڑھی گئی تھیں (جس کی ممدوح معظم نے اپنے ایک خاص عنایت نامے میں بیحد تعریف کی ہے اور حضرت کے کلام بلاغت نظام و فضیلت و کمالات کی قدر بھی فرمائی ہے) مع نقل عنایت نامہ مذکور درج کرکے تمہید و مختصر سوانح عمری حضرت ختم کی جاتی ہے۔

نقل عنایت نامہ ممدوح معظم

یادگار دودمان مصطفوی۔

السلام علیکم۔ آپ نے جو اپنی تصنیف کی ہوئی مثنوی پڑھی۔ اس کی نسبت زیادہ تعریف کرنے میں اس لیے پس و پیش کرتا ہوں کہ کہیں صائب کا یہہ مقولہ صادق نہ آے۔ ؎

صائب دو چیز میشکند قدر شعر را　　　تحسین ناشناس و سکوت قدر شناس

اس میں تو شک نہیں کہ میرا علمی سرمایہ بہت ہی کم ہے۔ میں اپنے کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ ایک نہایت لایق عالم شاعر کی مثنوی کی نسبت اپنی کوئی راے ظاہر کروں۔ مگر ہاں جس قدر سمجھتا ہوں اُس

لحاظ سے میں یہہ کہتا ہوں کہ درحقیقت آپ نے لاجواب مثنوی کہی ہے۔ شوخی کے ساتھ کلام کا بانکپن۔ شستگی زبان کی پھبن۔ شاعرانہ انداز۔ عاشقانہ پرواز۔ ہر موقع پر اپنا اپنا جوبن دکھاتے تھے۔ علاوہ اس کے ہر ایک کی استعداد کے معیار کا ذکر بہت ہی حسن وخوبی وخوش اسلوبی اور نہایت ہی متانت وسلاست سے کیا گیا ہے۔ یہہ بات ایسی نہیں ہے کہ ہر شاعر اس میں دعوی کر سکے اور اپنے کو اس میدان کا معرکہ آرا سمجھے ؎ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔ بہرحال آپ کی علمی لیاقت کا اگرچہ میں پہلے ہی سے قائل ہوں مگر اس مثنوی نے یہہ ثابت کر دیا کہ ہمارے دکن میں بھی ماشاء اللہ ایسے لایق لوگ ہیں جس کی نظیر مشکل سے مل سکتی ہے۔ اس سے زیادہ کہنا زبان آوری اور سخن آرائی ہے۔ اب میں اپنی اس تحریر کو اس رباعی پر ختم کرتا ہوں۔

رباعی

حاصل ہی تجھے فن سخن کی تحصیل — ہر علم و کمال میں ہی تجھ کو تکمیل
یہہ شاد کا ہی قول تعلی نہیں کچھ — ہے شاعر بعدیل و بمثل عقیل

مرقوم ۱۶۔ صفر ۱۳۲۰ھ شاد یمین السلطنتہ۔

تقاریظ

تقریظ بر مجموعہ رقعات شاد۔ مولفہ دمرتبہ چند اپرشاد منو آباد مطبوعہ محبوب پریس

نوٹ

اس خط میں جس مثنوی کی تعریف لکھی ہے وہ مثنوی (سوغات عقیل)
نام نہایت بلیغ و فصیح ہے۔ جس میں تمامی نامی گرامی شعرا دربار و اساتذہ
کامل العیار کے کمالات و فضائل اور باہمی شکر رنجی کے نسبت بہت
قیمتی نصائح دل نشین پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں اس مختصر میں اُسکی
گنجایش نہیں ہے انشاء اللہ تعالیٰ مجموعہ میں ملاحظ فرمائیں گے
فقط

جس کے سرنامہ کی عبارت یہہ ہے۔

رنجیتۂ قلم فراست رقم ناظم نازک خیال ثناجا و مقال حاجی محمد سید رضا قاآنی درمتخلص بعشق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی احمدہٗ

بے بایگی استعدادم۔ نہ سرے دارد کہ فرازش دہم و بے استعدادی مایکیم۔ نہ دلے دارد کہ فروزش۔ من آنم کہ بہ سطے مراحل تقریظ گامے زدن ندانم۔ و دانم کہ سبیل زاد این سواد کردن نتوانم۔ کج مج زبانے را حکم تقریظ از اسے عملے کار بصرورخواستن ماناست۔ واز اصم رجاے سمع داشتن ہماست منم کہ در حرف و خزف رنگ امتیازی نتوانم ریخت تا بسرانجام این مہم نمارزہ ہمت بر خسارۂ نارسا حوصلہ بچہ صورت توانم کشید و در سید و صید صورت املاسئے بو در گل و گل چہرۂ انواسے نتوانم آراست تا بہ گل چینی حدیقہ معانی با این مایہ نارساستی تشریفے کہ از دامن تا گریباں تار بو دے ندارد گل سر سبدی را بچہ ہیئت توانم چید۔ گرایش احباب بآرائش اسباب داند کہ معذورم مجبورم کرد۔ و توقیع اعزا بہ تفقیح این باب شناسد کہ مجبورم معذورم نگذاشت۔ برہگذر امتثال امرمی گویم ولی دانم کہ چہ توانم گفت۔ و بخاطر سلک این گوہر رشتہ ارادت درست می کنم۔ و

نمی گویم کہ چہ خواہم سفت۔ رقعات شاد بہ درستی محاورہ چہرہ آرایان شاہد اردو را غازہ ایست دستور العمل پیرہن۔ وبجستی مضامین برائے روشنان طبع وقاد توقیعے است بہیں آئیں خرمن۔ مدادش را افشارہ طرۂ زلف مرغولہ مویاں گویم رواست۔ سوادش را سویدائے نقطہ قلوب وخال زیبائے مہ جبیناں دانم سزاست۔ اعرابش را تراشۂ زر بافشان ناصیہ عروسان معانی چوں ندانم۔ حروفش را ریزۂ جواہر بہ تزئین نگین شاہدان سخندانی چوں نخوانم۔ ہر لفظش را دل آرار عنائے چوں نہ نامم کہ معنی بہ ہزار دل شیدائے اوست۔ ومعنی اش را ہوش ربا طنازے چرا ندانم کہ ہر لفظش برابطہ اتحادے بہزار جان مبتلائے او۔ ہر مضمونش بجلالت خوبی طرز ظہوری یاست۔ وہر عبارتش بشوکت حسن ادا حسرت افزائے طغرا۔ فصاحت بانتساب خامۂ او تاج عزت بر سر است وبلاغت بالتباس نامہ اوشلوکہ اطاعت درکمر۔ زمینے راکہ گاہی سمند ارادت اودست رنج قطرہ زنے بہ سہو ہم نہ پذیرفتہ بود رتبۂ آسمانی بخشید یعنے زبانے راکہ بافواہ فہوم بہ اردو موسوم بانچناں خوبی وخوش اسلوبی نوک ریز زبان قلم شیوا رقم نمودکہ چہ بہ بندش چست وچہ بہ محاورہ درست وچہ بمضامین عالی۔ وچہ بتلاش نازک خیالی ازیکہ تازان میادین ایں فن نہ فقط گوے سبقت ربود بلکہ بلقیس زباں را بہ تکمیل جلائل فضایل حلۂ سلیمانی پوشانید۔ ایجاز بجائے خود نہایت موجز۔ متوازی بہ محل خود بغایت متمازی۔ متوازن چنانکہ شاید مستحسن۔ ابہام روتے آلایش

ندیدہ۔ ایہام سوے آرایش نگردیدہ۔ ہر صفحہ چوں مطلع خورشید از عالم
سحاب متمتعات صاف است۔ و سہیل مین بسہولت تلاش ادق۔ بر
سماے سہل ممتنع منت پذیر اعتراف۔ اگر نمیقہ درحیات است۔ توگوئی
نگاریں چمنستانیست۔ ریاضش بروائح نفخت فیہ من روحی
ابواب طراوت و تازگی برروے ہستی تہمتاں کشادہ۔ ؤگر انیقہ بموت است
تو دانی اندوہگیں محنتانی ست۔ بیاضش بسموم کُلُّ نفس
ذَائِقَۃُ الْمَوْت ۂ براے قطرہ زنان جادہ زندگی موہوم یاد از آخر
منزل دادہ۔ اگر در تہنیت است چمن چمن بہار۔ و دریا دریا نثار۔ و گر در
تعزیت است خرمن خرمن شرار و صحرا صحرا غبار۔ مجموعہ رقعات چیست
گلدستہ الیست از گوناگوں گل ہاے ہمیشہ بہار آراستہ۔ گنجینہ الیست از انواع
جواہر زواہر مرصع نگار پیراستہ۔ دانی این دُرِ غرر فرو ریختہ سلک نثر نثار نثریں مقام
و نظام نظامی احترامیست کہ فلک را برعتبۂ معالی تبہا او از جبہہ سائی نازش ہاست
و زمین را بہمرنگی پایہ آستاں ہمایوں سایہ او دعوی فرازش ہاست طلوع ایالت
را ایاغ انجمن امارت را چراغ۔ خدایق معانی را نا طور۔ سینای سخندانی را
نور۔ خطایر عروض را دل و جگر۔ لوائر قوافی را روشن گر۔ سمای معدلت را
قمر۔ شب امید را سحر۔ گوہر مقاصد شرفاے عالم را آغوش مراد۔ جوہر
مراد غرباے جہاں را دامن وداد۔ راجہ راجایاں مہاراجہ
بہادر کشن پرشاد شاد۔ صانہ اللہ عن الفتن والفساد
معلوم کہ ایں ہمہ رقعات مثل زلف معشوق پریشاں و بسان حواس عاشق

منتشر بود۔ چہ پرسی کہ ایں پارہ پارہ اوراق بہ صحیفہ معانی را شیرازہ بند کدام است۔ و ایں ریزہ ریزہ درر منثور را گنجینہ پیوند کو۔ گلہای پریشاں را از ہر گوشہ و کنار بایں گونہ گونہ خوبی چید و بہ تشریف گلدستگی نواخت ابدال کدامی باغبانست۔ و نقود منتشرہ فارغ از سرو راباایں جونہ جونہ خوش اسلوبی فراہم آوردہ صورت گنجینگی بخشید۔ احسان دست مزد کدامی جوہر شناس عیار داں۔ نامش تا زباں آوردن ینابیع خوں برائے سرچشمہ عیون نظارگیاں ساز کردن است و ابواب جزایع بروئے دیدہ دوزاں باز۔ یعنے چشم و چراغ ظلمت کدۂ عالم۔ قرۃ بصارت بنی نوع آدم۔ راحت جان پدر۔ جگر پارۂ مصنف سوختہ جگر۔ جیند اپرشاد مینو آبادیست کہ ایں قطرہ قطرہ صہبا مملو بہ سبو کردہ را بر روے بادہ نوشان بزم سخن بہ دور آوردن میخواست کہ مینائے زندگیش از سنگ اجل بر شکست۔ یعنے ایں مجموعہ برشتہ جمعیت آوردہ را بشکنجہ طبع کشیدن آرزو داشت کہ رشتۂ عمرش از شیرازہ حیات در گسست۔ سوفار غم نبل کافہ منتسباں را بردوخت و خرمن امید پدر را از شرر المش یکسر سوخت ایں مہ نو ہنوز از افق سیر سی روزہ طبق بعروج معارج طبعی یک ربع راہے ہم گام نزدہ بود کہ از نیمہ راہ پایہ نردبان عمرش از ہم گسیخت۔ و عرصہ جہاں بر روے جہانیاں تنگ و خاک مفارقت دائمی در دیدۂ دیدہ وران امید دریخت۔ جگرے نتواں یافت کہ خنجر ایں غم زخمے کہ تا برگ صورت بہی نخواہد دید نخوردہ باشد و دلے نتواں دید کہ از

آتش این الم داغے کہ تا بہ گرمی روز نشور دل از التہاب نخواہد ورزید در پہلو ناسور نکردہ باشد۔

ابیات

صبر از دل و تاب از جگر و جسم ز جان رفت | فرزند وزیر ابن وزیر ہمہ دان رفت
آوخ کہ ز یک رفتنش این رفت و ہم آن رفت | دل رفت جگر رفت علم رفت نشان رفت
این رفتن بیوقت چگویم کہ چسان رفت | افسوس جوان رفت جوان رفت جوان رفت
بو از گل و کیف از مل و بلبل ز چمن شد | چون نزہت و نکہت ز گلستان جہان رفت
اندر غم ناشاد دل شاد برنجے | بگذاشت و بآن سوی جہان شاد روان رفت

گنجینۂ اردو سے جواہر رقم شاد ؛
آراست و خود از دبستان جہان رفت

تالیف این مجموعہ یادگار اوست و ترتیب این گنجینہ ایثار او۔ فقط۔

تقریظ کتاب اللہ گنینہ مطبوعہ مطبع فردوسی مدراس

جس کا عنوان علامہ مصنف و مولف نے یہہ لکھا ہے

ملکہ تازی سمند ارجمند فکر آسمان پیوند شیخ کامل عارف واصل خلاصۂ خاندان مرتضوی نقاوۂ دودمان مصطفوی علما را سند

عرفا را دلیل حضرت مخدومی سیدی حاجی الحرمین الشریفین
مولوی سید شاه محمد حسینی صاحب تخلص عقیل المعروف
به حسینی پادشاه صاحب قادری دامت برکاته سجاده نشین درگاه شریف

حضرت شاه یدالله قدس سره العزیز

بسم الله الرحمن الرحیم

بعد حمد رب العالمین و نعت حضرت سید المرسلین صلوات الله علیه و آله و صحبه اجمعین -

می گوید بندهٔ حقیر فقیر سید محمد المعروف حسینی بادشاه قادری که به تقاضائے آب و خور و به نحوائے قید الماء اشد من قید الحدید - رخت اقامت بمدراس فرود آورده عمده ترین نعمتے و افضل ترین دولتے که دریں جا نصیب آمد ملاحظه کتابے ست که از تالیف عالم جزیل و فاضل نبیل عاشق صادق حبیب رب الجلیل صلعم مورد مراحم آله مولانا بالفضل اولنا عمدة الحاج محمد صبغة الله اوصله الله تعالی الی ماتمناه الملقب به مهاجر فخر علمائے معاصر و مآثر - نامش السکینه - نجد السکینه - غرقان بحار مهاجرت را سفینهٔ وصال است و مشتاقان تجلیات مواصلت را آئینه جمال - سالکان مسلک حجاز را رهبر کامل است و کشتی نشینان عمان راز و نیاز را ساحل همه وقایع و آثار آں دیار مطابق سیر و اخبار - مطالب و مضامین نحو مفصل

آں قدر کہ گوئی دریاے زخارے ست پُر از دُرر غُرر۔ و موجز آں چناں کہ ہمہ دریا در یک کوزہ ایست مختصر مصنف عالی مقام در تجسس مقامات و تفتیش حالات آں بقعہ نور و برکات مشقتے کہ برداشتہ و دقیقہ فرونگذاشتہ بجدا احسانے ست بر عامہ مسلمین و مسلمات۔ و منتے ست بر کافہ مومنین و مومنات۔ و الہان خمکدۂ عشق روے نبوی صلعم را پیمانہ و سمند رہگیران کوے مصطفوی صلعم را تازیانہ۔ ہر چند فقیر ہم شرف اندوز زیارت روضہ پاک شہنشاہ لولاک ام فاما ایں کتاب مستطاب اکہ دیدیم می توانم گفت کہ اکثرے از مشاہدات محققہ حضرت مصنف را نہ دیدم پس شوق زخمہ بر آہنگ دل می زند کہ باز بہ زیارت حضرت خیر البشر صلعم پاے از سر کنم و ایں کتاب را د۔ بر۔ و ہر چہ دریں ست آں را رہبر الحق کتابے ست نہایت مفید۔ و قفل مقاصد زیارت را کلید۔ مضامین عام فہم و احسن موافق شرع و سنن۔ ہر رہرو مدینہ را باید کہ **السکینہ** را کہ مجمل تصاویر بحق شیفتگان شہر مدینہ تابوت سکینہ را می مانند رہنماے خود گرداند۔ الٰہی مصنف ایں کتاب را از جمیع مکروہات و بلیات دنیوی محفوظ و بہ جملگی نعمات و برکات اخروی محظوظ باد و بہ صلہ ایں کار ہر چہ فراخور حال اوست نصیبش باد۔ بحق محمد و آلہ الامجاد و صحبہ الرشاد الیٰ یوم التناد۔ مرقوم ۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۶ ہجری

رقعات

رقعہ موسومہ عالیجناب یمین السلطنتہ مدار المہام سرکار عالی بشکریہ ارمغان

مورخہ (۱۷) ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ

خدا یار و احمد مددگار تو — علی باد ہردم نگہدار تو

کلک عقیدت سلک بہ تشکر جلب دولتے می سگالد۔ و دل نیاز منزل
بذوق حصول صولتے می بالد کہ از بارگاہ آں چشم و چراغ دولت و اقبال
قدردان اہل کمال اورنگ وزارت را آب۔ گیسوے امارت را تاب
عیون بسالت را نور۔ حدائق ایالت را ناطور۔ ارمغاں دست آورد
از دہلی براے ہمچو من ذرہ بیمقدار رنگ سرافرازی ریخت۔ تا بندگی
نیر طالعم را نازم کہ در مقامے کہ استیلاے شتا بشدت رطوبت ہوا
آب بدہاں یخ می بست و نفس را تنفس می زد۔ گرمی ہنگامہ یاد ایں سوختۂ
آتش دوری در آئینہ خاطر تجلیات مظاہر والا چہرۂ مراد افروخت۔ جبّہ
مخمل سبز و طاقہ شامی در حق ایں سراسیمہ گردبادیہ ناکامی سرمایہ سرسبزی و
شادکامی اندوخت ازیں مایہ سرفرازی کلاہ گوشہ فخرم بآفتاب رسید۔ و
ایں گونہ ذرہ نوازی ذرگیم را شرف آفتابی بخشید۔ زبانم کو کہ شکریہ عطای
ایں خلعت کہ تار و پودش بہ رگ و ریشۂ دل و جانم بافتہ اند۔ ادا نماید بجز
آں کہ دوکان دہاں بارزش کالاے ثنا۔ و درج زباں بانثار دُرر دعا در
کشاید۔ یارب ہر تارے کہ صرف پود ایں اقمشہ باشد تار انفاس آں

مرجع مقاصد انفس و آفاق را بہ تاب درازی عمر بافزونی شمار رسانا د ـ و
ہر پودے کہ زیب تار ایں البسہ بودہ بہ فراوانی اعداد باستحکام رشتہ حیات
آں منبع احسان و وفاق باعث رونق کارگاہ امارت و وزارت باد ـ
سلسلہ امید معاندان بہ پیچیدگی بخت واژوں بسر حلقہ پیچک نامرادی
مانا د و سر رشتہ آرزوے اعدا بسر گردانی چرخ دوّار بہ بستگی گرہ پیچ در پیچ
روے گسستگی مبیناد بحق محمدؐ و آلہ الامجاد و اصحابہ الرشاد و شاہ نجف ادّ
آمین آمین ـ

مرحمت شد بہ عقیل ہمہ داں از سرکار	جبہ مخملی و طاقہ شامی زرتار
بر چنیں مرحمت و بندہ نوازیہا اش	می سزد آں کہ کنم جان و دل خویش نثار

رقعہ دعوت بسم اللہ خوانی

ایزد کامرانی بخش را سپاس کہ عروس خلوت کدۂ تمنا ہرانچہ نہاں نقاشی
کارگاہ دعا داشت جلوہ ریز نظارۂ مستمندان عقیدت اساس است
طوطی شکرستان امید بہ چاشنی قند مراد بشکر شیریں کامی فضل احدی شکر شکن
و عندلیب لساں در چمنستان آرزو بہم آغوشی شاہد مقصود بہ دستنبوئے
ثناے احمدی گل در پیرہن ـ فصل شتا احرام سفر بستہ و اثر بہار زرنگ
خزاں شکستہ ـ دست یاری خیاط کارگاہ ربیع لباس بوقلمونی برقامت
گلعذاران چمن دوختہ ـ و نقاش نگارشکدہ آزری نقوش رنگا رنگ
بہار بر بساطین قلوب آبیاران گلشن اندوختہ ـ بزم نشاطے آراستہ ـ کہ

زہرہ را زہرۂ نظّارہ از مشتری وام است۔ و مسرت آگیں بساطے پراستہ کہ ہماے اوج تمنا و آرزو در دام۔ داعی خوش نواسے طرب زمزمہ ریز تکلیف بزم بسم اللہ خوانی ست۔ وافتتاح ابواب بہجت و سرور وقت ۸۔ ساعت شب یازدہم شہر ربیع الثانی است فقط

رقعہ موسومہ جناب مولانا المولوی میر احمد علی الموسوی الرضوی از مقام وقار آباد

امروز دوتا درویش نواز نامہ بیک وقت تواماں رسید و غبار تحیر بر آئینہ خاطرم پاشید۔ کاش بہ ڈاک سپردندے تا ایں مایہ برق خجالت خرمن قرارم نمی سوخت و نشتر ندامت سینہ اخلاص گنجینۂ مرا بایں گونہ آزار نمی دوخت۔ کلفت ایں الم نہ صرف دلم را ملول ساختہ بل اندیشہ تکدر طبع والا در تنور پشیمانیم گداختہ۔ خار حسرت یک جہاں نشتر در پہلوے دل بیتابم شکستہ۔ و بار ندامت یک عالم شیرازۂ جمعیت خاطرم از ہم گسستہ حسرت شرح ہاے خجالت بر بیدستگاہیم گواہ است۔ و عاجز نالیہاے ندامت بر بے استعدادیم عذر خواہ۔ تعمیل فرمان نسبت نور چشم والا بر چشم و سر من ست۔ و تنفیذ ارشاد بہ تجویز معاش او در دل و جگر من۔ مژدۂ ورود آں مایہ بجود م نکردہ کہ لب باظہار خیر مقدم وا و دیدہ فرش رہگذر والا نسازم۔ و آں پایہ از جامہ ام بیروں نزدہ کہ برسم استقبال گریباں تا دامن بسایئبان سواری نپردازم ؎

بیاای نوبہار دیدہ ام رنگ تماشایت ۔۔۔ کہ از بہر تو جا خالیست در آغوش مژگانم

گلوفشاری ہاے بیم لحوق مرض آں قدر زمزمۂ خوف در قانون خیالم ساز
دادہ کہ نواے شکوۂ دوری از ناے گلویم برنمی خیزد۔ وشگیر زینہاے
فصل مخالف آں گونہ زخمۂ ہیبت بر چنگ دلم زدہ کہ صداے مہجوری
از سینہ ام برنمی انگیزد۔ خدارا ایں سوختہ نائرہ مفارقت را از دعاے خیر
فراموش نہ فرمائید۔ گر خدا خواہد بعد سیزدہ صفر افتخار اندوز ملازمت والا خواہم شد
[illegible] و ساقی نامہ نوشتہ ام پیشکش۔ قدر ایں مے ہماں داند کہ
قطرہ ازیں چشیدہ باشد و جرعۂ ازیں کشیدہ۔ سرخوش ایں خمخانۂ اسرار
وصبوحی کش ایں مستانہ خمار نجابت و والا تبار دیگرے بہ خیالم می گزرد
محتسب ادب اجازت مخموری و رخصت حضوری دہد تا در بزم
آں صوفی صافی مہر ازیں خم برگیرم و قدحے از اں بدر آورم فقط۔

از مثنویات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خلاق آسمان و زمیں — آفرینندۂ کہین و مہیں
چرخ را بے ستوں فراختہ — خاک را فرش آب ساختہ
آں فرازش دہ فلک بہ علو — آں گزارش دہ زمیں بہ نمو
آں نگارندۂ فلک ز نجوم — آں نوازندۂ زمیں بہ علوم

مہر را لمعۂ جلال ازوست ❊ ماہ را پرتو جمال ازوست

عارفاں را بخود رسائی دہ ❊ بیخوداں را ازخود رہائی دہ

ہرچہ ہست از شہود و بود و نمود ❊ ہمہ باوست قایم و موجود

خالقے ناصرے حقے صمدے ❊ واحدے نے شریک او احدے

غافر الذنب قابل التوبہ ❊ دافع الکرب رافع النوبہ

در صفاتش زبان ناطقہ لال ❊ شرح ذاتش بود کمال محال

بہر تحمید دم زدن نتواں ❊ بہ ثنایش قدم زدن نتواں

میزند بانگ از حدیث نبیؐ ❊ دور باش ادب بہ لا احصی

مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ ❊ صَدَقَ الْقَوْلُ لَيْسَ فِيهِ شَكٌّ

قائل ما عرفناہ لولاک ❊ مہبط الوحی باعث الافلاک

صاعد العرش صاحب المنشور ❊ سر قد جاءکم من اللہ نور

خاتم مرسلان دیں پرور ❊ نعت او از سپاس نازک تر

چہ تواں کرد مشکلے این است ❊ تارک نعت تارک دین است

ز آب کوثر زبان خود شویم ❊ بس ہمیں گفتہ اند و می گویم

باخدا بندۂ فرہمند است ❊ بہر ما بندگاں خداوند است

کس ندیدش سہیم و مانندے ❊ بہر ما بندگان خداوندے

باد ہر دم براو درود و سلام ❊ ہم بر اصحاب و آلہ الاکرام

آں مطیع خدا مطاع امم ❊ مرجع خلق و ملجع عالم

عالم ہر علوم و ماہر فن / واقف راز ہر نوی و کہن

ہست دانای جملہ کیش و ملل / راز دان طریق و طرز عمل

عالم سنسکرت و وید و پران / ژند و پاژند را مراتب دان

فارسی پیش پا فتادۂ او / عربی بر در ایستادۂ او

ناثر بے‌نظیر کامل فن / ناظم بے‌عدیل فاضل فن

علم ابدان راست قانونے / طبّ یونان را فلاطونے

ہیئت و ہندسہ نجوم و رمل / جفر و ہم فلسفہ بہ خرج و دخل

ہمہ وابستۂ انامل او / جملہ مستعمل مشاغل او

ہمہ انجم مسخر علمش / جملہ اجرام تابع قلمش

مشرق آفتاب اشراقین / مطلع ماہتاب مشّائیں

نقشبند صُوَر جہاں اُستاد / رشک مانی و غیرت بہزاد

خامہ اش نوکریز نسخ ایجاد / فخر نیریز و افتخار عماد

رتبہ دان مقام نغمہ و ساز / پردہ دار عراق و شام و حجاز

خنجر و تیغ را مراتب دان / مدفع و تفنگ را نشانہ نشان

قدر انداز تیر در شب تار / لب معشوق ہر لب سوفار

فارس شہسوار بیدائی / از دکن تا بہ ترک یکتائی

جوہر سیف و گوہر قلمے / مالک فوج و صاحب علمے

کہنہ دانندۂ خدایع حرب / نو شناسندۂ بدایع حرب

شرف از دست او سخاوت را / عزت از تیغ او شجاعت را

عدل را رونق از عدالت او
رعب را فخر از جلالت او

حال و مال منگرید ظاهر او
نیک بینید قلب و خاطر او

صوفیانه طریق مشرب اوست
عارفانه دلیل مذهب اوست

هست دانندهٔ عروج و نزول
حامی نقل و حاوی معقول

راز دان شیون ناسوتی
نور چشم شیون لاهوتی

مستدیر دوائر تشبیه
مستنیر نوائر تنزیه

ناصری در علوم خلق و حشم
فخر رازی ست در کلام و حکم

در طریقت علی عدروسی
در حقیقت محقق طوسی

نکته دان رموز علم لدن
صیرفی کنوز حکم کن

از وهوم مقید و مطلق
صوفی صافیت و عارف حق

جلوهٔ ممکنات و ظل وجود
همه بر اوست شاهد و مشهود

خارج از قید سبحه و زنار
فارغ از واهمات نور و نار

صوفی با صفات الله آگاه
قائل لا اله الا الله

در حقایق محقق اکمل
عاشق خاص احمد مرسل

فعل او بی تصنع و کید است
قول او غیر فتنه و شید است

گرم و سرد زمانه سنجیده
یابس و رطب از جهان دیده

شاه ما آصف زمان و زمین
مالک ملک و تخت و تاج و نگین

ماحی کفر حامی اسلام
واسع رحم قامع اظلام

باذل و عادل و غریب نواز
بر رعایاست باب عدلش باز

روح ارواح جان جانانی — صاحب الامر ظل سبحانی
صاحب بذل و فضل عدل و داد — میر عثمان علی نیک نهاد
بر تباهی ملک دل بسوخت — نظر لطف بر رعیت دوخت
دید احوال شان دگرگون است — همه دلخسته و جگر خون است
ملک ویران شد و خزینه تباه — خلق ناشاد و دل شکسته سیاه
چشم بر ناله و فغان بکشود — رحم بر حال بیکسان فرمود
منتخب کرد این چنین دستور — مخزن معدلت خرد گنجور
دُر ز عمان گهر زکان آورد — بهر اجسام مرده جان آورد
گوئیا در خزان بهار رسید — شاخ و برگ کهن ببار رسید

میکند عرض بندهٔ دیرین — خیرخواه دکن عقیل حزین
دید ملک دکن ندیدن ها — بس کشیدست ناکشیدن ها
بود عالم همه زاین و آن — قلب بیروح قالب بیجان
روح دیگر دمید مقدم تو — جان تازه رسید از دم تو
باب سازش ز هر طرف مسدود — فتنه شد یکسر از جهان بدرود
گشت صاف از مکدرات کهن — رونق نو گرفت ملک دکن
جملگی ملک از وجود تو خوش — خلق و عالم همه ز جود تو خوش
ملک را پایهٔ ثبات توئی — خلق را مایهٔ حیات توئی
منتم از جان و دل دعا گویست — خالصاً بی ریا ثنا گویست

دست برکار و دل بجای باد | دولت دو جہاں بکار باد
ملک آباد و ہم رعیت شاد
بہ نبی و آلہ الامجاد

رقعہ منظوم

ای شاہ ز نام تست مسرور
وی ملک بکام تست مفتوں

آں شاہ کدام شاہ آصف
بادش اقبال روز افزوں

آں چاکر خدمتش ارسطو
آں بندۂ حکمتش فلاطوں

آں خازن دولتش سکندر
آں حاجب درگہش فریدوں

آں زیر نگینش ہفت کشور
آں تحت لواش ربع مسکوں

ای طرۂ صدر اعظمی را
فرق و دستار تست موزوں

ای وصف تو از شمار خارج
وی مدح تو از بیان بیروں ست

گردیدہ ز دستت ابر آذر
شرمندہ ز بخشش تو جیحوں

ای والہ حب تو ربودہ
گوی سبقت ز عشق مجنوں

ای بردہ شکیب از دل و دل
بر حسن ادای تست مفتوں

ای قلب باشتیاق پر غم
وی چشم در انتظار پر خوں

ای گوش تو پر ز حق نیوشی
بشنو ز حکایت من اید وں

والا گہراں بہ پیچ و تاب اند
زیں چرخ کمینہ پرور دوں

بست از غم و رنج نارسائی
حال من جاں فدا دگرگوں

در ظل حمایت تو هر کس / از جمله مصائبات محصون

در عهد تو چون منی که باشم / با حال تباه و جان محزون

هرگز نه کنی به من گورا / تا سر به دهم به کوه و هامون

تا چند ز حال من تغافل / در باب که تاب نیست اکنون

دانی هوسم بجاه و فر نیست / سنجید نه بقدر من فریدون

دانی که طمع ز زر نه دارم / پائی نه زنم به گنج قارون

با رتبه عالیم غرض نیست / چشمے نکنم بسوے گردون

معمورهٔ دولت قناعت / دل دارم و فارغ از چه و چون

ارباب سخن سخن پرستند / باشند بگفت خویش مرهون

آرند ز هر درے مطالب / بندند ز خط و خال مضمون

رانند هوس بزلف و رخسار / دارند سخن ز چشم میگون

در ذکر وصال و فکر فرقت / گاهے مسرور و گاه محزون

گاهے گره از جبین کشایند / گاهے بند از قبای گلگون

گه زعم که سحر در بیان ست / گه عزم که بر زبانست افسون

گه همت برتری ز فرهاد / گه دعوی همسری به مجنون

گشتند زیاده گفتنیها / مستوجب خلعت همایون

نے شاعرم و نه هرزه پویم / نے عالمم و نه ذوق موزون

من عشق پرستم و عقیلم
سوگند به کارساز بیچون

قطعهٔ شکریه بر واپسی اعلیحضرت بندگان میر عثمان علیخان بهادر خلد الله ملکه از دیار دهلی با تمغه و خطاب

صد شکر که طول شب هجران بسر آمد — خورشید امید از افق چرخ بر آمد

بالخیر شه ملک دکن از سفر آمد — در شام غریبان وطن چون سحر آمد

چون جان به تن آمد و چون روح بقالب — چون عیسی جان بخش ببالین سر آمد

چون باده بجوش آمد و چون جوش بباده — چون ساقی مستانه به میخانه در آمد

نکهت بچمن آمد و نزهت به گلستان — در گلشن امید نسیم سحر آمد

چون تاب بزلف آمد و چون آب بگوهر — چون نور بدل مثل بصر در نظر آمد

ایّام بکام و گل مطلوب بدامان — راحت بدل و شاهد مقصد به بر آمد

با تمغه سر آن که گرفت از شه دهلی — شاد آمده و دوش بدوش ظفر آمد

سر حلقه و سر آمد و سردار سرانی — ای سر بفدای لقب تو که سر آمد

ای سرور فرخنده فرزانهٔ فرّخ — هر ذرّهٔ درگاه تو خورشید فر آمد

از برق تجلّای عروج و شرف تو — در خرمن امید عدو بیت شرر آمد

با رحم و فرتاب جلال تو عدو را — از راه حسد تیر الم بر جگر آمد

بالیست مداد قلم سرخ از آن رو — خون سر اعدات به تیغم هدر آمد

از نال قلم می نتوان حصر و عبورش — دریای ثنای تو که بی حد و مر آمد

دانی که عقیل همه دان در هنر و فضل — از فیض خدا داد به گیتی سمر آمد

لیکن ز غلط کاری چرخ ستم ایجاد — نی فضل بکار است و نه قدر هنر آمد

زانسان که بساحل بروش زو دیده شست — کشتی موجهٔ گرداب بلا تا کمر آمد

سرسبز بود گلشن ہستی تو تا حشر
زاں آب حیاتے کہ نصیب خضر آمد

ساقی نامہ

جام بدہ جام بدہ ساقیا
انجمن عیش و طرب ساز کن
آتش مے شعلہ فشاں کن بیا
وقف طرب ساغر سرجوش کن
ریز تو یک جرعہ مے در دہن
بادہ نہ آں بادہ کہ مستی دہد
بزم مے و عیش فزا انجمن
ساغر و خم بر سر محفل بزن
محو چناں کن کہ ندانم مدام
غیریت گل نشناسم ز خار
کار ندارم ز سیاہ و سفید
دیدہ نہ آں دیدہ کہ دو بنگرد
حاصل دو دیدہ بدیدن یکیست

بادۂ گلفام بدہ ساقیا
مہر ز خمخانۂ مے باز کن
دار وی ایں سوختہ جاں کن بیا
غارت عقل و خرد و ہوش کن
ساز مرا بخبر از ما و من
بلکہ فراغ از غم ہستی دہد
در نظرم باد فنا پیرہن
بانگ فنا در حرم دل بزن
دوست کہ بیاشد و دشمن کدام
نے بخزاں دل نہم و نے بہار
دیدہ بود محو تماشائے دید
ہرچہ تواں دید بدو بنگرد
ہرکہ نہ ایں دید ز مردم کیست

دور دوّیم

حرمت ارباب همم ساقیا — یک نظر لطف و کرم ساقیا

کیف می از چشم خودم وام ده — کام دلم از دل خود کام ده

هر قدح می که روانی کند — بیخبرم ز انّی و آنی کند

قلقل مینا بود م صیت کن — قطرهٔ مے نقطه ز علم لدن

خم و سبو منبع اسرار غیب — جام و کدو نقد هو الحق بجیب

جرعه ده و شعله به تقشید زن — جسم و جهت را بعدم در فگن

تا ز نظر محو شود تحت و فوق — جمع بود خاطرم از ذوق و شوق

سر خوشیم عین نداند ز بین — ساز بود عین مع البین عین

بیخبرم کن ز سر و کار خویش — بی اثرم کن به بر و بار خویش

خرقه و عمامه ز سر افگنم — جبهه سالوس ز بر افگنم

چاک زنم جامه بریو و رنگ — بر شکنم شیشه ناموس و ننگ

پا زنم بر سر دیر و کنشت — رخ نکنم سوی جنان و بهشت

وا رهم از مجهله کفر و دین — بر جهم از مزبله ما و طین

از خرد و بیخبری کار نے — وز صنمی و صمدی کار نے

مے خورم و نعرهٔ یا هو زنم — بلکه بخود بانگ انا هو زنم

باش عقیل این همه مستی ز چیست — خودسری و خویش پرستی ز چیست

هین نه سزد کوس انائی زدن — قطرهٔ خون دم ز خدائی زدن

حفظ مراتب نه کنی غافلی — پے بمدارج نبری جاهلی

از اثر و اسطهٔ عبد و رب — زود بهوش آی و نگهدار ادب

بنده ام وشیوه من بندگیست　　لازمه عبد سرافگندیست

دور سیوم

ساقی خمخانه وحدت بیا　　باقی بتخانه کثرت بیا

وقت رسید آں که کنم زاهدیت　　سرخوش وبیخود بسوئے عبدیت

ازخم میخانه اسری بعبده　　وزمئے ادنی فتدلی بعبده

چاشنی بخش که آئیم به راه　　تاشرف عبد بدارم نگاه

سیر چه سیر یکه نمودست رب　　عبد چه عبد یکه محمدؐ لقب

سرخوشی ومستی عز وجلال　　بیخودی قرب وخودی وصال

گوکه اناالحق بزبان ازبراست　　عبد شدن مشکل ومشکل تراست

پس شرف از بهر محمدؐ سزاست　　کانکه خداوند بهر دوسراست

ماکه ادب پایه اعزاز ماست　　لب بدعا بازکشودن سزاست

بارالها بجهان داورا　　بنده نوازا دل ودین پرورا

شان خدائی بتو سازنده تر　　فخر انائی بتو زیبنده تر

واحدی ونیست شریک توکس　　ذات تو بشیائیه یکتاست بس

چون وچگونی به تراسازنی　　مثل ونمونی بتوانبازنی

حد تعلق زوجودت برون　　قید تعین بنمودت مصون

ذات تو وابسته جمله صفات　　هر صفتی با صفتی عین ذات

ذات تو مغز است جهان جمله پوست　　سائر عالم گل وحسن تو بوست

ذات تو بر جملہ عوالم محیط ؛ نور تو در سائر ہستی بسیط
مایۂ آں نور سراپا ظہور آیۂ قد جاء من اللہ نور
یافت ہماں نور کہ بُد عین رب احمد و محمود و محمد لقب

ارض و سما سایۂ اسرار اوست
شمس و قمر لمعۂ انوار اوست

غزلیات

غزل اوّل

مذاقی در نہاں دارد نگاہ اہل دید اینجا حریفاں در سخن باشند بگفت و شنید ایں جا
بعشق زلف جاناں فہم معنی کن ز مد الظل دل شب وار اندر آستیں صبح امید ایں جا
برفتار نفس گر آمد و شد را نگہ داری بصورت جلوۂ معنی شود ایدل پدید ایں جا
بہر اشک سحرخیزاں بداماں صد گہر ریزند متاعی بہ ازیں نبود اگر خواہی خرید ایں جا
خط منشور مختاری بجیب خویشتن داری مشو مجبور در بند کشاکش ہمچو بید ایں جا
درازی شب ہجراں کم از صبح قیامت نیست ہوای زلف خوباں از کجا یارب رسید ایں جا
براہ دل اگر چشم بصیرت وا کنی بینی ؛ کہ موج دست فیضان جنید و بایزید ایں جا
بخواں ای زاہد خود بیں ز مستاں آیۂ قربت نماید فرق عبد و رب ترا راہ بعید ایں جا

دل مردان آگہ ای عقیل زار پیدا کن
بود مستور قفل ہر تمنا را کلید ایں جا

غزل دوم

دل مهبط نور جان جانست / منزلگه روح قدسیانست

ای زاهد خشک تو چه دانی / رمزے که عبد و رب نهانست

از بهر صعود معرج قدس / خود جذبه غیب نردبانست

مستغرق بحر لی مع الله / فارغ ز زمین و آسمانست

چون برنشد به نجد محمل / جذب دل قیس سار بانست

صوفی منشیم و صاف باطن / داریم بدل که بر زبانست

لیس فی جبتی سوی الله / هر بلبل قرب نغمه خوانست

از حیرت دیده ام چه پرسی / محو نظاره بتانست

من بلبل گلشن قدومم / گو شاخ حدوثم آشیانست

از لذت داغها که دارد / دل رو کش سیر گلستانست

آن چاک ز ماه و این ز مهرش / با دل چه تقابل کتانست

ق

تار نفس از لیال و ایام / با ابلق عمر همعنانست

هشدار که هر نفس ز عمرے / بانگے به رحیل کاروانست

عمر رفته نآیدت باز / رفت انچیکه رفت رایگانست

دل آر بدست و دل بدست آر / کین حاصل عمر جاودانست

از نام و نشان من چه پرسی / گمنامی من مرا نشانست

ز احوال عقیل بگذر ای شیخ / کز کیف الست سرگرانست

غزل سیوم

ساکنان لامکانیم از دیار ما مپرس
بی نشانی رانشانیم از مزار ما مپرس

ما شکست رنگ نیرنگیم رنگ از ما مجوی
نقش موهوم خیالیم از نگار ما مپرس

سرخوش از کیف مدام و فارغ از ذوق صبوح
مست صهبای الستیم از خمار ما مپرس

طور سینا سرمه از برق تجلیهای ماست
آتشی در سینه داریم از شرار ما مپرس

می زداید زنگ از آئینهٔ دل خاک ما
کحل چشم قدسیانم از غبار ما مپرس ؛

غزل چهارم

از نامه بوی گیسوی دلبر گرفته ایم
ظل هما ز بال کبوتر گرفته ایم

من بیخبر ز هستی و او محو خویشتن
با هم طریق عشق عجب تر گرفته ایم

گهه در فنا و گهه به بقا طرح افگنیم
راه وصول حق بدو ره بر گرفته ایم

چون آشنا شدیم به سر وجود خویش
عزلت ز کیش مومن و کافر گرفته ایم

در یاد زلف و قامت رعنای دلبری
با آه و ناله عرصهٔ محشر گرفته ایم

معلوم نیست جلوهٔ غیبی نصیب کیست
سجادهٔ شیخ و ما سر بستر گرفته ایم

مست الست بودن و هشیار زیستن
این می ز جام ساقی کوثر گرفته ایم

نقد مراد بی طلب آید بکف عقیل ؛ ؛
لطف و کرم ز شاه مکرر گرفته ایم

رباعی

از بادۂ نقش و رنگ و مینا مستیم
واں ندر غم و عیش این و آں دیدیم
با چشم حقیقتے چو دیدیم عقیل
این جملہ فناست ہر چہ ہستیم استیم

قطعات تواریخ وغیرہ

حضرت ہمیشہ مادۂ تاریخ ایک ہی مصرعہ کامل الاعداد میں (جو واقعہ پر پورا حاوی ہوتا ہے) ارشاد فرمایا کرتے ہیں۔ دوسرے مصرعوں سے واقعہ کا اظہار کرنا حضرت نقص کمال فن تصور فرماتے ہیں۔ لیکن احباب کی فرمائش سے اکثر مصاریع مادہ ہائے تاریخی پر مصرعے پہنچا دیئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

قطعہ تاریخ مہمانی اعلیحضرت نواب میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ بنجامدار المہام بہادر

میر عثمان علی شاہ دکن ظل اللہ
قاف تا قاف بود عظمت و عز و شانش
رونق افزا شدہ در خانۂ دستور دکن
غیرت قصر خورنق شدہ ہر ایوانش
کیست دستور دکن آنکہ تخلص شاداست
دائما دار تو ای بار خدا شادانش

زور قم کلک عقیل ہمہ داں سال ورود
میزباں شاد شہ ملک دکن مہمانش

۱۳۲۰ فصلی

قطعهٔ تاریخ شادی علیا جناب سردار بی بی صاحبه صاحبزادی مدار المهام بهادر با راجه تارا چند بهادر

شکر ایزد راجه زیبا یافتست — همچو صفیه همنوا سردار بی

سال فصلی زد رقم کلک عقیل — عقد تاره چند با سردار بی

۱۳۱۷ ف

قطعهٔ تاریخ تولد فرزند راجه دهرم ونت بهادر آل والا

تولد شد چو فرزندے به شیو راج — بفضل و بخشش باری تعالا

بجستم سال میلادش ز هاتف — ندا آمد - چراغ آل والا

۱۳۱۳

وله

پسر چو شد بدهرم ونت راجه شیو راج — بفضل وجود خداوند ایزد متعال

عقیل سال تولد چو جست از سمت — بگفت هاتف غیبی - چراغ دفتر مال

سمت ۱۹۵۹

تاریخ نظامت نواب وزیر جنگ بهادر

اے وزیر جنگ اے عالی مقام — نیک رائے و نیک روی و نیک نام

گشتی از فضل خدائے کارساز — ناظم افواج سرکار نظام

از عقیل بے ریا هست این دعا — در حضور پاک خلاق انام

یا خدا بهر ولائے پنجتن — و ز طفیل حضرت خیر الانام

زین مناصب زین مراتب زین شرف — بانصیب و بامراد و بامرام

در ضمان فضل شاہ و بدل شاہ
مصرع تاریخ در اردو ببیں

شاد ماں باشی ددایم شاد کام
در مضامین خود نشش بودہ تمام

مصرع

آج ناظم ہوئے وزیر جنگ
۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ وصال حضرت معروف علیشاہ صاحب قادری قدس سرہٗ

شاہ معروف علی پیر طریق
عارف کامل و شیخ اکمل
سالک و ہادی راہ عرفاں
خاص در ذکر خدائے واحد

در صف اہل صفا فرد فرید
سروسر چشمۂ ارباب دید
واقف و عالم علم توحید
واصل حق شدہ آں شیخ وحید

گفت رضواں سن فوتش بہ عقیل
شہ معروف بفردوس رسید
۱۳۲۸ھ

تاریخ رحلت مولوی محمد عبد الرحیم شریک معتمد مالگزاری مرحوم کی لوح مزار کندہ ہوئی

آں شریک معتمد عبد الرحیم
سال رحلت زد رقم کلک عقیل

رفت از دنیا سوئے دار النعیم
فایز خلد بریں عبد رحیم
۱۳۲۸ھ

تاریخ نہر آب

جسکو مولوی محمد راحت علی صاحب ڈپٹی کمشنر گروہ گیری سرکار عالی نے حسب وصیت اپنے محل مرحومہ کے تعمیر کرا کے تاریخ ہذا اس پر کندہ کرائی ::

در جہاں راحت نسا بیگم کہ بود	نیک سیرت نیک طینت نیکنام
باکمال ذوق و شوق و یاد حق	سوی جنت کرد از دنیا خرام
کرد بر طبق وصیت شوہرش	نہر جاری از پے خیر دوام
روح مرحومہ بیابد با خدا	اجر ایں خیرات تا یوم القیام

گفت تاریخش حسینی بادشاہ
ھذا النھر فی سبیل اللہ عام
۱۳۰۳ھ

تاریخ وصال حضرت حبیب اللہ بخاری قدس سرہ

حبیب اللہ بخاری پیر کامل	شد از دار فنا دار بقا یافت
عقیل ایں سال از روی تقا گفت	حبیب اللہ وصلی با خدا یافت
۲	۱۳۲۴ + ۲ = ۱۳۲۶ھ

ولہ

حبیب اللہ بخاری شیخ دوراں	شد از دنیا بسوے خلد ساری
بقلبش یاد حق با ذوق و شوقے	بذکرش ہو زبانش بود جاری
عقیل ایں سال گفتہ با سرہو	شدہ با حق حبیب اللہ بخاری
۵	۱۳۲۱ + ۵ = ۱۳۲۶ھ

تاریخ رحلت حضرت سیّد پادشاہ بخاری قدس سرّہ العزیز

خبر رحلت بخاری شاہ
بکمال غم و الم چو شنفت
فی البدیہی عقیل نکتہ شناس
سال وصلش ھو الغفور بگفت

۱۳۲۸ھ

تاریخ رحلت حضرت فصیح الملک داغ استاد شاہ آصف غفراں مکاں

یادگار حضرت ذوق آں فصیح الملک داغ
جان پاک خویشتن با خالق عالم سپرد
گفت تاریخ وفاتش در سن ہجری عقیل
اوستاد آصف ساوس فصیح الملک مرد

۱۳۲۳ھ

جبکہ عالیجناب حافظ مولوی مولانا سید جلیل حسن صاحب المتخلص بہ جلیل والمخاطب بہ جلیل القدر جانشین حضرت استاد جہاں امیر مینائی قدس سرہ العزیز کو اعلیحضرت میر محبوب علی خاں غفراں مکاں پادشاہ ملک دکن نے اپنا استاد بنایا تو حضرت نے حسب عادت ایک ہی مصرع میں اس کی تاریخ یوں کہی۔

مصرع

اوستاد شاہ آصف شد جلیل

۱۳۲۷ھ

حضرت جلیل نے اس مصرع تاریخی پر خود دوسرے مصاریع پہنچا کر اپنے جس رقعہ کے ساتھ حضرت کا شکریہ ادا کیا ہے اس کی نقل درج ذیل ہے۔ جس سے حضرت کا شرف و بزرگی و کمال ثابت ہوتا ہے

معظمی و مخدومی و معاذی جناب مولانا۔۔۔ دام مجدہم

سلام و نیاز۔ صحیفہ شریفہ منت پذیر گردانید و مصرع تاریخ لطف تازہ بخشید
بارک اللہ تاریخ لاجواب فرمودہ۔ بندہ سپاس ایں منت چنیں طور بجا
آوردم کہ بر مصرع سامی مصاریع چند ضم کردم۔ ملاحظہ فرمایند و مرا مخلص تصور نمایند



چوں شدم از لطف شاہی سرفراز	سر نہادم بر در رب جلیل
شاد گردیدند یاراں زیں خبر	بالخصوص آں باخبر مرد عقیل
حق پژوہ و حق پرست و حق گزیں	در طریقت بے نظیر و بے عدیل
آفتاب آمد دلیل آفتاب	بر کمال او کمال او دلیل

مصرع تاریخ از کلکش چکید
اوستاد شاہ آصف شد جلیل

۱۳۲۷ھ

حضرت نے اس کے شکریہ میں جو رقعہ صاحب ممدوح کے نام
لکھا ہے اُس کی نقل بھی درج ذیل ہے۔

عالیجناب مخدومی و مولائی۔۔۔ دام مجدہم

مصرع مادہ را بمصاریع دیگر کہ آراستم بجا لم بود کہ خود کافل المطالب
و مستغنی از آرائش است۔ فاما حکمتے کہ اندریں فروگزاشت منطوی بود۔
ازاں بےخبر بودم۔ آرے من اگر آں مصرع را با بیات دیگر پیوند نساختمے
ایں دولت غیر مترقب از کجا یافتمے کہ کلک جواہر سلک سامی تکلیف

انضمام ابیات و انامل فیض شوامل گرامی تصدیع ارقام مصاریع
گوارا فرمود۔ مرا بیشتر و بیشتر از من ستود۔ چشم بد دور ہمچو آں جناب مسلم الثبوت
ہمہ دانے کہ اندریں عہد از چار دانگ ہند کسے نتواند کہ نظیر ہمچو
پیش آرد۔ بریک مصرع محقر من کہ ہدیہ درویشے بیش نیست۔ گوہر آگین
نامہ کہ گنجینۂ مصاریع درنوردمی داشت و فرد فرد ش دستار افتخار ہم را
باطلعیہ مرصع دم ہمگوہری میز و سر فرازم فرمود۔ سخنوراں را گہر برابر
برابر سنجیدن شنیدستم در اسلاف گیتی خدایاں رسمے بود۔ نازم بر خجستگی بختم
کہ مرا مفارق اصناف سخن را درۃ التاج۔ شبستان علوم متنوعہ را
سراج۔ چرخ فضیلت را آفتاب۔ گوہر شریعت و طریقت را آب
بلبل ہندوستاں را ہمنوا۔ جہان استادی را سزا۔ آموزگار خسرو زمن
استاد سلطان دکن۔ بجواہر زواہر سخن افزوں تر از من وزن کرد۔ چوں
من سنجید و سر اعزازم را بر اوج فلک رسانید من و خدا کہ من
نامۂ نامی در ہمچشمانم بہ ثبوت بلند پائگیم منشورے ست و در ہمعصرانم
بقبول گراں مائگیم توقیعے ست۔

۹

بریں نامہ گر جاں فشانم رواست

مصرع تاریخ خطاب عالیجناب یمین السلطنۃ مدار المہام سرکار عالی

خطاب جی۔ سی۔ آئی۔ پی مبارک ہو ہمایوں ہو

۱۳۱۹ف

قطعات تواریخ انتقال نور محل اہلیہ نور الدین خاں صاحب المتخلص بہ نور

صجیع النور ماتت فی العروبہ
عقیل قال من قلب حزین

فصار النور کاللیل البہیم
علیہا رحمۃ المولی الکریم

و یسئالہ لہا ذکری لعام
فارخ مضجعا دار النعیم

۱۳۱۹ ہجری

ولہ

للنور شمس غربت
قال عقیل عامہا

الی الجنان ستر تع
دار النعیم مضجع

۱۳۱۹ھ

ولہ

رفت سوے جناں چو نور محل
بے سر جاں عقیل ایں تاریخ

انما الخلد کان ما منہا
قل۔ ریاض الجنان مسکنہا

۳ تخرجہ

۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ کتاب السکینہ مطبوعہ

مطبع فردوسی مدراس

صبغۃ اللہ المہاجر معدن عز و شرف
عارف سر حقیقت واقف احکام شرع
احسن الوجہ است فی الدارین کز فیض سجود
بحر صدق و تاج ایمان است او تابندہ شد
کرد تالیف السکینہ بہر مشتاقان دید

عیسٰی دو پر ذات پاکش عاشق احمد خطاب
صاحب علم و عمل عالی نسب والا جناب
می درخشد نور از پیشانیش چون ماہتاب
آسمان عشق احمد را درخشاں آفتاب
یا مہیا کرد سالک را کلید فتح باب

باسر طیبہ و طوبیٰ زور قسم سالش عقیل
رہبر راہ مدینہ این کتاب باصواب

۹ - ۹ - ۱۸ - ۸ - ۱۳۱ - ۹ - ۹ - ۱۳۲۶ھ

ولہ

باللہ عقیل السکینہ
سال تالیفش از بہ پرسی

روشنگر طبع ذی عقول است
گلدستۂ الفت رسول است

۱۳۲۶ھ

۱۸۹۶

تواریخ و تقاریظ

اختتام تذکرہ ہذا از شعرائے نارکھیال خوشمقال

تاریخ و تقریظ مترشدہ حضرت عمدۃ الحاج سراج دودمان صاحب المعراج شیخ کامل پیر واصل رہنمائے دین متین مقتدائے اہل یقین تقدس جناب فضیلت مآب مولانا مہتدانا السید شاہ محمد معروف المعروف مرشد صاحب قبلہ قادری الجشتی دام ظلہ عسم بزرگوار حضرت

پایۂ عرفاں حسینی پادشاہ
جانشین سید احمد پادشاہ
از وجودش رونق تازہ گرفت

عمدۃ الحجاج فرخندہ خصال
شمع بزم شاہدی شیخ الرجال
مسند سجادگان ٹیکمال

قبلہ گاہم شیخ جد پاک او — مقتدائے اہل حال و اہل قال

سید صاحب حسینی قادری — فی السموات العلے یدہ کمال

فیض بخش عالم و قطب زماں — بود فخر اولیائے ذو الجلال

ایں چراغ دودمان ما عقیل — آفتاب مطلع حسن و جمال

بیعت و تعلیم علم معرفت — یافتہ از جد عالی وجہ الکمال

در علوم فقر و عرفان و سلوک — کرد بیش از جد خود کسب کمال

چوں بصر در چشم و چوں جان در وجود — بود محبوب پدر ایں نیک فال

ایں عروج خاندان شاہدی — تا قیامت باد یا رب لازوال

از سر ہر مصرع چوں گیری عدد — برکشاید سال طبع ایں مقال

سید معروف حسینی قادری
زیں روش کردہ رقم تقریظ و سال
۱۳۳۰ھ

تقریظ و تاریخ ریختہ کلک جواہر سلک عالم علوم باطن و ظاہر فخر علمائے معاصر نقاوۂ دودمان مصطفوی خلاصۂ خاندان مرتضوی عالیجناب فضیلت مآب سید محمد پادشاہ صاحب قادری تحصیلدار المتخلص بہ ادیب دام فیضانہ برادر حضرت

آفتاب فلک عز و جلال — ماہتاب افق علم و کمال
در شرف بر ہمہ اقران افضل — در ہنر از ہمہ اعیان اکمل
اعظم و اکرم و اعلیٰ اشرف — افتخار سلف و عز خلف
قبلہ و کعبۂ ما محسن ما — شرف دودہ و فخر آبا
مہبط رحمت رب جلیل — اخویم المتخلص بہ عقیل
مدح ذاتش ز حد حصر برون — ہر چہ گوئیم ازان ست فزون
بین کہ آں فضل خدا را مورد — معدن صدق و صفا شیخ احمد
نیک خو صاحب علم و عابد — آں علمدار گروہ شاہد
آں کہن سال مہیں واقفکار — راست گفتار صداقت آثار
حال حضرت کہ قلمبند نمود — منتے بر ہمہ اعیان فرمود
حق تالیف بحق کر دادا — حق دہد در حق او نیک جزا

بشنو از من سن این ذکر جمیل
تحفۂ اشرف احوال عقیل
۱۳۳۰ھ

تقریظ و تاریخ چکیدۂ قلم معجز رقم ماہر و سالک علوم طریقت عالم و عامل احکام شریعت عارف باللہ محقق خدا آگاہ شاہ محمد روح اللہ القادری الچشتی دام فیضانہ سجادہ نشین

درگاہ حضرت شاہ غلام جیلانی قادری المتخلص بہ تسلیم

قدس سرہ العزیز- برادر عم زاد حضرت

آں حسینی پادشاہ سید محمد قادری
افتخار اہل علم واعتزاز اہل فضل
عارف حق پیر کامل ہادی راہ یقیں
دُرِ دریائے فنون و گوہر کان علوم
باب احسان کرمش کعبۂ ہر خاص و عام
رونق از سجادگیش مسند درگاہ را
شیخ احمد صاحب صدق و عقیدت نیکخو
جمع کرد احوال حضرت از برائے یادگار

جانشین مرشدان و یادگار مقبلاں
آفتاب خاندان و ماہتاب دودماں
حق شناس و حق نژوہ و حق پرست و حق نشاں
پیکر جسم شریعت ہم طریقت را است جاں
درگہ فیض عمیمش قبلۂ پیر و جواں
ذات پاکش بہر اقران باعث اعزاز و شاں
آں علمدار گروہ شاہدی عزت نشاں
زیں- گروہ شاہدی شد زیر بار امتناں

کلک روح اللہ رقم کرد ست ایں تاریخ طبع
چاپ شد حال حسینی پادشاہ نکتہ داں
۱۳۳۰ھ

تقریظ و تاریخ رقمزدۂ عمدۃ الحاج شبستان محبت را سراج

عارف خدا آگاہ عالیجناب مولوی محمد پادشاہ المتخلص

سید محمد افسر ائمه داران موضع پنڈاپور سررشته دار محکمهٔ ناظم مخارج صرف خاص

حسینی پادشاه سید محمد
بهین سجادهٔ درگاه شاهد
ببخشیدش خدای پاک یکیک
حمید نظم وحید در فضل و حمید نثر
امیرانه مدارج کل میسر
براه حق و عرفانست سالک
بذاتش جمله اکرام و حماید
زبانش با خدا مذکور و ذاکر
ملک صورت ملک سیرت ملک خو
نکوراه و نکوروی و نکورای
نوشته شیخ احمد ذکر خیرش

عقیلش مقطع و دانا و عاقل
که دریای معارف راست ساحل
مقاصد جمله که میداشت در دل
نشاید حدش از معاصران مقابل
فقیرانه معارج جمله حاصل
بر احکام و علوم شرع عامل
وجودش منبع علم و فضائل
دلش دایم بحق مشغول و شاغل
مقدس بشره و قدسی شمایل
نکوئی مسلک و نیکو خصائل
بطبعش هم سعادت کرد حاصل

رقم زد سال او کلک محمد
خوشا حال بسیط پیر کامل
۱۳۳۰ھ

تاریخ و تقریظا مترشدۂ عالم باعمل مجمع فضیلت مسند آرائے شریعت عالیجناب مولوی محمد حبیب الرحمٰن صاحب دام مجدہ قاضی پرگنہ ٹیکمال المتخلص بہ **حبیب** سررشتہ دار مال ضلع میدک - عم حضرت

حسینی پادشاہ سید محمد
بہیں روشنگر نام اب جد

مہاں را مایہ نازش وجودش
کہاں را پایہ ارزش ز جودش

خوش اسلوبے خوش اخلاقے و خوشخو
نکو سیرت نکو طینت نکو رو

گروہ اتقیا را مقتدائے
طریق اصفیا را مہتدائے

بفرق عزت و اقبال تاجے
شبستان سیادت را سراجے

بچرخ خوبروئی آفتابے
ببرج نیکخوئی ماہتابے

ز انوار فیوض صدق پرتو
بود سجادگی را رونق نو

قبای خلعت ارشاد مشغول
بود بر قامت رعناش موزوں

بہر حاجت بہر یک دستگیر است
رہین منتش برنا و پیر است

نیاگاں را شرف از نیک ذاتش
بود مستغنی از وصفم صفاتش

وجودش را باین فیض و کرامت
خدا دارد سلامت تا قیامت

باحوالش رقم شد این صحیفہ | ہمہ مملوز اخبار صحیحہ

سنش چوں ای حبیب از من بپرسی
بگویم یکہزار و سہ صد و سی
۱۳۳۰ ہ

تقریظ و تاریخ تراویدۂ قلم جواہر رقم قرۃ باصرۂ شرافت و ولایت نور چشم دودمان نبوت عالیجناب مولوی نور المصطفٰے صاحب المعروف بہ فرید بادشاہ

جانشین راستاں پیر ہدی
عالم فقہ است و تفسیر و حدیث
ذو شرف اعلی النسب والاحسب
ذات پاکش محسن برنا و پیر
آستانش ملجا و ماوای فیض
واقعی بود انچہ احوالش بصدق

آں حسینی بادشاہ نیکنام
عالم و علامۂ علم کلام
ذوالکرم والہمم عالی مقام
منت و احسان و فضلش بر انام
بارگاہش مرجع ہر خاص و عام
زو رقم شیخ احمد ذوالاحترام

سال طبعش بشنو از کلک فرید
نسخہ حال عقیل شاد کام
۱۳۳۰ ہ

ریختۂ قلم اعجاز رقم فاضل اجل عالم اکمل مولانا المولوی
حاجی محمد حمید الدین حسین پشاوری المتخلص بہ حمید
مرید خاص حضرت

شیخ کامل عقیل نیک خصال
رہنمائے طریق رب وحید

عالم علم باطن و ظاہر
عارف حق غریق لجۂ دید

صوفی باصفا خدا آگاہ
رازدان حقایق توحید

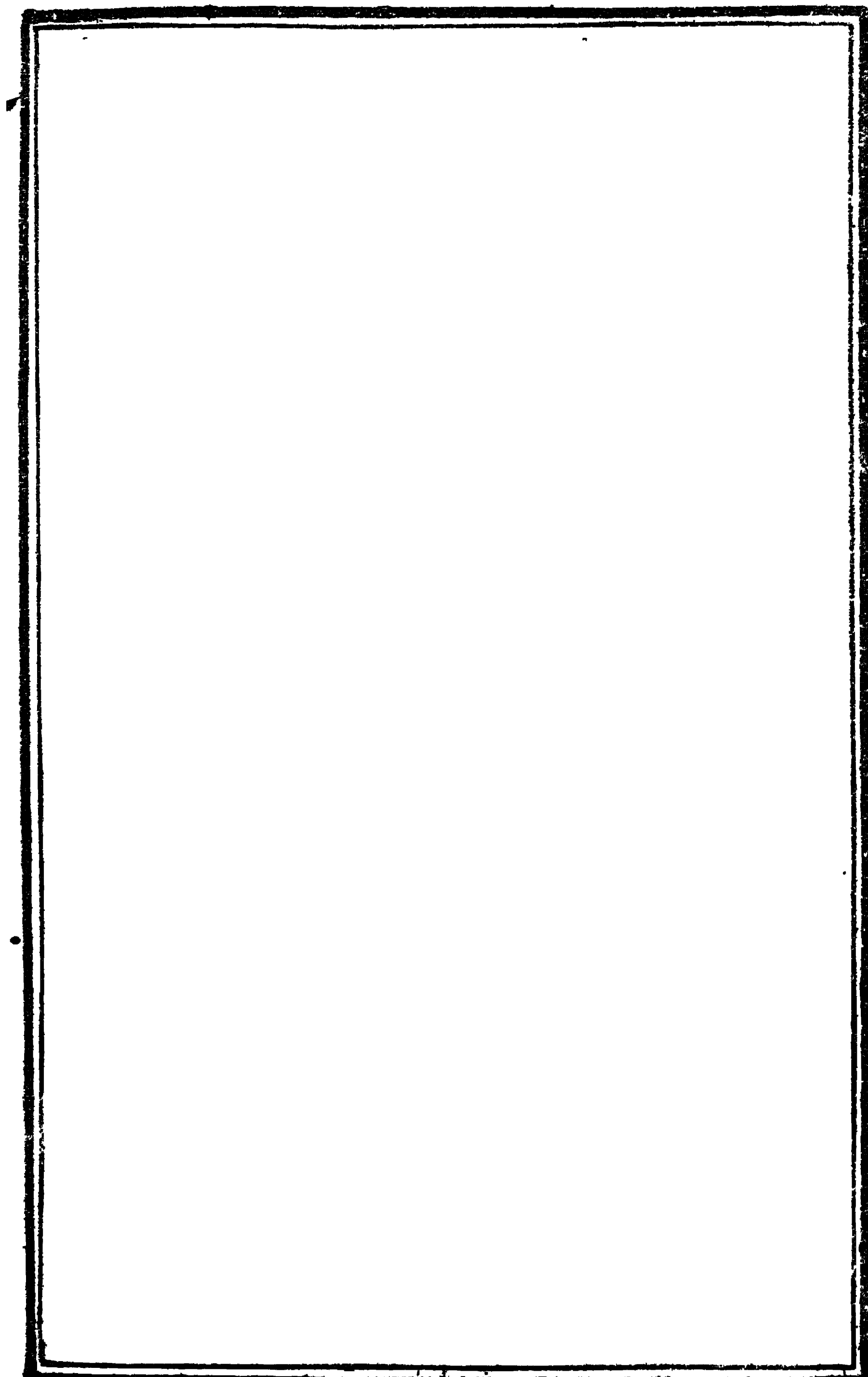
بہر ارشاد مرشد ارشد
لبداد ورشاد پیر رشید

فخر اسلاف عزت اخلاف
در صف اصفیاست فرد فرید

چاپ شد ذکر آں خجستہ سیر
قفل باب مراد راست کلید

سن ہجری حمید گفت ہمیں
طبع گردید حال شیخ حمید
۱۳۳۰ھ

تمت



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رقیمۂ تقدیس شمامہ

۱۳۰۵ھ

الحمد للہ الذی فرض علیٰ عبادہ الحج والعمرۃ والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمدن المصطفیٰ وآلہ المجتبیٰ واصحابہ المرتضیٰ علیہم الصلوٰۃ والثناء

اما بعد بندۂ گنہگار نامہ سیاہ سید محمد عرف حسینی پادشاہ غفر اللہ ذنوبہ اپنے سفر کے مجمل واقعات و حالات کے ضمن میں حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کے وہ فضیلت و برکات جو آیات و احادیث سے متواتر ثابت ہیں اپنے دینی بھائیوں سے بیان کرتے ہوئے اس جرأت

تطویل نگاری پر (جو بخیال حسنات اندوزی روا رکھی گئی ہے) خواستگارِ معافی بلتمس دعائے خیر ہے۔ واللہ الموفق وھو المستعان

میری روانگیٔ حج کا غیبی سبب

صاحبو۔ مجھ کو اُن دنوں اس مبارک سفر کی دولت حاصل ہونے کی امید تو امید نشان گمان بھی نہ تھا۔ کیونکہ جب خدمت کی ذمہ داری اور مشاغل کار مفوضہ سے ایک دن کے لیے غیر حاضر ہونا بھی کسی طرح ممکن نہ ہو تو مہینوں کے لیے یک لخت اُن سے دست کش ہونے کی صورت کیونکر ذہن میں آسکتی تھی۔ اس کے علاوہ زادِ راہ اور مصارف سفر بھی موجود و مہیا نہ تھے۔ البتہ اپنی دونوں دادیوں اور پیرانیوں کو جو بوجہ عزم روانگی۔ مکرمی و معظمی عالیجناب حافظ حاجی مولانا مولوی نواب انوار اللہ خاں بہادر اُستاد حضور پرنور خلد اللہ ملکہ۔ اور جناب مولوی حاجی قاضی محمد مظفر الدین صاحب صدیقی الحنفی۔ انتظام و تہیۂ سفر فرما چکی تھیں رخصت کرنا ضرور تھا۔ اسی سبیل میں ایک دن اثنائے تقریر میں رفاقت محرم مع النسوان کا ذکر چھڑ گیا جس سے اس دشوار گزار اور طول و طویل سفر میں اُن کے ہمراہی خدام کے تعین کے وقت انتخاب محرم کی ضرورت لاحق ہوئی۔ تاکہ سفر کی آفتوں اور مصیبتوں میں سہولت ہو اور بآرام و اطمینان یہ فریضہ ادا ہو جائے۔ میں نے اس سخت ذمہ داری کے بار کا حامل کئی اصحاب کو بنانا چاہا مگر ہر ایک نے باوجود

میرے اس سخت اصرار کے اُس سے بادب معافی مانگی۔ اس عجیب رنج کے پیش آنے سے مجھ کو [illegible] پر فرض عین ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس حیلہ سے خود ہی [illegible] سعادت سے شرف حاصل نہ کروں۔ اگرچہ خدمت کی مجبوریاں [illegible] لیکن میری اغراض کو دینی فرائض پر مقدم رکھنا مناسب نہیں۔ زندگی کا معاملہ حباب کا سا ہے خدمت و حکومت بالکل ناقابل اعتبار و قابل اعتماد نہیں۔ انہوں نے کس کا ساتھ دیا ہے جو میرا ساتھ دیں گے۔ اس وقت تک عمر کے چھتیس سال لہو و لعب میں گزر گئے اب بھی اسی طرح پنبہ در گوش رہنا زیبا نہیں جو کچھ کرنا ہے کرلیا جائے۔ آج موقع حاصل ہے۔ ممکن ہے کہ انقلاب زمانہ سے کل ہاتھ نہ آئے۔ انسان سے اُٹھتے بیٹھتے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ کار خیر میں مشکل ہی مصروفیت کا موقع مجمل ملتا ہے اگر ایسا وقت ہاتھ سے دیا جائے تو پچھتانا پڑے گا۔

الحاصل بعد غور بسیار میں نے عزم بالجزم کرلیا کہ جو کچھ ہونا ہے ہوجائے اب ارادہ سفر بیت اللہ شریف کسی طرح فسخ نہ کیا جائے۔ پس میں نے سحر دم رخصت کی درخواست پیش کردی۔ اگرچہ اُس کی منظوری میں بڑی بڑی رکاوٹوں۔ دقتوں۔ اور مشکلات کا سامنا ہوا۔ لیکن میرا استقلال ان سب پر غالب آکر رہا۔ یہاں تک کہ میں ماہ مبارک رجب المرجب ۱۳۵۰ ہجری کی سترھویں تاریخ ہفتہ کے دن ریل پر سوار ہوکر بمبئی کو روانہ ہوگیا۔

میری رخصت کی منظوری میں جو جو مزاحمتیں مجھ کو پیش آرہی تھیں وہ محض میرے بالا دستوں کے مجھ کو نظر شفقت سے دیکھنے کے باعث سے تھیں۔ میری مفارقت کسی طرح اُن کو گوارا نہ تھی۔ علاوہ بریں اہل عملہ و دیگر احباب کو بھی میری روانگی سے بیحد پریشانی ہوئی۔ جس کا ثبوت مجھ کو بروقت علیحدگی ریل پر ملا۔ میں پروردگار کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھ کو اس لائق گردانا کہ عامہ خلائق کے قلوب میری طرف اس قدر مالوف و معطوف ہیں۔ بالخصوص میں اُن جملہ احباب باصفات کا تہ دل سے ممنون و محسون ہوں جنہوں نے حیدرآباد سے واڑی اور بمبئی تک تشریف فرما ہو کر مشایعت کی زحمت گوارا فرمائی۔

اگرچہ میرا ارادہ تھا کہ اس سفر میں بہت سے واجب الحج اشخاص کو ساتھ لے چلوں۔ مگر بے سروسامانی کی حالت میں یکایک روانگی قرار پا جانے سے اس کی سربراہی نہ ہو سکی۔ اس پر بھی مجھ کو اپنی دونوں دادیوں دونوں بیویوں۔ اپنی انا۔ حقیقی چچا جناب سید شاہ محمد معروف مرشد صاحب قبلہ قادری۔ برادر عزیز سید محمد بادشاہ۔ ایک مخدرہ بحج بدل والدہ مرحومہ۔ اور چار خادموں کو ساتھ لینا ہی پڑا۔ ان کے علاوہ میری حقیقی چچی۔ ممانی۔ پھپھی۔ ماموں خواجہ محمد قیام الدین صاحب قادری۔ چچازاد بھائی اور ماموں زاد بھائی خواجہ محمد باقر وغیرہ بھی ساتھ ہو گئے۔

بمبئی پہنچتے ہی دوسرے دن جہاز کا نیول سے لیا گیا۔ اور سب کو

اطمینان ہوگیا کہ صحت بہت اچھی ہے یہہ سفر بہت لطف سے کٹیگا
آپس میں رائے قایم ہوئی کہ بندر سویز کی راہ سے ینبوع اور ینبوع
سے مدینہ منورہ چلنا چاہیئے۔ ایام حج تک وہاں مقیم رہ کر شامی قافلہ
کے ساتھ مکہ معظمہ کی روانگی مناسب ہوگی۔ ہمارے یہہ ارادے
تصمیم اختیار کرتے جاتے تھے اور بمبئی میں طرح طرح کی خبریں
مسموع ہوتی تھیں کہ سویز کی راہ بند ہے۔ کوئی کہتا کہ اس راہ
سے حجاج مدینہ کو جا ہی نہیں سکتے۔ کوئی کہتا کہ واجب الحج اشخاص
کا ایسی موہوم راہ سے روانگی کا ارادہ سخت نادانی ہے۔ ان خبروں
کی مختلف العنوانی وہولناکی میرے ارادے میں کسی طرح کا تغیر
پیدا نہ کرسکتی تھی۔ میرے سر میں جس طرح ہوائے مدینہ بھری تھی۔
بھری رہی۔ اور دل مشتاق نے قبلہ نما کی طرح سمت مدینہ کے سوائے
دوسری جانب رخ ہی نکرتا تھا نہ کیا۔

جہاز کی روانگی میں دو روز باقی رہے یکایک میرے دونوں
چچازاد بھائیوں نور المصطفی عرف ضامیاں کو بخار آگیا اور چیچک نکل
آئی۔ چیچک وہ مرض ہے کہ اس بیمار کو ڈاکٹر ہرگز ہرگز جہاز کے سفر
میں شریک نہیں ہونے دیتے۔ جب اُن کو جہاز نہ مل سکا تو اُن کو بغیر
گھر روانہ کیے ہماری روانگی ممکن نہ تھی۔ آخرکار مجبوراً حضرات مسبوق الذکر
یعنے جناب مولانا مولوی نواب انوار اللہ خاں بہادر اور جناب قاضی
محمد مظفر الدین صاحب کی مفارقت نصیب ہوئی۔ اِن کی روانگی اور

میرا بمبئی میں رہجانا جیسا ناگوار گزرا ہوگا اس کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں۔ مجھے جیسا اُس روز غم و رنج کا سامنا ہوا ایسا خدا کسی کو نصیب نہ کرے اللہ اللہ میرے دیکھتے دیکھتے عاشقان روئے احمدی اور شیفتگان و سرگشتگان کوئے محمدی مدینہ منورہ چلے گئے۔ اور میں اسی طرح تڑپتا کا تڑپتا رہگیا۔

الحاصل میں نے حجی صاحبہ اور دونوں چیچک سے علیل بھائیوں کو ہمراہی مشفقی محمد پادشاہ صاحب حیدرآباد روانہ کردیا اور ایک دوسرا جہاز جس میں حیدرآباد کا قافلہ جارہا تھا کرایہ پر ٹھہرالیا۔ اس جہاز کی روانگی کے دنوں کا انتظار جیسا سخت گزرا ہے ناقابل بیان ہے۔ ایک ایک دن ایک ایک سال سے بڑھ کر سخت گزرنے لگا۔ خدا خدا کرکے منادی ہوئی کہ ۸۔ شعبان المعظم ۱۳۰۵ہجری جہاز کی روانگی کے لیے مقرر ہوئی ہے۔ تو دل بیقرار کو یک گونہ قرار آیا۔ تاریخ مذکور کو ابھی چار روز باقی تھے کہ میری انّا کو بخار آگیا اور ایسی حالت ہوئی کہ گویا ایک دو ساعت ہی کی مہمان ہے مجبوراً اُس کی رفاقت میں عبد الحبیب کو چھوڑ کر آٹھویں تاریخ جہاز پر سوار ہوگیا۔ نویں تاریخ کو بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا کہہ کر جہاز کا لنگر اوٹھایا گیا۔

ایک بات خاص طور پر صراحت طلب رہ گئی کہ خاصکر میں نے اپنے ہی کو کیوں جملہ محرموں میں سے خدمتی منتخب کیا۔ صاحبو

اس انتخاب میں مجھ کو اپنی شخصیت کا اظہار مقصود نہیں تھا بلکہ ان واقعات وحالات کے پیش نظر جن کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں آپ خود تصفیہ فرمالیں گے کہ میرا اپنے آپ کو منتخب کرنا نازیبا نہ تھا۔ یہہ امر تو کسی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ میری دادی میری پیرانی مریم عہد و رابعہ وقت کیسی رب شناس و خدا آگاہ اور کیسی مقدس و متبرک بیوی ہیں۔ تمام خاندان اُن بیوی کے ادنی اشارہ کی تعمیل میں بسر و چشم مصروف ہوئے کو نہ صرف اظہار عقیدت سمجھتا ہے بلکہ اکثر و بیشتر عزیز تو موجب وسیلۂ آخرت جانتے ہیں۔ ایسی بیوی جب مدینہ منورہ سے مقام پر عازم روانگی ہو تو اُن کے لیے خدمتیوں کی کیا کمی تھی۔ لیکن میں جانتا تھا کہ حضرتہ مقدسہ کو جو الفت و محبت مجھ سے ہے کسی سے نہیں۔ حضرتہ مقدسہ کو میری ادنی خدمت سے جتنی مسرت حاصل ہوتی ہے اُس کا چوتھائی حصہ دوسروں کی اعلی مفترونیت پیدا نہیں کرسکتی۔ اس کی جو وجہہ ہے وہ بھی آپ لوگوں سے پوشیدہ نہیں کہ بوقت وفات والدۂ مرحومہ میں طفل ہفت روزہ بحیثیت ایک مضغۂ گوشت کے تھا۔ اُس مضغہ گوشت کی پرورش حضرتہ مقدسہ نے بذات خاص فرمائی۔ اس پرورش میں جو جو مصائب جو جو تکلیفیں برداشت کرنی اور جو جو مشکلات جو جو مشقتیں اُٹھانی اور جھیلنی پڑیں اس کی برداشت کے لیے کس قدر محبت و الفت کی ضرورت ہے۔ بچپن تو بچپن اس وقت تک بھی کہ بحمد اللہ

میری عمر چھتیسویں سال تک پہنچ گئی ہے۔ حضرتہ مقدسہ اسی طرح مجھ پر شفقت کی نظر رکھتی ہیں۔ اگر کبھی مجھ کو بخار آجائے یا سر میں درد ہو تو اُن کی بیقراری اور بے چینی بیان سے باہر اور ناقابل اظہار ہو جاتی ہے۔ یا کوئی مجھے بُرا کہے تو گویا اُن کی جان ہی نکل جاتی ہے مرض ضیق النفس جو چند سال سے مجھ کو ستا رہا ہے اسکی فکر نے تو اُن کی حالت بگاڑ دی ہے۔ پندرہ پندرہ بیس بیس روز تک اُنہیں میرے ساتھ بغایت قلق و اضطراب سے آنکھ ملانے کی قسم ہے۔ یہہ ہیں وہ خصوصیتیں جن کے باعث سے مجھ کو مجبوراً اپنی ذات کو حضرتہ مقدسہ کے خدمتی بنانے کی ضرورت داعی ہوئی۔

حضرتہ مقدسہ کا ذکر چھڑ جانے سے ایک اور بات یاد آگئی جب حضرتہ مقدسہ ٹیکمال سے تشریف فرمائے بلدۂ حیدرآباد ہوئیں تو حضرتہ مقدسہ کو میں نے بہ نسبت سابق کے زیادہ ناتوان پایا۔ تو عرض کی کہ آپ بیحد ناتوان ہو گئی ہیں۔ اس حالت میں سفر موجب زحمت ہوگا اور ممکن ہے کہ تکلیف بھی برداشت نہ ہوسکے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ ارادۂ سفر فسخ فرمائیں۔ تیاری کی نسبت اگر خیال ہے تو مجھ کو اجازت عنایت ہو تا میں اکیلا جاؤں اور حج سے فارغ ہو کر چھ ماہ کے اندر اندر پلٹ کے شرف قدمبوسی حاصل کروں یہہ مدت مفارقت بظاہر بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے مگر جلد کٹ جائیگی اور آپ کی دعا سے انشاء اللہ تعالے جلد حاضر ہوں گا حضرتہ مقدسہ نے

ارشاد فرمایا کہ میرا روانگی حج کا ارادہ تجھ سے مقدم ہے۔ میرے چلنے کے خیال سے تو بھی آمادہ ہوا ہے۔ اب جب تو خود چلیگا تو مجھ کو پھر کس چیز کی کمی ہے۔ جیسے یہاں ویسے وہاں۔ سفر کی تکلیف بھی کوئی تکلیف ہے۔ انسان دنیوی اغراض کے لیئے کیسی کیسی زحمتیں برداشت کرتا ہے۔ راہ مولا میں ذرہ سی زحمت کے لیئے ہم کو اس قدر پس و پیش کسی طرح سزاوار و جائز نہیں۔ انتہائی حالت تکلیف و زحمت کی موت ہے تو میں مرنے کے لیئے جب کہ ایسے سفر میں میسر ہو دل سے بخوشی خاطر تیار ہوں۔ تو بھی تصدیق کریگا کہ یہاں کی ذلیل موت سے اُس اسلام آباد کی یا اس کے راستہ کی موت بدرجہا بہتر ہے۔ کیا تو بھول گیا حالات فضایل مکہ معظمہ اور فضیلت و برکات حج۔ میں نے عرض کیا اچھی طرح یاد ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اُنہیں اِسوقت پڑھ کر سنا تا کہ تجھ کو اگر کوئی حجت و تامل میرے سفر حج میں اس پر بھی باقی ہو تو دور ہو جائے۔

حضرات میں نے جو فضائل و برکات حضرت مقدسہ کے حسب الحکم اُنہیں سنائے تھے اُن کا یہاں ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا۔

بیان فضائل

حضرت امام المشائخ والعلما حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "رسالۃ الحج" میں تحریر فرمایا ہے۔

مکہ معظمہ کی زمین خدائے تعالیٰ کے نزدیک روئے زمین کی زمینوں سے بہترین اور دوست ترین اور بزرگ ترین ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو تمام شہروں کی زمین پر فضیلت دی ہے اور اس شہر مبارک کو قرآن مجید و فرقان حمید میں متعدد مقامات پر یاد فرمایا ہے:۔

فقال اللہ تعالیٰ

ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً و
پہلا گھر ہے جو لوگوں کے لیے مکہ میں بنایا گیا۔ تمام عالم کے لیے وہ مبارک ہے اور
ھدیً للعلمین فیہ اٰیات بیّنات مقام ابراھیم
ہدایت ہے۔ اس میں واضح نشانیاں ہیں۔ وہ ابراہیمؑ کی قیامگاہ ہے
ومن دخلہ کان اٰمنا۔
اور جو شخص اسمیں داخل ہوتا ہے وہ امن میں آجاتا ہے۔

وقال تعالیٰ شانہ

واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا البلد اٰمنا وارزق
اور جبکہ کہا ابراہیم نے۔ اے پروردگار اس گھر کو پُر امن بنا اس کے رہنے
اھلہ من الثمرات من اٰمن منھم باللہ والیوم الاخر
والوں کو پھل کھلا۔ اُن کو جو اللہ پر ایمان لائیں اور آخرت کے دن

وقال تعالیٰ شانہ

ثم لیقضوا تفثھم ولیوفوا نذورھم و

پھر اپنا میل کچیل اتار دیں اور اپنی نذروں کو پورا کریں۔ اور قدیم گھر

لیطوفوا بالبیت العتیق۔

یعنے خانہ کعبہ کا طواف کریں۔

وقال تعالیٰ شانہ

واذ بوّأنا لابراھیم مکان البیت ان لا تشرک

ہمنے ابراہیم کے لیے خانہ کعبہ بنادیا۔ یہہ کہہ کر کہ تو میرے ساتھ کسیکو شریک

بی شیئاً وطھر بیتی للطائفین والعاکفین

نہ کر اور میرے گھر کو طواف کرتے والوں اور اعتکاف کرنیوالوں

والرکع السجود۔

اور رکوع و سجود کرنیوالوں کیلیے پاک صاف رکھ۔

وقال تعالیٰ شانہ

واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس و امنا

اور جبکہ ہمنے بنایا خانہ کعبہ کو لوگوں کے رجوع ہونے کی جگہہ اور امن کی جگہہ

واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی

اور بنایا مقام ابراہیم کو مصلّی۔

وقال تعالیٰ شانہ

واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و

اور جبکہ ابراہیم خانہ کعبہ کی بنیادیں ڈال رہا تھا اور

اسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اسمٰعیل بھی اوسکے ساتھ شریک تھا۔ انہوں نے دعا مانگی کہ اے پروردگار ہمارے ہم سے اسکو قبول فرما۔ تو سننے والا اور جاننے والا ہے

وقال تعالیٰ شانہ

انما امرت ان اعبد هذه البلدة التي حرمها

جز ایں نیست کہ حکم دیا ہے مجھ کو کہ اس شہر میں عبادت کروں جس کو { براٰئیون سے حرام گردانا ہے

وقال تعالیٰ شانہ

بلدة طيبة ورب غفور

پاک شہر اور بخشنے والا پروردگار۔

وقال تعالیٰ شانہ

ان الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت

صفا۔ اور مروہ خدا کے نشانوں میں سے ہیں پس جو شخص خانہ کعبہ کا حج کرے

او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما و

یا عمرہ کرے۔ تو اسپر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر وہ ان دونوں کا طواف کرلے اور

من تطوع خيرا فان الله شاكر عليم۔

جو شخص نیکی اختیار کرے تو پس اللہ شکر کرنے والا اور جاننے والا ہے

وقال تعالیٰ شانہ

فاذا افضتم من عرفات فاذكروا الله عند المشعر

پس جب تم عرفات سے گزر جاؤ تو اللہ کو یاد کرو۔ مشعر الحرام کے پاس

الحرام واذكروه كما هدىكم۔

اور اُس کا ذکر کرو جیسا کہ اُسنے تمکو بتایا ہے؛

وقال تعالیٰ شانہ

اولم نمکن لھم حرما امنا یجبیٰ الیہ ثمرات کل

کیا ہم نے ان کیلئے ایک حرم پُرامن نہیں بنادیا۔ جسمیں ہر چیز کے پھل

شیئ رزقا۔ الخ

رزق بنا کر زندہ رکھے ہیں۔

اور آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس زمین مبارک کی فضیلت میں شمار سے خارج احادیث ارشاد فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند کا ترجمہ عرض ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تو باب حزورہ میں استادہ ہو کر کعبہ معظمہ کے جانب منہ کرکے ارشاد فرمایا۔ اے مکہ تو اللہ تعالیٰ کے پاس بہترین شہر اور دوست ترین مقام ہے۔ اگر مشرکین مجھکو نہ نکالتے میں تجھ سے کبھی باہر نہ جاتا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کے پاس تمام بلاد روئے زمین سے بہترین اور شہروں سے دوست ترین مکہ معظمہ ہے اور تمام روئے زمین اسی کے نیچے سے کھینچی گئی ہے اسی سبب سے مکہ معظمہ کا ایک نام اُمّ القریٰ بھی ہے۔ یعنے تمام بلاد کی ماں اور روئے زمین کا پہلا پہاڑ جبل ابو قبیس ہے۔ مکہ معظمہ کا طواف سب سے پہلے ملائکہ کی جماعت نے حضرت ابو البشر آدم

علیہ السّلام کے تولد سے دو ہزار سال پیشتر کیا ہے اور فرشتوں میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہے جس کو حق تعالیٰ نے نہ تو آسمانوں سے زمین پر اس طرح نہ بھیجا ہو کہ اس نے حسب الحکم خالق اکبر پہلے زیر عرش اعظم غسل کر کے مکہ معظمہ میں نزول نہ کیا ہو۔ اور وہاں اوس نے پنجگانہ طواف ادا کر کے اور خلف مقام ابراہیم علیہ السّلام دو رکعت نماز نہ پڑھی ہو۔ جس کے بعد اپنے مستقر پر اپنے کار مفوضہ و ماموزہ کی تعمیل میں نہ گیا ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوئی پیغمبر اپنی قوم سے نہ بھاگا الّا یہ کہ وہ مکہ معظمہ میں آیا اور حق سبحانہ تعالیٰ کی عبادت یہاں تک کی کہ اوسی حال میں وفات پائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کعبہ معظمہ و مکرمہ کے حوالی و اطراف میں ایسے تین سو پیغمبروں کی قبریں ہیں جن میں سے ہر ایک نے بھوک پیاس کی تکلیف کھینچ کھینچ کر یہاں تک صبر کیا کہ اسی حال میں وفات پائی رکن یمانی اور رکن اسود کے مابین ستّر پیغمبروں کی قبریں ہیں اور اسمٰعیل علیہ السّلام اور اون کی ماں ہاجرہ علیہا السّلام کی قبر بھی تحت المیزاب یعنے ناودان کعبہ حطیم میں ہے۔ اور حضرت نوحؑ اور حضرت ہودؑ اور حضرت شعیبؑ اور حضرت صالحؑ صلوات اللہ علیٰ نبینا و علیہم السّلام کے قبور بھی زمزم اور مقام ابراہیم کے مابین واقع ہیں۔

اور ہر پیغمبر نے جنکی قوم ان پر ایمان نہیں لائی اور ان کو دروغ گو کہا اپنی قوم سے بھاگ کر مکہ معظمہ میں تشریف لاکر مصروف عبادت رہ کر وفات پائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص حج یا عمرہ میں مرجاوے وہ شخص پرسش و حساب سے بری ہے اوس سے خطاب ہوتا ہے کہ اے شخص تیرے عقاب ساقط ہوئے بے حساب جنت میں چلا آ۔

آنحضرت فرماتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراھیم (علیہما السّلام) نے بارگاہ ایزدی میں مکہ کی گرمی کی نسبت شکایتانہ گزارش کی۔ وحی نازل ہوئی کہ میں تیرے واسطے بہشت کا دروازہ حجر میں کھولتا ہوں۔ اوس دروازہ سے نسیم بہشت آتی رہے گی۔

روایت ہے کہ ایک روز امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے ملاقات کی اور اون سے فرمایا کہ آیا تم پوچھوگے مجھ سے کہ میں کہاں سے آتا ہوں اصحاب نے عرض کی کہ فرمائیے کہ آپ کہاں سے تشریف لاتے ہیں فرمایا کہ میں بہشت کے دروازہ پر کھڑا تھا حالانکہ حضرت زیر ناودان کعبہ دعا کرتے ہوئے کھڑے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رکن یمانی کے قریب بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اور کہ جو شخص

حجر اسود کے نزدیک کھڑے ہو کر دعا کرے حق تعالی اوسکی دعا کو مستجاب کرتا ہے اور اسیطرح رکن یمانی کے پاس اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ایک روضہ ریاض بہشت سے ہے۔

انحضرت فرماتے ہیں کہ جو شخص مکہ معظمہ میں ایسی حالت میں فوت ہو کہ اوس کا ارادہ حج وعمرہ کا ہو تو اللہ تعالے قیامت کے دن اوس کو بے حساب و بے عقاب اُٹھائے گا اور اوس سے خطاب ہوتا ہے کہ اے شخص بہشت میں سلامتی اور آمین کے ساتھ جس دروازہ سے چاہے داخل ہو۔

آنحضرت فرماتے ہیں کہ جو شخص مکہ معظمہ میں روزہ ہائے ماہ رمضان رکھے خداوند عالم اوسکو سوائے مکہ کے ایک لاکھ مہینے کے روزوں کا ثواب عنایت فرماتا ہے اور مسجد الحرام کی ایک رکعت نماز سوائے مسجد الحرام کی ایک لاکھ رکعتوں کے مساوی ہے اگر کوئی شخص مسجد الحرام میں جماعت سے نماز ادا کرے تو اوس کی نماز کی ہر رکعت پندرہ لاکھ نماز کے برابر محسوب ہوتی ہے۔ اور جو شخص مکہ معظمہ میں ایک دن بھی بیمار ہو جائے خداوند عالم اوس کے جسم کو آتش دوزخ پر حرام کر دیتا ہے اور جو شخص کہ مکہ معظمہ کی گرمی پر ایک ساعت صبر کرتا ہے اللہ تعالی اوسکے جسم سے دوزخ کی آگ ہزار سال کی راہ تک دور کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص مکہ معظمہ کے

مکروہات پر صبر کرتا ہے۔ میں بحیثیت رسالت الٰہی اس کا شاہد ہوں کہ میں اُس کی شفاعت حق سبحانہ تعالیٰ سے کروں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں گزر جائے خدائے تعالیٰ اُس کو قیامت کے دن حساب اور عقاب اور خوف کے بغیر جنت میں داخل کرے گا۔ اور میں اُس کا قیامت کے دن شفیع ہوں گا۔

اور فرمایا کہ بالیقین سے جانو کہ اہل مکہ خاصان خدا اور ہمسایگان خانۂ خدا ہیں۔

اور کہ بہترین وادی ابراہیم علیہ السلام کی وادی ہے جو مکہ معظمہ سے عبارت ہے۔

اور کہ بہترین جائے اور مقام خدائے تعالیٰ کے نزدیک کعبہ اور مقام ابراہیم اور ملتزم ہے۔ اور کنوؤں میں بہتریں کنواں چاہ زمزم ہے۔ اور کہ زمزم کی جانب نظر کرنا نفاق سے موجب امان ہے۔ اور جو شخص کہ آب زمزم جس نیت سے پیئے اُس کی وہ نیت پوری ہو اور مراد بر آئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو لوگ حج وعمرہ کرتے ہیں وہ لوگ خدا کے گروہ میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جو وہ چاہتے ہیں عطا فرماتا ہے۔ اور ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ اور وہ جو کچھ کہ نفقہ اُس کی راہ میں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے معاوضہ

میں ہر درہم پر ہزار ہزار درہم عطا فرماتا ہے۔
اور کہ قسم ہے اُس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں ابو القاسم کی جان ہے۔ کہ کوئی تہلیل و تکبیر ایسی نہیں جس کو حاجی کہیں اور تمام ملائک ان کی موافقت میں تہلیل و تکبیر میں مصروف نہ ہوں۔ ملائک تو ملائک حتیٰ کہ زمین بھی شریک ہوتی ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عمرہ سے عمرہ تک گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور کہ پسندیدہ حج کی بہشت کے سوائے جزا نہیں ہے۔ جب حضرت سے دریافت کیا گیا کہ پسندیدہ حج کیا ہے۔ فرمایا کہ آدمیوں کو کھانا کھلاؤ۔ اور جس شخص پر پہنچو۔ اُس پر سلام کرو۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حاجی اللہ کی راہ میں جس قدر نفقہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو پس از مرگ اُس کا ہزار چند معاوضہ دیتا ہے۔ اور سوگند ہے اُس خدا کی جس کے ید قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ ہر درہم اُس درہم کا اُس پہاڑ یعنے جبل ابو قبیس سے گراں تر ہے۔
آنحضرت فرماتے ہیں کہ جو شخص کعبہ کی طرف بغیر اس کے کہ طواف کرے اور نماز گزارے۔ نظر کرتا ہے۔ خداوند عالم کے نزدیک اُس کی نظر غیر مکہ کے ایسی یک سالہ عبادت سے فاضل تر ہے جس میں کہ روزہ و نماز شب رکوع و سجود سے ادا کی جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرماتے ہیں کہ جو شخص خاصتہً برائے خدا اور برائے رسول خدا۔ اور برائے تعظیم کعبہ ایک ساعت رو بہ کعبہ بیٹھے۔ حق جلّ وعلا اُس کو اُس شخص کا ثواب جس نے حج کیا ہو اور عمرہ لایا ہو اور جہاد کیا ہو۔ اور خدا کی راہ میں جہاد کیلیے گھوڑا دوڑایا ہو۔ اور روزہ رکھا ہو دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدائے تعالےٰ اہل کہ پر رحمت کی نظر اول کرتا ہے۔ اور جس شخص کو کہ اللہ تعالیٰ طواف یا نماز یا مسجد میں یا رو بہ کعبہ بیٹھے ہوئے ملاحظہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کو مکہ میں رمضان دستیاب ہو۔ اور وہ تمام ماہ کے روزے رکھے اور نماز تراویح اور نماز شب ادا کرے تو خدائے تعالےٰ اُس کے لیے غیر مکہ کے سو ہزار رمضان کا ثواب عنایت کرتا ہے اور ہر روز کے عدد سے اُس کی مغفرت و شفاعت۔ اور ہر روز کے عدد سے بہشت میں درجے۔ اور ہر روز کے عدد سے بندہ آزاد کرنے والے کا ثواب دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مکہ میں رہنا سعادت اور اُس سے باہر جانا شقاوت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص سخت دھوپ

میں برہنہ سات بار کعبہ کا طواف کرے۔ اور ہر بار حجر اسود تک پہنچ کر اُسکو
بوسہ دے۔ بغیر کسی دوسرے کی اذیت کے اور دنیا کی بات کرنے
کے تو خدائے تعالےٰ ہر ہر قدم کے عدد پر جس کو وہ رکھے اور اٹھائے
ستر ہزار نیکیاں لکھتا ہے۔ اور ستر ہزار حسنات اُس کے لیے بلند
کرتا اور اُس کے نامۂ اعمال سے ستر ہزار بدیاں محو کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پیادہ حاجی کو سوار
حاجی پر اس طرح فضیلت ہے جیسے چودھویں رات کے چاند
کو تاروں پر ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سوار حاجی جو قدم رکھتا
اور اُٹھاتا ہے اُس کے لیے ہر قدم پر سات لاکھ حسنات حرم ہیں
جب پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ حسنات حرم کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ حسنہ
لصد ہزار حسنہ حسنات حرم ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کعبہ کے اطراف ستر ہزار
فرشتے ہیں جو اُس شخص کے لیے بخشش طلب کرتے رہتے ہیں
جو طواف کرتا ہے۔

آنحضرت فرماتے ہیں کہ جس کسی کا حج مقبول ہو جائے اُسکے
لیے شفاعت کا اذن عام ہے۔ کہ وہ چاہے تو چار سو آدمیوں
کو اہل بیت سے۔ خواہ مسلمانوں سے بخشوا لے۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جس قدر کو چاہے اُتنوں

کو حق سبحانہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ماہ رمضان کا عمرہ سات لاکھ حج کی برابری کرتا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میرے ساتھ کے حج کے مقابل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص حرم مکہ میں مرے ایسا ہے جیسا کہ وہ چوتھے آسمان پر مرا۔ اور جو شخص کہ حرم مدینہ میں مرے ایسا ہے جیسا کہ وہ شخص آسمان اول پر مرا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حجوں اور بقیع کے اطراف کو اختیار کرو۔ اور پکڑو۔ حجوں مکہ معظمہ کا گورستان ہے جو جنت المعلیٰ سے مشہور ہے اور بقیع گورستان مدینہ منورہ ہے جسکو جنت البقیع کہتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ جنت المعلیٰ یعنے گورستان مکہ سے ستر ہزار شہیدوں کو اٹھائیگا جو بہشت میں بے حساب و بے عذاب چلے آویں گے۔ اُن کے چہرے چودھویں رات کے مانند ہوں گے۔ اور ان میں کا ہر ایک شہید ستر ہزار آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔ جب پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ کون ہیں فرمایا کہ وہ لوگ غریب ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص کہ خانہ کعبہ میں آیا وہ خدائے تعالیٰ کی رحمت میں آیا۔ اور اُس سے

باہر گیا وہ بخشا ہوا باہر گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوئی عمل حج پسندیدہ کے سوائے عمل فاضل تر نہیں ہے۔

اور فرمایا کہ جس شخص نے حج ادا کیا اور ذکر فسق نہ کیا اور فحش نہ کہا اور حرام نہ کھایا۔ وہ ایسا ہے گویا کہ اپنی ماں کے بطن سے ابھی بے گناہ پیدا ہوا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تحقیق خدائے تعالیٰ ہر روز ایک سو بیس رحمتیں خانہ کعبہ کے واسطے بھیجتا ہے ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے۔ اور چالیس نماز پڑھنے والوں کیلئے اور بیس رو بکعبہ بیٹھنے والوں اور دیکھنے والوں کے لیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ جہاد جو خورد و بزرگ و ضعفا و نسوان کر سکتے ہیں وہ حج و عمرہ ہے۔

اور فرمایا کہ جو مکہ کی گرمی پر ایک ساعت صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس شخص سے دوزخ کو صد سالہ راہ تک دور کرتا ہے۔

اور کہ جو مکہ معظمہ میں ایک دن بیمار پڑے۔ خدائے تعالیٰ اُسکے گوشت کو دوزخ پر حرام کرتا ہے۔ اور اس کے واسطے وہ عمل صالح جو غیر مکہ کی عبادت شصت سالہ کے مقابل ہو لکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حجر اسود میں نے یعنی خدا کا ہاتھ زمین پر ہے کہ اُس سے اُس کے بندے مصافحہ

کرتے ہیں۔ اس طرح جیسے کہ تم لوگ اپنے بھائی مومنین سے مصافحہ کرتے ہو۔ جس شخص نے کہ رسول خدا کی بیعت نہ پائی ہو۔ وہ اپنے ہاتھ کو حجر اسود کو پہنچا دے۔ تحقیق کہ اُس نے خدا اور رسول خدا سے بیعت کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم بہشت میں قیامت کے دن بزرگی و عظمت میں مثل کوہ ابو قبیس آئیں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو زبان اور آنکھیں ہوں گی جس سے وہ اُن لوگوں کی جنہوں نے کہ اُن کو پایا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد کو وفا کیا ہے (ذائش روز کہ جس روز کہ وہ حج کے لیے بلائے ہیں) گواہی دیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے باپ ماں کے واسطے حج کرے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے واسطے مخصوص حج۔ اور اُس کے ماں باپ کے واسطے دوسرا حج لکھتا ہے۔

اور فرمایا کہ ایک مقبول حج دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو مردہ کے واسطے حج کرے بغیر اس کے کہ اُس نے حج کے لیے وصیت کی ہو۔ اللہ تعالیٰ اس مردہ کے لیے ایک حج اور اس حج کرنے والے کے لیے ستر حج لکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا میں کوئی چیز

بہشت کی حجر اسود۔ اور مقام ابراہیم کے سوائے نہیں ہے۔ جاہلیت کے زمانہ میں مشرکین اُس کو اپنے ہاتھوں سے مس کر کے کسی قسم کی بیماری کی شفا ایسی نہ ہوتی جو طلب کرتے اور بیماروں کو شفا حاصل نہ ہوتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص نے مسجد الحرام میں دو رکعت نماز ادا کی ایسا ہے جیسا اُس نے ہزار رکعت نماز مسجد مدینہ میں پڑھی۔ اور مسجد مدینہ کی ایک رکعت نماز دوسری جائے کی ہزار رکعت نماز سے فاضلتر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی گویا اُس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ اگر میری زیارت کرنے والا جانے کہ اِس کے لیے کیا اجر ہے تو وہ شخص ہر آئینہ میری قبر کی زیارت کے لیے بچوں کے عرابہ کی طرح غرغراں (آواز کرتے ہوئے) آوے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی۔ اُس کے حق میں میری شفاعت واجب ہو گئی۔

حضرت امام المشائخین خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شہر روئے زمیں میں سوائے مکہ معظمہ کے ایسا نہیں جانتا کہ جس میں اگر ایک عمل خیر کیا جاوے تو اُس کے معاوضہ میں لاکھ عمل خیر لکھے جاویں۔

اور کہیں کوئی شہر روئے زمین پر سوائے مکہ معظمہ کے ایسا نہیں جانتا۔ کہ اس میں شراب ابرار و مصلائے اخیار ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تھا کہ شراب ابرار۔ اور مصلائے اخیار کیا چیز ہے۔ فرمایا تھا کہ شراب ابرار سے زمزم اور مصلائے اخیار سے زیر میزاب لینا وہاں کعبہ مراد ہے۔

اور کہ کوئی شہر روئے زمین پر مکہ معظمہ کے سوائے ایسا نہیں جانتا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا ہو کہ اے پیغمبر فلاں مقام کو اپنی جانماز کر۔ ملاحظہ ہو قرآن مجید و فرقان حمید میں ارشاد ہوتا ہے :۔

واتخذو من مقام ابراہیم مصلے۔

اور کوئی شہر روئے زمین پر مکہ معظمہ کے سوائے ایسا نہیں ہے کہ جس کو مس کرتے ہی انسان گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے جیسے بطن مادر سے اسی وقت پیدا ہوا ہو۔

اور جس شخص نے حجر اسود کو مس کیا وہ گناہوں سے اس طرح بری ہوا گویا کہ وہ بطن مادر سے پیدا ہوا ہو۔

اور کہ روئے زمین پر کوئی جائے سوائے مکہ معظمہ کے ایسی نہیں ہے کہ جہاں نماز کے لیے خداوند عالم کا حکم ہوا ہو۔

اور روئے زمین پر کوئی شہر سوائے مکہ معظمہ کے ایسا نہیں ہے

جہاں نبی پر حکم صلوٰۃ صادر ہوا ہو۔

جس شخص نے خلف مقام یحییٰ علیہ السلام۔ دو رکعت دوگانہ ادا کیا اُس کے گناہ ماتقدم و ماتاخر معاف ہو جاتے ہیں۔ اور جس شخص نے تحت المیزاب دو رکعت دوگانہ پڑھا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوا۔ جیسا لطن مادر سے پیدا ہوا۔

جس شخص نے دو رکعت دوگانہ حول کعبہ پڑھی وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوا جیسا لطن مادر سے پیدا ہوا۔

اور روئے زمین پر کوئی لقبہ سوائے مکہ معظمہ کے ایسا نہیں ہے جہاں طواف وسعی و حج و عمرہ بجا لاتے ہوں۔

نظر کرنا چاہ زمزم کا عبادت ہے۔

اور طواف کرنے والا بیت اللہ کا عرش الرحمٰن کے طواف کرنے والے کے مانند ہے۔

اور حجر الاسود اللہ تعالیٰ کا زمین پر ہاتھ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے کے پاس وہ ملائک معزز ترین ہیں جو بیت اللہ کے اطراف طواف کرتے ہیں۔ جس شخص نے بیت اللہ کی جانب نظر کی اگرچہ اُس کے گناہ زبدۃ البحر کے برابر کیوں نہ ہوں۔ خدا اُسے غفور الرحیم اُن تمام کو بخش دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تحقیق ایک لوح ہر

یاقوت احمر کی اللہ تعالےٰ کے لیے جس پر اللہ تعالیٰ ہر روز دو سو ساٹھ بار نظر ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس لوح پر رحمت کی ایک سو تیس نظریں اور عذاب کی ایک سو نظریں پڑتی ہیں۔ پہلی نظر اللہ کی اُس کی جانب نظر رحمت ہوتی ہے اہل حرم کے واسطے۔ چنانچہ جب خداوند عالم دیکھتا ہے حرم شریف کے نماز پڑھنے والوں کو تو اُن کو بخش دیتا ہے۔ اور جب دیکھتا ہے طواف کرنے والوں کو تو اُن کو بھی بخشتا ہے۔ اور جب مستقبل الکعبہ کے بیٹھنے والوں کو دیکھتا ہے تو اُن کو بھی بخش دیتا ہے۔ پس ملائک عرض کرتے ہیں کہ یا الٰہی تو جانتا ہے کہ اب کوئی سوائے حرم کے سونے والوں کی باقی نہیں ہیں۔ حکم ہوتا ہے کہ اطراف بیت اللہ کے سونے والوں کو بھی بخشے گئے ہوئے لوگوں میں شامل کرو۔

اور کوئی شہر روئے زمین کا مکہ معظمہ کے سوا ایسا نہیں ہے کہ مجرد نظر کرنے کے بغیر اس کے کہ اُس میں نماز پڑھیں یا طواف کریں۔ عبادت لکھی جاتی ہو۔

روئے زمین پر کوئی شہر مکہ معظمہ کے سوائے ایسا نہیں ہے جہاں بلا عبادت کے اجر حاصل ہوتا ہو۔

اور مکہ معظمہ کا ایک افطار دوسرے مقام کے یک سالہ روزہ سے افضل ہے۔

اور مکہ معظمہ کی نیند دوسری جگہہ کی نماز شب سے بہتر ہے۔

اور مکہ معظمہ کے سوائے کوئی ایسا شہر روئے زمین پر نہیں ہے
کہ جہاں سے قیامت کے دن مردوں اور عورتوں سے۔ انبیا۔
صدیق۔ ابرار۔ فقہا۔ عباد۔ صلحا۔ اور۔ اخیار اٹھیں۔ جو برو ز
قیامت عذاب خدا سے بھی رستگار ہوں۔

اور مکہ کے سوائے روئے زمین پر کوئی ایسا شہر نہیں ہے
جہاں دعا سے روح اور رائحہ جنت نزول کرے۔

اور مکہ کے سوائے روئے زمین پر کوئی ایسا شہر نہیں ہے
جہاں دعا بہر طور مستجاب ہو۔

مکہ معظمہ میں پندرہ مواضع (مقامات) ہیں۔ جہاں دعا
مستجاب ہوتی ہے۔

اول۔ جب نظر کعبہ پر پڑے۔
دوم۔ حجر اسود کے نزدیک۔
سوم۔ ملتزم۔
چہارم۔ زیر ناودان کعبہ
پنجم۔ رکن یمانی کے نزدیک۔
ششم۔ رکن حجر اسود۔ اور مقام ابراہیم کے درمیان۔
ہفتم۔ خانہ کعبہ کے اندر۔
ہشتم۔ مقام ابراہیم کے عقب۔
نہم۔ حطیم

دہم - بر سر چاہ زمزم۔

یازدہم - صفا۔

دوازدہم - مروہ۔

سیزدہم - منا میں جمرات ثلٰث کے نزدیک۔

چہاردہم - مزدلفہ۔

پانزدہم - عرفات۔

امام المشایخ عروس العارفین حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان مواضع کو جو محل اجابت دعا ہیں غنیمت جانو اور بہ تضرع وزاری دعا کرو۔ اور جب مکہ شریف سے نکلو تو بھی اس کی برکتوں سے محروم نہ رہو۔

اور مکہ کے سوا کوئی شہر روئے زمین پر ایسا نہیں ہے کہ اس کی طرف تمام انبیائے مرسل اور پیغامبر و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام آئے ہوں۔

اور مکہ معظمہ کے سوا کوئی شہر روئے زمین پر ایسا نہیں ہے کہ قیامت تک اس کی طرف بہشت کے دروازے کھلے رہیں۔

ایک دروازہ باب کعبہ کے قریب۔ ایک دروازہ میزاب کعبہ کے قریب۔ اور ایک دروازہ حجر اسود کے قریب۔ اور ایک دروازہ رکن یمانی کے نزدیک۔ اور ایک دروازہ صفا کے

قریب ۔ آٹھواں باب در دوازہ مروہ کے قریب ۔ اور ایک دروازہ
چاہ زمزم کے قریب ۔ اور ایک دروازہ خانہ کعبہ کے اندر
کھلا ہوا ہے ۔
اور کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو خانہ کعبہ میں آئے اور رو
رحمت خدا اس نہ آجائے ۔ اور باہر جاتا نہ پایا مغفرت جاسکے ۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اقامت
مکہ یا مدینہ کی استطاعت رکھتا ہو اور وہ وہیں مر بھی جائے ۔ وہ
شخص اول اشخاص سے ہوگا جن کی قیامت کے دن میں شفاعت
کروں گا ۔ اور اس شخص کو عذاب خدا سے رستگاری ہے ۔
اور اس کے لیے عذاب وحساب کبھی نہیں ہے ۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سوائے مسجد کے
سفر نہ کرو ۔
اول مسجد الحرام ۔ دوسری مسجد مدینہ ۔ تیسری مسجد اقصیٰ
کہ مسجد الحرام کی ایک نماز دوسری جگہ کی پانچ سو نمازوں
کی برابری کرتی ہے ۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے کعبہ کو
ایک نظر دیکھا ۔ اگرچہ اس کے گناہ دریا کے کف اور جنگل کی ریت
کے برابر ہوں مگر بخشے جاتے ہیں ۔
اور کہ جب عرفہ کے روز خلق اللہ موقف میں حاضر ہوتی ہے

خدا کی رحمت خلق اللہ سے نزدیک ہوتی۔ اور آسمان سے دنیا پر آتی ہے۔ پھر آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔ اور اللہ جل شانہ حاجیوں کو فرشتوں پر تفاخر دیتا ہے اور فرماتا ہے دیکھو میرے بندے میری عبادت کے لیے بال بکھرائے گرد آلود چہروں اور دور دور کے راستوں سے محض میری مغفرت کی امید پر آئے ہیں۔ تحقیق میں نے ان سب کو بخش دیا۔ پس ان کو پکار کر سنا دو اور ندا کردو اے میرے بندو جاؤ میں نے تم سب کو بخشا۔ تمھارے تمام گناہ معاف کر دیے گئے۔ تمھارا دل جس کو چاہے اس کی شفاعت کرو اگرچہ تمھارے گناہ بیابانوں کی ریت اور دریاؤں کے کف اور آسمان کے ستاروں اور بارش کے پانی کی بوندوں کے برابر بھی ہوں تو بھی میں نے سب کو بخش دیا تحقیق کہ میں ارحم الراحمین ہوں۔ اور میرا ابر رحمت ہر چیز پر محیط و بسیط ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص نے شرف حج حاصل کیا اس کے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں۔ بعد حج ایک فرشتہ آتا ہے جو اپنا ہاتھ حاجی کے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھتا اور کہتا ہے کہ اے بندہ گنہگار تیرے پچھلے کام کفایت ہوے۔

اور کہ کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ کوئی شخص جب

عرفات سے مراجعت کرے اُس حالت میں کہ اس کے تمام
گناہوں کو خداوند عالم معاف کر دیتا ہے اس پر بھی وہ کہے
کہ شاید میں بخشا گیا نہیں ہوں گا۔ اور میری معذرت عزِّ قبول
حاصل نہ کر سکی ہوگی۔

اللہ جلشانہ کے پاس رحمت کی ایک قسم ہے کہ جب وہ
زمین پر آتی ہے تو اُس کے دس جزو ہو جاتے ہیں جس میں
۹ جزو تو اہل مکہ معظمہ کے نصیب ہوتے ہیں۔ اور ایک جزو
تمام عالم پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ حج وعمرہ کے فضائل اور حرم محترم کی بزرگی
حد وحساب سے خارج ہے۔ بندہ کو بندگی اور نتیجہ کی امیدواری
چاہیئے۔

مصحف آدم علیہ السلام میں ایک سورہ نازل ہوا تھا
جس کا ترجمہ ہے کہ میں وہ خدا ہوں کہ میں نے مکہ معظمہ کو
پیدا کیا۔ اور اُس میں کعبہ کو اپنے گھر کی اضافت سے مشرف
گردانا۔ پس مکہ معظمہ کے ساکنین میرے ہمسایہ ہیں۔ میں مکہ کو
اہل آسمان وزمین سے معمور رکھتا ہوں۔ یہاں تک کہ ہر روز ستر ہزار
فرشتوں کو بھیجتا ہوں کہ وہ بیت المعمور کا طواف کریں۔ اور
زمین پر آویں۔ کعبہ کا طواف کریں۔ وہاں سے زیارت مرقد مبارک
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جائیں۔ اور یہ فرشتے پھر واپس نہ آئیں

اسی طرح ہر روز ستر ہزار دوسرے فرشتے بھیجتا ہوں۔ اور ایام حج میں جب حاجی کم ہوتے ہیں تو میں ملائکہ کو اس کی تکمیل کے لیے بھیجتا ہوں۔

اور کہ جب میرے بندے فوج فوج بال بکھرائے ہوئے غبار آلودہ چہرے لیئے ہوئے تکبیر کہتے ہوئے لبیک کا غروش کرتے اور تسبیح پڑھتے ہوئے مکہ معظمہ کو آتے ہیں اور خالص نیت اور اعتقاد درست سے اپنے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں تو گویا وہ میری زیارت کو آتے ہیں۔ اور میری ضیافت میں پہنچتے ہیں۔ اور میری جناب کبریائی میں نزول کرتے ہیں اس لیے میرے ذمہ اُن کا اکرام اس طرح واجب ہے کہ ان کو اجر جزیل۔ ثواب جمیل عطیات وافر۔ اور کرامات متکاثر سے سرفراز و ممتاز کرکے اس مخصوص سے اُن کو محظوظ کروں اور اُن کی بدیاں محو اور اُن کے درجات بلند کروں۔

اے آدم کعبہ کی عمارت تیرے فرزند ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ہاتھ سے تمام کرائی جائے گی۔ اور ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اس گھر کے طفیل میں کرامات عالیہ و عطیات سامیہ سے سرفراز کروں گا۔ اور اُس کے بعد اُس کی اولاد کو اپنے مراحم سے مستفید بستفیض کروں گا۔ اور آخر الامر بدیہ نبوت کا آفتاب تیری فرزند محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور سے چمکاؤں گا

اور قیامت تک اس گھر کو اور اس شہر کو اور اُس کی امامت کو معمور رکھوں گا۔ اور اُس فرزند کو خاتم النبیئیں گردانوں گا۔

مناسک نور الدین ملا عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور ہے کہ فضیلت و ترغیب حج میں مطلقاً احادیث بہت بے شمار واقع ہوئے ہیں۔ خصوصاً بخاری و مسلم میں واقع ہے۔ کہ جس شخص نے برائے خدا حج کیا اور فسق و فجور نہ کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوا جس طرح کہ اسی دن بطن مادر سے پیدا ہوا۔

بخاری و مسلم میں مذکور ہے کہ عمرہ۔ عمرہ تک گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور حج مبرور کی بہشت کے سوائے جزا نہیں ہے۔

حدیث ترمذی میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اس قدر زاد و راحلہ کی ملکیت حاصل ہو کہ وہ اس کو بیت اللہ تک پہنچا سکتا ہو۔ باوجود اس کے اگر وہ شخص حج نہ کرے تو اُس کے یہودی یا نصرانی مرنے میں فرق نہیں ہے۔ ترک حج کے وعید میں یہ بڑی تغلیظ و تشدید اور کفران نعمت کا اشارہ ہے۔ اور یہودی و نصرانی کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ وہ لوگ اہل ملت و صاحب کتاب ہیں۔ باوجودیکہ کتاب لائے خدا اُتر صحفے ہیں مگر اُس پر عمل نہیں کرتے۔ بخلاف کفار کے کہ وہ لا علم محض ہیں۔

امام دارمی بھی ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے یہہ حدیث لائے ہیں کہ جس شخص کو حاجت ظاہر یا سلطان جابر۔ یا مرض حابس بالغ نہ ہوا اور وہ حج نہ ادا کرکے مرجائے تو وہ یہودی یا نصرانی کی موت مرے گا۔

(حدیث ابو داؤد ابن ماجہ) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے کہ جو شخص حج یا عمرہ کا احرام باندھے مسجد اقصیٰ یا مسجد الحرام کی طرف۔ اس کے گناہ جو کچھ اس کے آگے کرے اور جو کچھ کہ اس کے آگے کیا تھا بخشے جاتے ہیں۔

ابو داؤد اور دارمی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جس شخص کا ارادہ حج کا ہو اس کو چاہیئے کہ اس کے لیئے جلدی کرے۔

بیہقی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے لیے نکلے اور اگر وہ راستہ میں مرجائے تو اللہ تعالےٰ اس کے واسطے حاجی اور غازی اور معتمر کا اجر لکھتا ہے اس کے علاوہ ہر سال اس کے لیے حج [illegible] اور عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ فطوبیٰ لہا۔ الخ۔

زاد الحج میں مذکور ہے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ جس بندے میں نے تجھ کو صحت دی۔ فراخی معیشت دی۔ پانچ

سال گزر گئے تو نے اب تک میری طرف میل نہ کیا۔ کیا تو میری فضیلت بزرگ اور میری رحمت کامل سے نا امید ہو گیا۔

حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو توشہ و مرکب بہم پہنچانے کی قدرت ہو جس سے کہ وہ بیت اللہ پہنچ سکے۔ عزیمت حج نہ کرے تو اُس پر کوئی حجت نہیں۔ اور تحقیق کہ وہ یہودی یا نصرانی مرا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص حج نہ ادا کرے نہ وصیت کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا کوئی عمل قبول نکریگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جو شخص مال اور استطاعت حج کی رکھتا ہو اس پر بھی وہ حج نہ کرے اور اسی حالت میں مرجائے تو وہ دوزخ میں جائیگا۔ وہ دوزخ میں جائے گا۔ وہ دوزخ میں جائیگا (تین بار فرمایا)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو حج مقبول باری نہ ہو وہ بھی ستر سالہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ اور حج مقبول کا ثواب بے حد ہے۔

حضرت امام محمد بن حسن نقاش المفسر اپنے مناسک میں فرماتے ہیں کہ مکہ میں چالیس مقام ہیں جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ اور ہر مقام و مکان کے لیے وقت بھی معین ہے چنانچہ مذکور ہے کہ:۔

خلف مقام ابراہیمؑ	تحت المیزاب وقت سحر
رکن یمانی کے قریب	وقت نماز فجر
حجر اسود کے قریب	وقت نصف النہار
ملتزم کے قریب	وقت نصف اللیل
بر سر چاہ زمزم	وقت غروب آفتاب
خانہ کعبہ کے اندر میان دو ستون	وقت اول وقت زوال
باب السلام اور صفا مروہ پر آتے وقت	وقت بعد از عصر
خانۂ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کہ انکو قبۃ الوحی بھی کہتے ہیں ۔	وقت شب جمعہ
مولد النبی میں	روز دوشنبہ وقت زوال
در دار الخیزران میں کہ قریب صفا ہے	وقت بین العشاء
منا میں	چودھویں شب کو
مسجد کبش میں جو ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہے اور مزدلفہ میں ۔	وقت قبل از طلوع آفتاب
عرفات میں اور اس موضع میں جسکو تحت السدرہ کہتے ہیں ۔	وقت زوال
موقف میں جانب جبل الرحمۃ	وقت غروب
مسجد السحر میں جو مقابل تنعیم ہے	روز چہار شنبہ

مقام	وقت
مکا میں	روز یکشنبہ
غار جبل ثور میں	وقت ظہر
اور مسجد بیعت میں جو قریب منا کے جانب چپ دروندہ ہے	وقت ظہر
اور غار مرسلات میں جہاں سورہ والمرسلات نازل ہوئے اور وہ غار پہلوئے مسجد خیف ہے	وقت ظہر
اور مغارہ فتح میں اور زمین پر جسکو صخرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں	وقت ظہر
اور رباط موقف میں	وقت ظہر
اور بالائے جبل ابو قبیس	وقت ظہر
اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے قبر کے نزدیک ۔	روز جمعہ
اور شیخ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کی قبر کے نزدیک ۔	روز جمعہ
اور امام عبدالکریم ابن ہوازن القشیری رضی اللہ عنہ کے قبر کے نزدیک ۔	روز جمعہ
اور شیخ ابوالحسن الشیولی رضی اللہ عنہ کی قبر کے نزدیک ۔	روز جمعہ

اور عبداللہ الحسن بن ابی حمید کے قبر کے نزدیک ۔	روز جمعہ
اور صاحب المقام اے مقام ابراہیم کے پاس	روز جمعہ

الغرض حضرتہ مقدسہ کے تصمیم ارادت سے زیادہ اصرار نامناسب سمجھکر خاموشی اختیار کی اور چونکہ حضرتہ مقدسہ کی رفاقت میرے لئے موجب سعادت و ذریعۂ ادائے حقوق تھی اسلئے میں نے بروقت روانگی ریل پر ہر طرح کا سامان مہیا کر لیا تھا۔ نیز بمبئی کی اقامت میں بھی حوائج ضروریہ کا باطمینان انصرام و بند وبست کر لیا تھا۔ خدا کی شان ہے کہ بمبئی میں ایک ماہ تک اقامت کا اتفاق ہوا اس عرصہ میں آب وہوا کے نقص کے باعث میرے ساتھ کا کوئی آدمی بچوں جوانوں۔ بڈھوں میں سے ایسا نہ تھا جو بیمار نہو گیا ہو گی خوراک کی یہ کیفیت تھی کہ اس عرصہ میں غذائے معمولی کا چوتھائی حصہ بھی بمشکل جزو بدن ہوا ہوگا۔ مگر ماشاء اللہ ایک حضرتہ ہی تھیں کہ اونکو کسی طرح کے علت کی شکایت نہ تھی بلکہ فرماتی تھیں کہ میرے معمولی علل وامراض بھی جو مدت سے چلے آرہے ہیں یہاں محسوس نہیں ہوتے ہیں۔ اس حالت سے جب اطمینان ہو گیا تو مجھکو اگر کچھ تردد باقی تھا تو صرف یہی تھا کہ جہاز کی سواری میں تلاطم امواج دریا سے ہیجان صفراوی دوران سر کی تکلیف کیونکر آسان ہوگی الحاصل جب ہم جہاز پر سوار ہوئے اور لنگر اٹھایا گیا تو ایک گھنٹہ کے بعد متلی اور درد سر معلوم ہوا۔ حضرتہ نیچے تھیں ہر چند چاہتا تھا کہ کھسکتا ہوا اپنے کو حضرتہ مقدسہ تک پہونچاؤں ممکن نہ ہوتا تھا۔ دل سخت

متفکر تھا کہ حضرتہ کا کیا حال ہوگا ایک دن رات کے بعد جب مجھ کو افاقہ ہوا اور
دست و پا میں تحریک کی سکت آگئی فی الفور حضرتہ کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ
حضرتہ اپنے حجرے کے جھروکے کے پاس کھڑی ہوئی سیر دریا میں مصروف ہیں۔ اور
ہاتھ میں تسبیح آنکھ پر عینک لگی ہوئی ہے اور اپنی زبان درافشاں سے اپنی کنیزوں کو
یعنے میری بیویوں کو جو غلیان صفرا اور دردورہ کی بلا میں پھنسی ہوئی تھیں ارشاد
فرما رہی ہیں کہ دیکھو معدہ کو خالی نہ رہنے دو کچھ کھالو۔ گھبراؤ نہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ
طبیعت ٹھیر جاتی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے خدا کا شکریہ ادا کیا اسکے بعد حضرتہ سے عرض کی
کہ مزاج کیسا ہے۔ ارشاد ہوا کہ میں بالکل اچھی ہوں۔ تم کو معلوم ہے کہ میرا مزاج
صفراوی ہے عمر بھر مجھکو اس طبعی و فطرتی خلط کی زیادتی کی شکایت رہنے کے باوجود
اسوقت مجھکو زیادتی تو زیادتی معمولی حالت سے بھی کمی اور طبیعت بیحد مسرور معلوم
ہوتی ہے۔ تو اپنی حالت تو بیان کر کہ تجھپر کیا گزری میں نے عرض کی کہ کچھ ایسی زیادہ
سختی نہیں اوٹھانی پڑی فقط سر میں درد اور چکر سا رہا۔ وہ بھی بفضلہ تعالیٰ اسوقت
کم ہوگیا ہے۔

یہ سفر اپنی دلچسپیوں کے باعث سے حضرتہ کو بیحد مرغوب اور ہم سب کو بھی
بہت اچھا معلوم ہوا دریا کی سیر اور مچھلیوں کی اُچھل کود دیکھ دیکھ کر حضرتہ صانع
حقیقی کی قدرت کی تعریفیں کرتے ہوئے اپنی زبان معجز نشان سے خاص طور پر
شکریہ ادا کرتی تھیں کہ الحمد للہ انھیں اس نعمت سے انبساط انگیزی کا موقع بفضل
خدا حاصل ہوا جہاز دریا میں دس روز تک رہا اور ہر روز ایسی ہی مختلف نعمات
سے محظوظ و مسرور ہونیکا موقع ملتا رہا۔ حضرتہ جب کسی نئی چیز کو ملاحظہ فرماتیں شکریہ

خداوند عالم کے ساتھ ساتھ اس بندۂ ناچیز کے حق میں دُعائے خیر فرمائیں
جب قمران میں جہاز پہنچا مسافروں کو فلسطینہ میں اوترنا پڑا تو چھوٹی چھوٹی چار
کشتیاں مسافروں کے لینے کو آئیں۔ بارہ سو آدمیوں سے زیادہ لوگ جہاز میں سوار
تھے ان میں سے ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ نہ صرف میں ہی پہلے اوتر دوں
بلکہ میرا سامان بھی سب سے پہلے اوتر جائے۔ علاوہ بریں چونکہ جہاز سے
اوترنے کیلئے ایک ہی زینہ تھا اسلئے کشمکش اور بھی بڑھ گئی تھی۔ اس عبور
و مرور زن و مرد کی ناقابل برداشت و غیر مطمئن تکلیف وہ حالت سے
میں حیران تھا کہ مستورات اور علی الخصوص حضرتہ مقدسہ کیونکر اوتر سکیں گی
لوگ اوترے جا رہے تھے اور میں سوچ میں محو تھا کہ کیا کیا جائے آخر کار میں نے
اپنے دل میں تصفیہ کر لیا کہ کل صبح ہی آرام سے اوترنا چاہئے یہ سوچکر میں
حضرتہ مقدسہ کے کمرے میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرتہ مقدسہ لوگوں کے
عبور و مرور کی سیر جھروکہ سے فرما رہی ہیں۔ چونکہ زینہ حضرتہ مقدسہ کے جھروکہ
سے بالکل متصل تھا اور مسافروں کی حالت اوترنے میں پریشان کن تھی میں
نے خیال کیا کہ حضرتہ مقدسہ گھبرا نہ گئی ہوں اسلئے عرض کی میں نے انتظام
کر لیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ صبح میں بآرام جہاز سے اوتریں گے
آپ تشویش نہ فرمائیں ارشاد ہوا کہ آج اوترتے تو بھی ممکن تھا اگر کل اوترنا
ٹھیرائے ہو تو اور بھی مناسب ہے الغرض ہم لوگ شب بھر جہاز میں بآرام
تمام رہے۔ علی الصباح کشتی پر سوار ہو کر قمران میں داخل ہوئے جس طریقہ
سے حضرتہ مقدسہ عبور و مرور فرمائیں اوس سے مجھکو یقین ہو گیا کہ حضرتہ مقدسہ کا

ارشاد ہوا تھا کہ اگر کل بھی اوترنا قرار پاجاتا تو چنداں تشویش باک نہ ہوتا قران میں اوترنے کے بعد دس روز بہت ہی صحت و عافیت اور آرام و راحت سے بسر ہوئے۔ حضرتہ مقدسہ کے بشرے سے بشاشت و فرحت کے آثار بخوبی ظاہر اور ہر طرح سے قوت و طاقت کے انداز متمایز طور پر آشکار ہوتے تھے یہاں تک کہ ہم جس مکان میں اوترے ہوئے تھے وہ عرشہ کہلاتا تھا۔ وہاں سے بیت الخلاء فاصلہ پر تھا ہر چند طشت چوکی موجود تھی مگر حضرتہ مقدسہ بیت الخلاء ہی میں بغیر استعانت و امداد غیرے و عصا وغیرہ آتی جاتی تھیں اگرچہ جہاز میں شیرین پانی رکھ لیا گیا تھا مگر حضرتہ مقدسہ نے دریا کے پانی کے سوائے کبھی وضو نہ کیا بفحوائے آیۃ وافی ہدایہ لا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔

خداوند عالم نے اگرچہ حضرتہ مقدسہ کے وجود کو خاک و آب رحمت و حلم سے خمیر فرمایا تھا مگر اس مقام پر وہ خاص طور پر اسقدر حلیم و رحیم اور نرم طبیعت ہو گئی تھیں گویا کہ اون کے منہ میں زبان ہی نہیں منجملہ اکثر واقعات کے ایک انتہائی حلم کا واقعہ عرض کیا جاتا ہے اس سے ناظرین کو میرے قول کی تصدیق ہو سکے گی۔

ان ہی ایام میں ایک روز حضرتہ کی کنیزک یعنے میری اہلیہ نے غلاظت سے بھرا ہوا طشت حجرہ کے سے دریا میں پھینکنا چاہا جو چوکھٹ سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ اس واقعہ ناگوار کے ظہور پذیر ہونے سے خاطی کے دست و پا میں خوف و ادب اور غایت خجالت و ندامت کے مارے لرزہ پڑ گیا مگر حضرتہ مقدسہ کی طبیعت میں کوئی فرق نہ آیا۔ اور اون کی ہیئت سے سر مو تغیر ظاہر نہ ہوا

اُسے لئے تسلی و تشفی دینے گئیں اور بلا رنج و غم جسم کو پاک و صاف کر کے لباس تبدیل فرمالیا۔

جب روانگی کے دن قریب آنے لگے اور جدہ صرف دو دن کی راہ رہگیا تو بقول **شعر**

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک   آتش شوق تیز تر گردد

میں نے بے ساختہ ایک سلام بارگاہ محبوبیت و درگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا اور تیمناً اور تبرکاً اپنے چچا حضرت اور حضرتہ مقدسہ کو سنایا حضرتہ مقدسہ نے اوسکو بگوش ہوش سماعت فرمایا اور بیحد پسند کیا سرشک الفت واشک حسرت چشم گہربار سے بشوق زیارت بہنے لگے۔ وہ سلام انشاءاللہ تعالی مدینۂ منورہ کے حالات میں نذر ناظرین ہوگا۔

جب قمران سے جہاز کی روانگی ٹہری تو حضرتہ مقدسہ نے اس خیال سے قمران ہی سے احرام باندھ لیا کہ کوہ یلیلم نہ معلوم جہاز میں کسوقت آئے۔ حضرتہ مقدسہ کا یہ خیال آخرکار درست نکلا۔ جہاز میں کسیکو خبر نہ ہوسکی کہ کوہ یلیلم کب آیا اور کب گیا۔

الغرض سب لوگ جہاز پر سوار اور راہی جدۂ شریفیہ ہوئے قمران سے جدۂ شریفیہ تک دریا بہت متلاطم رہا اس غیر معمولی تلاطم کے باعث سے حضرتہ مقدسہ کا مزاج کسیقدر بدمزہ ہوگیا میں جب مزاج پرسی کرتا یا استفسار احوال ہوتا تو حضرتہ مقدسہ فرماتی تھیں کہ بابا الحمدللہ سب طرح راحت ہے۔ اچھی حالت ہے ایک دن ایک رات میں جب ہم لوگ جدہ پہونچ گئے تو حضرتہ مقدسہ خوشی کیے

مارے پھولوں نہیں سماتی تھیں اور بے ساختہ شکریہ خالق عالم متصل و مکرر ادا فرماتی تھیں یہاں تک کہ فرط مسرت و غایت محبت کے باعث سے حضرتہ مقدسہ دریا کے کنارے سے شہر تک پا پیادہ ہی راستہ چلتے ہوئے تشریف فرما ہوئیں اور جب اونٹ اور شغدف دکھائی دئے تو بڑے افتخار سے خداوند عالم کی درگاہ میں سر بسجود ہو کے شکریہ ادا فرمانے لگیں کہ اوس نے ہم گنہگاروں کو یہ دن دکھایا جن جن مقامات کو کانوں سے سنتے آئے تھے اون کی زیارت بشوق تمام آنکھوں سے کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔

ہم لوگ جدہ شریفہ میں دو روز ٹھہرے رہے۔ رفع کسل کے ساتھ ہی بسواری شغدف مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے۔ سید احمد زمرمی حضرتہ مقدسہ کے شغدف کے قریب رہنے کی خاطر سے خچر کی سواری پر متعین کئے گئے جدہ شریفہ کے سکونت کے ایام میں چونکہ سردی زیادتی پر تھی اسلئے مرض ضیق النفس کی تحریک ہو گئی تھی میری اس تکلیف کے خیال سے حضرتہ مقدسہ کو چین نہ آتا تھا نیز شغدف کی سواری کا بھی میرے واسطے موجب زحمت ہونا تصور فرماتی تھیں اسلئے بار بار اپنے شغدف سے آواز دیتی اور کیفیت دریافت فرمایا کرتی تھیں۔

الغرض دوسرے روز بتاریخ پنجم ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۵ ہجری مقدسہ روز پنجشنبہ بوقت صبح نماز شافعیہ کے متصل ہمارا قافلہ عمرہ کے پہاڑ و خیمیں پہنچ گیا جہاں اہل مکہ بغرض استقبال حجاج آئے ہوئے تھے۔ ہر ایک

مکی نے مہر بہر شغدف نشین کو دُعائیں دیں اور سلام پہنچایا۔ تو حضرتہ مقدسہ نے اپنے شغدف سے مجھکو آواز دی اور ارشاد فرمایا کہ بابا خداوند تعالے نے ہمکو بخیر و خوبی مکہ شریف کو پہنچایا اور بصد خشوع و خضوع بآواز بلند لبیك اللھم لاشریك لك لبیك ان الحمد والنعمۃ لك والملك لاشریك لك پڑھنا شروع کیا۔

الحمد للہ کہ ہم سب لوگ علی الصباح قبل طلوع شمس بوقت نماز حنفیہ بخیر و عافیت داخل مکہ مکرمہ ہوکر حسین بی صاحبہ محل نواب افضل الدولہ مغفرت مکان بادشاہ حیدرآباد دکن کی رباط میں فروکش ہوئے۔ شب بیداری اور شغدف کی سواری راستہ کی سرد ہوا سے چونکہ ضیق النفس کی تحریک ہو چکی تھی اسوقت دورہ کی شدت مجھکو فرش بستر معذوری کردیا۔ میرے سب ہمراہی حرم شریف اور صفا و مروہ کی سعی سے فارغ ہوگئے مگر مجھے اور میری رفاقت میں حضرتہ مقدسہ کو بھی یونہی محروم رہ جانا پڑا جب میرے ساتھیوں میں سے کوئی شخص شہر و بازار حرم و زمزم شریف وغیرہ کے حالات بیان کرتا تو حضرتہ مقدسہ انہیں یہ کہکر منع فرمادیا کرتیں کہ بعد افاقہ وہ خود جاکر دیکھ لیگا ایسی حالت میں اسکے روبروان حالات کا اظہار کرنا اوس کے دل مشتاق کو اور بیقرار کرنا ہی سوائے حسرت و رنج کی زیادتی کے اور کیا حاصل ہوگا۔

الحاصل دو روز دو شب مجھکو ایکساں تکلیف رہی تیسرے دن جب قدرے افاقہ ہوا اور اتنی سکت کا احساس ہوا کہ بدستیاری عصا حرم شریف تک جاسکوں گا تو چونکہ احرام باندھے ہوئے عرصہ گزر چکا تھا اور حضرتہ بھی مجھسے محرمہ

میں نے مصمم ارادہ کرلیا کہ بہرحال چلنا چاہیے اور حضرتہ مقدسہ کو بھی لے چلنا چاہیئے۔

ہائے ہائے یہ روز اوس واقعہ کا پہلا روز ہے جسکی ابتدا ابتدائے حسرت۔ ابتدائے مفارقت۔ ابتدائے تالم۔ ابتدائے تاسف وغیرہم کا پیش خیمہ ہونے والی ہے۔ اور جسکی انتہا خاتمۂ محبت۔ خاتمۂ مروت۔ خاتمۂ مسرت خاتمۂ سعادت کا باعث ہے۔

الحاصل میں تیار ہوا اور حضرتہ مقدسہ نے بھی بصد مسرت وبہجت خوشی وسرور سے وضو سے فارغ ہوکر برقعۂ کرامت مرقعہ کو زیب جسم شریف اور کسائہ سعادت وعصابہ کو زیب فرق اقدس فرمایا اور چلنے کو تیار ہوگئیں برقعہ کو درست کرتے وقت حضرتہ مقدسہ کی کنیزک یعنے میری اہلیہ نے چلاکر کہا کہ حضرتہ مقدسہ کو اسوقت سخت بخار ہے میں نے بھی جب دیکھا.......... تو پیشانی.... گرم محسوس ہوئی.......

........شدید بخار پایا گھبراکر عرض کی حضرتہ نے ابتک ارشاد نہ فرمایا کہ مزاج کب سے خراب ہوا ہے بخار کسوقت سے آرہا ہے غالباً مجھ کم بخت کو جو ضیق النفس کے دورے کی شکایت میں گرفتار پایا تو اپنی حالت کا اظہار موجب مزید تردد وپریشانی خیال فرمایا خیر ایسی حالت میں احرم شریف کی زیارت مناسب نہیں ہے آج اگر بفضلہ تعالی بخار اوتر جائے توکل سعادت زیارت سے شرف اندوزی حاصل اور اکتساب حسنات کیا جائے گا حضرتہ مقدسہ نے بکمال شوق وذوق ارشاد فرمایا کہ نہیں نہیں ہرگز ہرگز ایسا خیال نہ کرو۔ بشریت ہی تو ہے بخار آگیا ہوگا۔ آج ضرور احرام کھولنا چاہیئے۔ چونکہ

میری نیت یہی تھی کہ احرام تیرے ساتھ کھولوں اسوجہ سے میں نے
ابتک تامل کیا ہے میں نے عرض کی کہ میں بھی تو ٹھہر جاتا ہوں تو فرمایا بس
اصرار نہ کرو ارادہ کامل کرلیا گیا ہے اسوقت فسخ ارادت نامناسب ہے
علاوہ بریں میرا دل مجھکو مجبور کر رہا ہے کہ آج ہی اس سعادت سے شرف
حاصل کرلیا جائے ۔

حضرتہ مقدسہ کے تاکیدانہ ارشاد سے سرتابی کی کس کو مجال تھی میں نے
فی الفور رضامندی ظاہر کی پس اسی روز کہ شہر رمضان شریف ۱۳۰۵ھ ہجری مقدسہ
کی ساتویں تاریخ اور شنبہ کا دن تھا بعد نماز عصر حرم شریف میں حاضر ہوئے
اللہ اکبر بخار کے تشدد کا حال کیا بیان کیا جائے بڑھتے بڑھتے یہاں تک
بڑھا کہ ناقابل برداشت ہوگیا قوت رفتار میں فرق آگیا آخر کار مجبوراً اٹھبڑی
کے ذریعہ سے طواف کرنا پڑا حضرتہ مقدسہ کے ایک جانب خادمہ دوسرے
جانب چچا حضرت ہوگئے اور معلم ساتھ ساتھ رہے ۔ اسی حالت میں بکمال
ذوق وشوق طواف وسعی میں تین ساعت مجدی تک کی مصروفیت کے بعد
مراجعت فرمائے .... واپسی کے بعد ہمارے قافلہ
کے سرکاری ڈاکٹر سے معالجہ شروع کرایا گیا ۔ نیز حکیم عبدالغنی صاحب جہاجر
سے بھی مشورہ رہا ۔ پانچ روز کے عرصہ میں بخار بالکل اوتر گیا صرف تنفس
اور بلغم باقی رہا ۔ اس کے بعد حکیم نواب مرزا صاحب کے صاحبزادے بھی
شریک معالجہ کرائے گئے جس سے اُمید پیدا ہوگئی کہ اب حالت رو بصحت
ہے ۔ رمضان مبارک کی چودھویں تاریخ جمعہ کے دن حضرتہ مقدسہ نے

حکم دیا کہ مجھکو غسل کرادو - میری گردن اور سر سے لہسن کی بو آرہی ہے -
طبیعت کو سخت ناگوار ہورہا ہے میں نے ہرچند بخیال اشتداد و عود مرض ٹالا لاادو
عرض کیا عطریات لگائے جائیں بو گھٹ جائے گی مگر باوجود استعمال عطریات
حضرت مقدسہ کا اصرار اُسیطرح قایم رہا - آخر کار غسل کی آرزو میں حسرت
آمیز کلمات ارشاد فرمانے لگیں اور مجبور ہوکر مجھکو اپنے پاس بلوایا اور بطور
خاص ارشاد فرمایا کہ سن میں تجھ سے ایک بات کہتی ہوں - جب میں بلدہ حیدرآباد
دکن میں تیری ماں کے سالانہ فاتحہ کی شب میں مولود شریف سنتے سنتے سوگئی تو
اون کو (یعنے اپنے شوہر میرے دادا حضرت) دیکھتی ہوں کہ خواب میں تشریف
لائے ہیں - اس حالت میں کہ ایک لنگ کی تہبند باندھے ہوئے ہیں اور ایک
لنگ اوڑھ لیا ہے اون کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا بھی ہے جسکی عمر
تخمیناً چار سالہ ہوگی گھر میں آکر ٹھیرنے کے بعد جب باہر جانے لگے تو میں بھی
اون کے پیچھے ہوگئی اور کہنے لگی کہ میں اب یہاں رہنا نہیں چاہتی یہ سنکر چلتے
چلتے ٹھیر گئے اور پلٹ کر کہنے لگے کہاں چلنا چاہتی ہو میں نے کہا کہ آپ
جہاں ہیں وہاں - یہ سُن کر مسکرا کر فرمایا کہ اچھا ایسا ہی ہوگا میں خود تم کو
بلالونگا - یہ کہا اور چلے گئے میں اوسدن سے بُلاوے کی منتظر تھی کل سوتے
سوتے خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ سیکمال سے آدمی آیا ہے - اس کے
بعد آج بھی جب کسیقدر نیند لگ گئی تو پھر یہی خواب نظر آیا اس کا جو مطلب ہے
وہ ظاہر ہے - تم کو زیادہ انکار اور اصرار لازم نہیں میری خواہش کی بجا
آوری میں تعجیل بلا درنگ ضروری سمجھو میں نے عرض کی کہ آدمی کا آنا فراج

پرسی کی غرض سے اور اس خواب کی تعبیر صحت ہے۔ اگر وہ آدمی یہ کہتا کہ چلو آپ کو بلایا ہے تو اس صورت میں یہ قیاس جو آپ کے نصب العین ہے صحیح ہو سکتا۔ یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ اسوقت میری تسکین کی غرض سے بدلایل واقعات آئندہ کے آثار پر جو صاف صاف نظر آرہے ہیں پردہ ڈالنا لازم نہیں۔ علاوہ بریں تم سوچو کہ یہ زمین مکہ معظمہ کی اور مہینہ رمضان المبارک کا کا سا ہوتے۔ ایسی غیر مترقبہ عنایات ایزدی سے روگردانی کرکے میں جینے کی طالب کیوں کر ہو سکتی ہوں نہ تمھیں سزاوار ہے کہ میرے لئے جینے کی دُعا کرو۔ بس اب بہت جلد مجھکو نہلا دُھلا دو کہ پاک صاف ہو کر پوری دلجمعی اور اطمینان قلب سے اپنے معبود کے پاس جانے کے لئے تیار ہو جاؤں۔

جب میں نے بہ تعمیل حکم انتظام غسل کا ارادہ کیا تو اکثر احباب نے (جو حاضر تھے) کہا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ شرعًا و غسلًا آب زمزم ظاہر و باطن کی تین سو ساٹھ بیماریوں کی دوا ہے۔ پس اگر غسل کا ارادہ ہے تو زمزم ہی سے نہلانے ہی کا سامان لازم ہے۔ حضرتہ مقدسہ کی آرزو اور احباب کے اقوال کے مدنظر زمزم شریف کا تازہ پانی منگوا کر میں نے حضرتہ مقدسہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا زمزم حاضر ہے بسم اللہ غسل فرما لیجئے۔ حضرتہ مقدسہ بمجرد استماع نہایت بشاشت سے الحمد للہ کہتی ہوئی پلنگ سے اٹھ بیٹھیں اور خود اپنے ہاتھوں سے اپنے سر و جسم مبارک کو مل مل کر خوب نہائیں جب بالوں کو بخور سے سینک کر فارغ ہوئیں بصد خوشی کلمۂ شہادت و

توحید پڑھتے ہوئے بستر پر جا لیٹیں۔ تھوڑی دیر میں آنکھ لگ گئی اور اسطرح آرام فرمایا جیسے کوئی تندرست و توانا آدمی کسی تکان کے بعد مدہوش ہوتا ہے میں قریب ہی حضرتہ پر نظر جمائے ہوئے بیٹھا تھا اور بار بار سانس کی آمد و شد دیکھا رہتا تھا۔ اسی حالت میں دو پہر سے زیادہ عرصہ گزر گیا اور رات ہوگئی۔ چونکہ غذا کھائے ہوئے بہت عرصہ گزر چکا تھا اسلئے حضرتہ کا جگانا ضرور تھا۔ مجبوراً میں نے بیدار کرنے کی نیت سے پائے مبارک پر ہاتھ رکھکر قصیدۂ مبارکۂ بردہ با آواز بلند پڑھنا شروع کیا۔ میری آواز سے حضرتہ بیدار ہوگئیں اور آنکھیں کھولے ہوئے چپ چاپ سماعت فرماتی رہیں۔ جب قصیدہ تمام ہوگیا تو حضرتہ دادی صاحبہ قبلہ خرد نے یٰسین شریف کی تلاوت کا ارادہ کیا حضرتہ مقدسہ نے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ میں غرغرہ اور تیمم کر لوں اسکے بعد تلاوت شروع کرنا جب ہر دو امر سے فراغت ہوئی تو فرمایا کہ ہاں اب شروع کرو حضرتہ ممدوحہ نے آہستہ سے بسم اللہ کہکر پڑھنا شروع کیا۔ تو حضرتہ مقدسہ نے روک کر فرمایا کہ پہلے بسم اللہ تو پڑھو۔ یہ کہکر خود ہی با آواز بلند پڑھنے لگیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط یٰسین ۃ والقرآن الحکیم۔ اور تاکید تھی کہ اسطرح آہستہ آہستہ پڑھو کہ ہر حرف علیحدہ علیحدہ ادا ہو تاکہ میں قرأت میں ساتھ دے سکوں چنانچہ حسب الحکم چھ آیتوں تک ایسا ہی ہوا۔ پھر حکم دیا کہ صرف تم ہی بصوت مذکور پڑھتے جاؤ میں سنتی رہونگی تھوڑی دیر بعد باصرار فرماتیں کہ آواز اور بلند کرو۔ حضرتہ مقدسہ کو بخار کی شدت کے سبب سے کسی قدر آواز کم سنائی دینے لگی تھی اسلئے اسقدر تاکید کی ضرورت لاحق ہو رہی تھی۔

الحاصل جب اسی طرح ایک بار تلاوت ختم ہوگئی اور حضرتہ کا اصرار قرأت باواز بلند باقی ہی رہا تو میں نے حسب اصرار ایک ایک لفظ بہ قرأت ادا کرکے لبند آواز سے سنانا شروع کیا جب سورۂ متبرکہ ختم ہوچکا تو ارشاد ہوا کہ اور ایک بار سنادو میں مکرر پڑھنے اور حضرتہ مقدسہ کو سنانے لگا۔ جب تین بار سماعت سورۂ متبرکہ سے فراغت ہوئی تو تین بار کلمۂ طیبہ شہادت پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھ اپنے روئے مبارک پر پھیر لئے اس کے بعد اس غلام خانہ زاد کے حق میں برفع بدین دعائے خیر کی اور کسیقدر ساگو نوش فرماکر آرام فرمایا رات آسایش سے بخیر وخوبی گذر گئی صبحدم میں نے شکرانہ رب العالمین ادا کیا اور سلامتی حضرتہ مقدسہ کے تشکر میں کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے خیال کرکے اُس کے انتظام میں مصروف ہوگیا جب حضرتہ مقدسہ بیدار ہوئیں اور انہیں معلوم ہوا کہ اون کے نام کی سبیل زمزم شریف پر ہمیشہ کے لئے مقرر لگگئی ہے نیز عجوزگان مہاجرات جنکا آذوقہ صرف آش سلطانی ہے وہ حضرتہ مقدسہ کے دست پاک سے خیرات دلائے جانیکی غرض سے جمع لگگئی ہیں بحد مسرور و شادمان ہوئیں اور شکریہ پروردگار عالم ادا کرکے اپنے مبارک ہاتھوں سے ہر ایک کو مناسب حال تقسیم فرمادیا۔ اسکے بعد مجھکو یاد فرماکر بکمال شفقت وغایت ارشاد فرمانے لگیں کہ بابا تجھ پر اس مسافرت کے عالم میں میرے سبب سے بڑا بھاری بوجھ پڑگیا ہے۔ یہ کثیر اخراجات اور غیر معمولی مصارف جو واقع ہورہے ہیں۔ نیز جو آئندہ چہلم تک ہونیوالے ہیں اُنکا کچھ انتظام بھی کرلیا گیا ہے یا نہیں۔ میں ملتمس پذیر ہوا کہ ایسے خیالات آپ کے پیش نظر کیوں ہیں خدائے تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آپکو

صحت و عافیت عنایت فرمائی ہے۔ اب لفضلہ مرض میں بحد تخفیف واقع ہوگئی ہے البتہ طاقت آنی باقی ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالی بہت جلد آجائیگی رہا معالجہ یا خیرات وغیرہ کی گنجایش کا حال تو آپ خود جانتی ہیں کہ سفر کے موازنہ میں بلحاظ حزم و احتیاط اسقدر سمائی ہی کھی گئی تھی آپ مطمئن رہیں اللہ کی عنایت سے کوئی امر موجب انتشار و پریشان کن نہیں ہے۔

حضرتہ مقدسہ نے یہ سنکر متبسم ہوکر کسیقدر سکوت کے بعد فرمایا کہ مجھکو تمام عمر لڑکی کی آرزو رہی اور اسکا باعث صرف یہ تھا کہ میں خیال کرتی تھی اور دستور زمانہ ہے کہ لڑکیاں ماں کی خدمت کیلئے نہایت موزوں ہوتی ہیں اور ادن سے بہتر ماں کی آخری وقت کی خدمت کوئی نہیں کرسکتا مگر ماشاءاللہ تونے میری خدمت ایسی کی کہ میں سمجھتی ہوں کوئی لڑکی کسی ماں کی خدمت اس سے زیادہ نہ کرسکی ہوگی۔

مساکین جب خیرات لیکر حضرتہ مقدسہ کو دعائے صحت دیتے تو فرماتیں کہ اس کیلئے (میری طرف اشارہ کرکے) دعا کرو کہ خدا اسکی عمر دراز کرے اس کے دشمن دوست ہوجائیں۔ اسکی بیماری دفع ہو خداوند عالم دین دنیا کی روشنی سے اس کے دل اور کاشانہ کو منور کرے جب تک یہ فرماتی رہتیں اپنے دونوں ہاتھ بلند رکھتیں۔

میرے چچا حضرت قبلہ یعنے اپنے فرزند سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا سنو میں چاہتی تھی کہ خانہ کعبہ معظمہ کا پردہ پکڑ کر دل بھر کے اسکے لئے۔ (میری جانب بتلا کے) دعا کروں۔ خیر اب تم میری طرف سے جاؤ اور پردہ

پکڑ کر دعا کرو نیز بی بی یعنے میری بہن اور صاحب بادشاہ محمود بادشاہ کی اولاد اور محمد بادشاہ کی شادی اور ان سب کی عمر و دولت کیلئے دعا کرو۔ مولوی محی الدین بادشاہ کا فرزند بہت یاد آتا ہے اس کے بعد فرمایا خدایا تمام گروہ شاہی کے ذکور و اناث کو خوش و خرم شاد و آباد رکھ۔ ان سب کی عاقبت بخیر کر۔

حضرتہ مقدسہ کو اول اول اس امر کا بڑا قلق رہا کہ حرم شریف میں دو رکعت نماز ادا نہ کر سکے۔ جب میں نے اون کی یہ حالت دیکھی تو رسالۃ الحج اور اور حدیثیں پڑھکر سنانی شروع کیں۔ علی الخصوص اس حدیث پر بہت زور دیا کہ مکۂ معظمہ کے بیمار کا اپنے بستر پر پڑے رہنا بھی داخل عبادت ہے اور اسکی ہر ہر سانس بھی محسوب بعبادت ہے۔ نیز جو شخص مکۂ مکرمہ میں ایک روز بیمار رہا اوس پر دوزخ کی آنچ حرام ہو جاتی ہے بمجرد استماع اسکے مطمئن ہو کر ارشاد فرمایا کہ مدینۂ منورہ میں رہنے کی بہت آرزو تھی مگر الحمد للہ اگر وہاں کا داخلہ نصیب نہ ہوا تو خدا نے مکۂ معظمہ کی زیارت سے محروم نہ رکھا یہ خدا کا گھر ہے وہ اُس کے رسول کا دونو بحرمت واحد نہیں تو اقرب ضرور ہے۔

بعد میں نے اس جانب متوجہ پاکر مکہ مکرمہ کے فضائل یہ تواتر بیان کرنے شروع کر دئے ضمناً جنت المعلا کے محامد اور ماہ مبارکہ رمضان کی تفضیل و بزرگی بھی مذکور ہوئی جس سماعت سے حضرتہ مقدسہ فرط شوق سے ایسے بیچین ہوئیں کہ ہر روز تاریخ اور دن دریافت فرمانے لگیں سترھویں تاریخ دوشنبہ کے دن حضرتہ مقدسہ کا مزاج کسیقدر بد مزہ ہو گیا۔ اپنی حالت

کو متغیر دیکھکر حضرت نے میراں بی صاحبہ کو بطور خاص طلب فرمایا اور اون سے ارشاد فرمانے لگیں میں نے اسوقت جو بلوایا ہے معمولی باتو نکی غرض سے نہیں بلکہ چند آخری اور وصیتی نصیحتوں کیلئے ۔ تم نہ صرف اونکو سُن کر اپنے دل میں ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھو بلکہ اسکی تعمیل کر کے مجھکو شاد کرنا ورنہ تم پر مواخدہ رہے گا ۔ وہ معروضہ پذیر ہوئیں حضرت کا حکم ہو اور فدویہ اوس سے سرمو انحراف کرے علی الخصوص جب اس کے بارے میں تاکید مؤکد ہو حضور ارشاد فرمائیں بسر و چشم حسبۂ عمل پذیری فریضۂ اولین سمجھونگی اور اوسکی ادائی موجب سعادت دارین ہو گی حضرت مقدسہ نے جب کامل متوجہ پایا ارشاد کیا تم بفضل خدا بخستہ عمر کی عورت اور گرم و سرد روزگار چشیدہ فہمیدہ و سنجیدہ ہو نے کے لحاظ سے مصائب میں صبر و شکر اور دقائق میں ثبات و استقلال کی پابند رہ سکتی ہو سوائے تمھارے موجودہ عورتوں میں نہ کوئی مُسن ہے نہ تجربہ کار سب لڑکیاں کم عمر ہیں ایک (دادی صاحبہ خرد کا نام لیکر فرمایا کہ البتہ اون میں سمجھدار ہیں لیکن چونکہ اُنکا بیٹا دور ہے اور اوسکی کچھ خبر نہیں ہے نیز اون کے پوتے کی رحلت کو تھوڑا عرصہ گذرا ہے اس لئے اون سے بھی مزید ابتلا میں کامیابی سے پائے ثبات کی اُمید نہیں کیجا سکتی ۔ پس تم میرے آخر وقت ہر طرح سے صبر و شکر کی تصویر بنکر دوسروں کو بھی اسکی تلقین کرو ۔ بس اب اس سے زیادہ میں کچھ کہنا نہیں چاہتی جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی اب تم بھی میرے کلمہ کی شاہد رہو ۔

یہاں تک تلقین فرمانے کے بعد باواز بلند (اشھد ان لا الٰہ

الا اللہ واشہد ان محمد الرسول اللہ پڑھ کر ذکر میں مشغول ہوگئیں
حضرت مقدسہ کی حالت اس وقت نازک تر معلوم ہونے لگی اور لبوں پر خشکی
نظر آنے لگی تو میں نے شربت انار کے دو چار قطرے لبوں پر ٹپکائے ۔ تو
جھٹ آنکھیں کھولکر ارشاد فرمایا یہ کیا چیز ہے ۔ کیونکہ اوس روز دوا پلانے کی
قطعی ممانعت فرما چکیں تھی ۔ اور یہ استفسار شربت کو دوا سمجھ کر ہی کیا گیا تھا
میں نے عرض کی یہ طائف شریف کے انار کا شربت ہے ۔ میں نے ابھی
تازہ بنایا ہے ۔ مسکرا کر ارشاد فرمائیں بابا ابھی چار روز باقی ہیں کیوں گھبرائے
جاتے ہو ۔ اس کے بعد پھر خاموش ہوگئیں اور دنیا کی کوئی بات نہ کی صرف
لب مبارک ذکر میں متحرک ہوا کرتے تھے ۔ بوقت ضرورت چوکی وطشت
لانے کا ارشاد فرما دیا جاتا جب مطلوبہ سامان رکھدیا جاتا اپنی طاقت سے
کھسک کر حاجت سے فراغت حاصل کرتیں ۔ بعد فراغ پھر اوسی ذکر اللہ اللہ
میں مشغول ہو جاتیں ۔ اور بار بار اپنے پیر جناب شاہ اللہ قدس سرہٗ العزیز کو بڑے محبت
والفت کے لہجے میں پکارتیں ایک بار اپنی پوتر بہو (اہلیہ صاحب بادشاہ) کو یاد
فرمایا کہ اسکو ایک دعا یاد تھی جسکو لکھکر قبر میں رکھنے سے ضغطہ نہیں ہوتا ۔
افسوس ہے کہ بروقت روانگی پریشانی میں یاد نہ رہا ورنہ اوس سے دعا لکھوا
لاتی تاکہ اسوقت کام آتی یہ سنکر میں نے عرض کی وہ دعا مجھکو بھی یاد ہے آپ
اطمینان رکھیں اگر ایسی ضرورت ہوگی اور وہ وقت آئیگا تو حسب الحکم میں خود
لکھونگا اور ارشاد فیض بنیاد کی بجنسہ تعمیل عمل میں آئے گی ۔ جب دعائے مذکور
کے یاد ہونیکا علم ہوا تو فرمایا الحمد للہ ۔ پھر اوسکے بعد اوسی ذکر میں مصروف

ہوگئیں۔

حضرتہ مقدسہ کو جب میں نے اس حال میں پایا تو کئی دن سے ضروریات کی فراہمی میں جو کوتاہی ہو رہی تھی اوسکے جانب متوجہ ہونا لازم سمجھا۔ اور چونکہ اس عالم مسافرت اور نئے شہر میں جو ہم کو نیا اور ہم اوسے نئے تھے جب تک بذاتہ انصرام امور میں مشغولیت نہ کی جائے چارہ نہ تھا بنابراں میں بلا درنگ مصروف اہتمام ہوگیا اور اس فکر میں باہر گیا کہ جنت المعلا میں جگہ ملجائے تو حضرتہ مقدسہ نے کئی بار مجھکو یاد فرمایا اور چونکہ اس دوران علالت میں کبھی حضرتہ مقدسہ کی حضوری سے غائب نہوا تھا متعجب ہوکر مستفسر ہوئیں کہ بابا کہاں ہے۔ میری اہلیہ نے عرض کی وہ باہر گئے ہیں اور غالباً جنت المعلا میں حضرتہ ستنا بی بی خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا اور حضرتہ ستنا بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے جوار مبارک میں کوئی جگہ تجویز کر رہے ہیں یہ سنکر فرط بشاشت سے آنکھیں کھولدیں اور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرکے پہلے اپنی خوش قسمتی پر خدا کا شکر کیا اور پھر اس گنہگار کیلئے دعاء خیر فرماتے رہیں۔ اور جب یہ سنا کہ یہ گنہگار حضرتہ مقدسہ کی سایۂ عاطفت اپنے سر سے ڈھل جانیکے خیال سے سخت بے چین اور نہایت غمگین ہے تو حضرتہ مقدسہ نے ارشاد فرمایا کہ خدا اوسکو صبر جمیل عطا فرمائے اور جب میں حاضر ہوا تو بکمال شفقت مجھکو گلے سے لگالیا اور سمجھایا کہ میں آخر مرنے والی تو ہوں ۔ میرا مرنا غم کی جگہ نہیں علی الخصوص جب موت ایسے مقام پر آئے تو موجب شکر ہے رہی میری محبت تو مجھسے زیادہ خدا تیرا دوست ہے وہی تیرا حافظ و مددگار ہے میں تجھکو اوسی کے حوالے کرتی ہوں وہی تیری

تنہائی پر رحم کریگا۔ اس عالم مسافرت میں تجہیز اخراجات کا بڑا بھاری بوجھ پڑ رہا ہے خدا تیرے ایک ایک پیسہ میں لاکھ لاکھ پیسہ کی برکت عنایت کرے۔

اسیطرح متصل دعائیں دیتی ہوئے اور ذکر و اذکار میں مصروف رہتے ہوئے جب چہارشنبہ کی صبح نمودار ہوئی تو چہرے کی رنگت اور بشرے کی ہیئت بدلنے لگی دوپہر تک تمام چہرے کی جھریاں صاف اور رنگ سنہرا شفاف نظر آنے لگا پیشانی مبارک کی شکنیں سب دور ہوگئیں اور لب سرخ و نرم ہوگئے اور یک لخت تشنگی موقوف ہوگئی اور حضرتہ مقدسہ پر ایک عجیب عالم نظر آنے لگا۔ ہم تمام لوگ حسب عادت معہودہ حضرتہ کے گرداگرد بیٹھے ہوئے اس تبدیلی حالت سے اپنے اپنے دلوں کو اپنے ہاتھوں سے تھام تھام کر تجلیات انوار الٰہی کا نظارہ کر رہے تھے۔ شام ہوتے ہوتے سارا گھر تجلیات و انوار سرمدی کا مہبط و مخزن بنگیا۔ اور حضرتہ مقدسہ کے ذکر اللہ اللہ کے آوازمیں پستی آنے لگی آخر کار پنجشنبہ کی رات کے دس بجتے بجتے دونوں پائے مبارک بے حرکت ہوگئے میں نے دادی صاحبہ خرد سے عرض کی دیکھئے ہوشیار رہیے۔ وہ فرمانے لگیں نہیں نہیں ایسے آثار نہیں ہیں ہم اسی گفتگو میں مصروف تھے نہ کچھ کرب نہ اضطراب بس دونوں آنکھیں اسیطرح بند کی بند رہیں اور سانس نرم نرم نکلتی رہی اور زبان سے کلمہ اللہ ہو جاری کا جاری رہا اسی عالم میں ایک بار سیدھی آنکھ سے پانی کے دو قطرے ڈھلے اور روح مبارک پرواز کرگئی قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

بھائیو! یہ واقعہ ایسا نہیں ہے جس کو ہم کبھی بھول سکیں۔ اس مصیبت انگیز قیامت خیز آفت کا پہاڑ جو اس گنہگار پر ٹوٹا اوس کے برداشت کی طاقت

اوس کے بار کے اوٹھا سکنے کا تحمل علی الخصوص میرے تاب و تواں سے بڑھ کر ہے
مگر نہ یہ یارا ہے کہ اوس کو اوٹھاؤں نہ یہ کہ اوسکو روک لوں۔ میری عمر اتنی ہونے
آئی اس عرض مدت میں مجھکو کبھی اسقدر خارج از امکان غم کا سامنا نہ ہوا تھا۔
یکایک اس کے پڑ جانیسے میری دنیاوی نعمات و مسرتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ مجھ کو
حضرتہ مقدسہ کے زیر بروا اپنی زندگی۔ زندگی۔ اپنی حکومت۔ حکومت اپنی دولت دولت
اپنی۔ مسرت۔ مسرت۔ معلوم ہوتی تھی اور کھانا پہننا مجھ کو جبیر معلوم ہوتا تھا
ہر وقت حضرتہ مقدسہ کی محبت بھری شفقت آمیز نگاہیں مجھ پر پڑتی رہتی تھیں۔
یکایک اوس الفت مجسم کا مجھ سے چھن جانا جو اثر کر سکتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ
نہیں۔ اب وہ مجھ سے ایسی جدا ہو گئیں کہ مدت العمر وہ تو وہ انکا نشان قبر بھی
نظر آنا مشکل ہو گیا۔ حضرتہ مقدسہ نے تو اپنے اعمال حسنہ کی جزا میں وہ پھل پایا کہ
جس کی ہزار ہا صالحین صدیقین کو عمر بھر آرزو رہی اور ایسے سعید بہت کم ہوئے
جنھیں اس دولت ابدی و نعمت سرمدی سے بہرہ اندوز ہونا نصیب ہوا۔
یعنے مکۂ معظمہ و خانہ کعبۂ محترمہ کی وفات اور وہاں کی خاک پاک کی تدفین۔
ہمارا رونا تو اپنے لئے اور ایسی مقدسہ کے چھوٹنے کے غم و الم میں ہے۔

الغرض رحلت کی خبر سنتے ہی احباب دوڑے آئے اور تجویز قرار پائی کہ
جنازہ کی نماز حنفی مصلے کے نماز صبح کے ساتھ پڑھی جائے۔ مجھ کو تردد تھا کہ
شبا شب اسقدر جلد کیونکر سامان ہو سکے گا۔ مگر حضرتہ مقدسہ کی کرامت و سبک
روحی تھی کہ ساڑھے دس بجے تو انکا دم ٹوٹا اور دو تین ساعت رونے پیٹنے میں
گزرے۔ نماز صبح کے ساڑھے چار بجے کا وقت عالم مسافرت تو مسافرت

ہی ہے وطن میں بھی اسقدر جلد سامان کی فراہمی ممکن نہیں ہوسکتی مگر خدا کی
قدرت سے عبیر۔گلاب۔عود۔بخور۔تختہ۔دکہ۔غسالۂ صالحہ۔سب کا وقت
سے پہلے انتظام ہوگیا۔اور لوگ بھی جمع ہوگئے۔غسل میت علی طریق العرب
والسنت دیا گیا چنانچہ غسالۂ صالحہ پردہ میں غسل دیتی جاتی اور زبان عربیا
کہتی جاتی تھی سبحان اللہ السمیع البصیر عضوھا کالحریر
ووجھہا کالبدر المنیر (یعنے اس میت کے اعضاء ریشم کے
مانند نرم ہیں اور اس میت کا منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح منور ہے)
وہ کفن جسکو میرے والد قبلہ گاہ نے حضرتہ مقدسہ کے ساتھ کر دیا تھا پہنایا گیا
سفید اوڑھنی اُڑھائے جانے کے بعد جب میں پیشانی پر کلمۂ توحید لکھنے لگا
تو چہرے کی روشنی سے میرے انامل زباں شمع کی صورت درخشاں نظر آنے
لگے تمام گھر اس طرح پُر نور ہو رہا تھا گویا کسی نے نوری مہتاب روشن کر رکھی
ہے میں اوس نور کو نہ شمع کی روشنی سے نسبت دے سکتا ہوں نہ آفتاب و
مہتاب کی چمک سے مشابہت قرار دیجا سکتی ہے۔میری زبان اور میرا نطق
قاصر ہے کہ بیان کر سکے جو اوس نور میں ملاحت وحلاوت تھی اور جو اوس
عالم نور کے دیکھنے سے ایک کیفیت بشر پر طاری ہوتی تھی۔

الحاصل جنازہ اوٹھایا گیا۔وہ صبح صادق وہ نور کا تڑکا وہ جوق جوق
حجاج کا اجتماع وہ جنازہ کا حرم شریف میں پہونچائے جانا وہ باب خانہ کعبہ و
مقام ابراہیم علیہ السلام کے روبرو عین مطاف میں رکھائے جانا وہ خلق اللہ
کا طواف کرتے کرتے جنازہ کے گرد ٹھہر جانا۔وہ اون سب کا یہ کہنا کہ خدا

ہر مسلمان کو ایسی موت نصیب کرے وہ حجاج کی نورانی ریش وہ مقدس چہروں سے نماز میں شریک ہونا ایک عجیب عالم اور ناقابل بیان کیفیت تھی صرف اس نظارہ کا لطف دیکھنے والوں کے دلوں ہی سے پوچھا جاسکتا ہے بالتشبیہ جو عالم ہمارے پیرو مرشد دادا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کا شارع عام سے گزر کر زینہ و دروازہ گنبد مبارک جناب شاہ اللہ قدس سرہ العزیز کے روبرو زیر درخت مولسری ٹھہرائے جانے پر نظر آیا تھا۔ تقریباً وہی کیفیت یہاں بھی نظر آ رہی تھی۔

نماز جنازہ پڑھانے کیلئے میں کسی کے انتخاب کے خیال میں تھا کہ حاجی محمد سراج سطوف نے عالیجناب مولانا شیخ الخطباء مسجد الحرام کو (جو نہایت محترم و مقدس اور اہل دل و صاحب نسبت بزرگ ہیں) جو اوس روز اتفاقاً تحت میزاب مشغول مراقبہ تھے بصد ادب مراقبہ سے جگایا اور تکلیف نماز دی حضرت معز تشریف لائے اور نماز جنازہ پڑھائی۔ اسوقت رومی۔ شامی۔ حجازی۔ بخاری۔ مغربی۔ چینی۔ جاوی۔ ہندی۔ کابلی۔ عراقی۔ عجمی۔ ہزارہا آدمی جن کا حساب و شمار ناممکن تھا شریک نماز ہوئے۔ اس جم غفیر و ہجوم کثیر کا طواف کرتے کرتے نماز جنازہ کیلئے تھمنا اور بعد نماز پھر مصروف طواف ہونا۔ ایسا دکھائی دیتا تھا گویا ایک نور کا دریا تلاطم انگیز اور رحمت کا پرجوش دجلہ موج زن ہے جماعت کا چلنا تھمنا مدوجزر بحر انوار ایزدی کا نمونہ نظر آتا اور یہ رکاوٹ بڑھاؤ تلاطم رحمت و قدرت خالق الاصباح کی جوش زنی کا منظر نظارگیاں دور بین کے پیش چشم کرتا تھا الحاصل اسیطرح دست بدست جنازہ جنت المعلا میں پہونچا

یہ وہ گورستان ہے جسکے فضائل بے شمار روایتوں سے ثابت ہے جسکا نام دنیا کی میں جنت ہے جس میں ہزارہا صدیقین - صالحین مقبولین محبوبین معشوقین و شہدا علیہم الرحمۃ لیٹے ہوئے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ستر ہزار شہدا اس قبرستان سے ایسے اٹھیں گے جو عذاب و حساب سے بری ہوں گے اور اون میں کا ہر شہید ستر ستر ہزار آدمی کی شفاعت کریگا - نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرماتے تھے کہ اس قبرستان کے اطراف کو نہ چھوڑو کہ اسمیں حضرتہ ستنا بی بی خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا رونق بخش ہیں حضرتہ کی فضیلت کے اظہار کے لئے اتنا بیان کافی سے زیادہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بی بی اور حضرتہ بی بی خاتون جنت فاطمۃ الزہرا صدیقۃ الکبریٰ اور حضرت طیب و طاہر و قاسم کی ماں اور حضرات حسنین علیہما السلام کی نانی ہیں ان کی قبر مطہرہ مقام استجابت دعا ہے - جن کے انتقال کا غم ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہوا کہ وہ سال تمام اُمت میں عام الحزن سے موسوم ہوا - جن کے پُرسے کیلئے خدا کی طرف سے جبرئیل علیہ السلام آئے اور جنکی قبر شریف میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آپ لیٹے - علاوہ بریں جہاں بڑے بڑے صلحاء و صدیق و صحابہ مثل حضرت عبدالرحمن بن حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرتہ ستنا اسماء بنت حضرت ابا بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور شیخ عمر اعرابی وغیرہ اصحاب خاص حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرتہ ستنا بی بی آمنہ والدۂ ماجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتی ہیں - حدیث شریف میں حضرت ابو النعیم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

کہ تم اپنے مردوں کو قوم صالحین کے درمیان دفن کرو کیونکہ ہمسایہ بد سے میت اسطرح تکلیف پاتی ہے جسطرح زندہ تکلیف پاتا ہے۔ ابن عساکر و ابن مسعود رضی اللہ عنہما ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہو تو اوس کو اچھا کفن دو اور دفن میں جلدی کرو اوسکی وصیت کو پورا کرو۔ اوسکی قبر عمیق کھودو اور ہمسایہ بد سے دوری چاہو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ آیا ہمسایہ صالح نفع دیتا ہے ارشاد ہوا کہ ہاں۔

الغرض حضرتہ مقدسہ کو ستنا بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے سیدھے بازو بہت قریب جگہ ملی یعنے حضرتہ مقدسہ مرحومہ کے مدفن اور روضۂ مقدسہ و مطہرہ ام المومنین حضرتہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے درمیان بہت تھوڑا فاصلہ ہے خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اور حضرتہ مقدسہ مرحومہ کی کرامت اور نیک نیتی اس سے ظاہر ہے کہ بڑے بڑے صاحب قدرت اگرچہ یہاں دفن ہیں مگر سب بہت فاصلہ پر ہیں۔ پھر حضرتہ مقدسہ مرحومہ کی خوبی قسمت تھی کہ اونھیں ایسی جگہ اور ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ایسے قریب بلکہ اقرب مجھ ناچیز و کم مقدور آدمی کے ادنی توجہ پر دستیاب ہو گئی حضرتہ مقدسہ مرحومہ رمضان المبارک ۱۳۰۵ھ ہجری کے بیسویں تاریخ پنجشنبہ کے دن اشراق کے وقت مدفون ہوئیں۔

بھائیو! مقام غور و تامل ہے کہ حضرتہ مقدسہ مرحومہ میں کتنے فضائل جمع ہو گئے ہیں پہلے غریب الوطن جن کیلئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اوسکی قبر اوس کے وطن تک کشادہ کردی جاتی ہے۔

دوم ارادۂ حج میں انتقال فرمایا جسکے نسبت حدیث شریف میں ہے کہ اس سفر اور اس کے ارادہ میں فوت ہونیوالے کو نہ عذاب ہے نہ حساب اور ایسے مرنے والے کو ہر سال حج نصیب ہوتا ہے۔

سوم۔ رمضان شریف کا سا مبارک مہینہ وفات کیلئے حاصل ہو جس کے فضائل میں بے شمار احادیث و روایات موجود ہیں۔ جن کے منجملہ ایک یہ بھی ہے کہ اس ماہ میں رحمت کے دروازے مفتوح رہتے ہیں اور اس مہینہ میں مرنیوالا عذاب و حساب سے بری رہتا ہے۔

چہارم۔ رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں ازواج مطہرات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مثل حضرۃ ام المومنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا اور حضرۃ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرۃ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرۃ ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا اور بنات ذواکیات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرۃ رقیہ و حضرۃ سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہرا صدیقہ الکبری رضی اللہ عنہما انتقال فرمائیں اور اسی ماہ کی اسی تاریخ کو حضرت امام المشارق والمغارب غالب علی کل غالب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام جام شہادت نوش فرمائے اور اسی بیسویں تاریخ ماہ مبارک رمضان شریف میں بنائے دین اسلام بھی مستحکم ہوئی اور چشمۂ دین و ایمان کے جوش و خروش نے صدائے ادیان باطلہ کے ندا اوپر غلبہ پایا یعنے اسی تاریخ مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً فتح ہوا۔

پنجم۔ قبر کی پہلی رات جمعہ کی جس کے فضائل کثیرہ میں سے ایک یہ ہے کہ جمعہ کے مرنے والیکو عذاب قبر و پرسش سے نجات ہے۔

ششم - مکہ معظمہ کا سا شہر مدفن ملا - حدیث شریف میں ہے کہ یہاں کے رہنے والے خدا کے ہمسایہ ہیں یہاں کے ایک روزہ بیمار پر دوزخ کی آنچ حرام ہے اور یہاں کے بیمار کا بچھونے پر پڑا رہنا عبادت میں محسوب ہوتا ہے -

ہفتم - حرم شریف و بیت اللہ شریف و مسجد الحرام میں جنازہ کی نماز کا ہو آنا -

ہشتم - جماعت میں ایسے کثیر و بے شمار اشخاص کا اجتماع جنکی تعداد لاکھ سے زیادہ ہی ہوگی -

نہم - جس میت کو چالیس آدمی اچھا کہیں وہ جنتی ہوتی ہے یہاں ہزاروں آدمیوں کا حضرتہ مقدسہ مرحومہ کو یہ کہنا کہ ھذا من اھل الجنة

دہم - جنت المعلیٰ کا مدفن حاصل ہونا -

یازدہم - قرب و جوار حضرتہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا میں جا ئے دستیاب ہونا -

ہاں کیوں نہو حضرتہ مقدسہ مرحومہ مادر زاد صالحہ - صابرہ - راحمہ - زاہدہ عابدہ تھیں اور وہ اپنے اعمال حسنہ کی جزا میں خداوند عالم کی مغفرت سے اسی کی سزاوار بھی تھیں اونکی بزرگی مادر زاد اون کی قبولیت خداداد تھی اسکی دلیل یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے - طبرانی رضی اللہ عنہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک حبشی مدینہ منورہ میں مر گیا - اور وہیں دفن کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ طیبہ میں دفن کیا گیا کہ وہیں سے پیدا ہوا تھا -

ابی سعید و ابی الدرداء اصحاب سے مروی ہے اور ابو النعیم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی

ہو لوو ایسا نہیں ہے جس کے نطفہ میں اوس کے قبر کی خاک تخمیر کیجاتی ہو
اور حکیم رضی اللہ عنہ نوادر الاصول میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہیں کہ فرشتہ رحم مادر پر موکل ہوتا ہے اور نطفہ کو رحم سے لیکر ہتیلی پر رکھتا ہے
اے پروردگار اسکا رزق کیا ہے اور اسکے اتمام کی جگہ کہاں ہے اور اسکی اجل
کہاں ہے تو حکم ہوتا ہے دیکھو لوح محفوظ کو پس وہ فرشتہ لوح محفوظ سے دریافت
کرکے اوس زمین کی خاک جہاں وہ مدفون ہوگا لیتا ہے اور اوس سے اس
نطفہ کو خمیر کرتا ہے قولہ تعالی منہا خلقنا کم الآیۃ پس
اس حدیث کی روسے بالتحقیق ثابت ہو گیا کہ حضرت مقدسہ مرحومہ کا وجود مکہ معظمہ
کی خاک پاک سے مخمر تھا اور اونھیں یہ نعمتیں جو حاصل ہوئی تھیں کچھ کسبی اور عملی نہ تھیں
بلکہ خداداد فضل اور مادر زاد سعادت موہبی دولت غیبی عطا پر مبنی تھیں۔ ظہور ناسوتی
کے قبل اسوقت جب کہ رحم مادر تک گذر نہ ہوا تھا عالم ارواح و عالم برزخ و عالم
مثالی ہی میں حضرت مقدسہ مرحومہ کے نام مبارک کے ساتھ مکہ معظمہ کا نام بھی لوح
محفوظ پر درج تھا اور جسکو فرشتہ معینہ نے لوح محفوظ سے دریافت کرکے رجوع عالم
ناسوت و ظہور بعالم وجود کے وقت حضرت مقدسہ مرحومہ کے وجود مبارک کو مکہ
معظمہ کی خاک پاک سے خمیر کیا تھا۔ اللہ اللہ جسکا جسم یوں مخمر ہوا اور اسطرح مطہر ہو
اور جو ازل ہی سے مقدس ہو اوسکے مدارج کو کیا کہنا ہے اور اوس کے فضیلتوں کا
کیا بیان ہو سکتا ہے۔ اونکا رحیم صابر سخی و متقی ہونا انکا تمام مریدوں۔ خدام و
عزیز و اقربا پر علی العموم شفیق ہونا اپنے آپ کو سب سے حقیر سمجھنا۔ اگر کسی کو کوئی
تکلیف کوئی رنج ہو تو اوسکی ہمدردی میں اپنے کو وقف کر دینا کسی سے کوئی صدمہ

پھونچے تو اسکو اپنے آپ سہنا۔ یگانہ بیگانہ کو ایک نظر سے دیکھا بیماروں کی
تیمار داری فرمانا یہ سب خصایص مسعودہ و خصائل محمودہ سی خدا داد سعادت کے
اثر پر مبنی تھے اور یہی سبب تھا کہ خداوند عالم نے انکو شوہر دیا تھا تو ولی کامل
قطب عہد دیا۔ مرشد دیا تو شیخ الکل غوث زماں دیا۔ اولاد دی تو سبحان اللہ ایک
آفتاب ایک ماہتاب۔ ایک بایزید و جنید زماں۔ ایک شبلی وسری دوراں یعنے
فرزند اکبر حضرت قبلہ کا یہی سید احمد بادشاہ صاحب قبلہ قادری سجادہ درگاہ شریف
فرزند اصغر حضرت عم بزرگوارم سید شاہ محمد معروف مرشد صاحب قبلہ قادری مدظلہما
جائے غور ہے کہاں بنگال اور کہاں مکہ معظمہ اللہ رے خمیر کی کشش کہ بغتتاً اس
اضطرار و اضطراب اور بے چینی و بیقراری سے یہاں لے آئی۔ اور حضرتہ مقدسہ
مرحومہ کے خمیر کا یہی تقاضا تھا کہ سونگڑہ راہ سے ارادہ پھر گیا۔ خدایا تیرا شکر ہے
کہ تو نے مجھ ناچیز کو آخری خدمت کی سعادت سے مشرف فرمایا اور اس مشیت کا
کسطرح شکر ادا کیا جا سکتا ہے کہ خدمت کی سہولیت کی خاطر سے حضرتہ مقدسہ کے
ہمراہ عزیز و اقارب میں سے پندرہ میں آدمی ساتھ کر دادئے تاکہ تنہائی و غربی
معلوم نہ ہو اللھم اغفرلھا وارحمھا۔

اوپر کی عبارت سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ پیر کے دن حضرتہ مقدسہ مرحومہ نے اپنی
زبان فیض نشان سے ہمارے پریشانیوں کو دیکھکر ارشاد فرمایا تھا کہ ابھی چار روز
باقی ہیں اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرتہ مقدسہ مرحومہ کو اس امر کی اطلاع تھی کہ انکی
رحلت پنجشنبہ کے دن ہونیوالی ہے۔ نیز آٹھ ماہ قبل حضرتہ مقدسہ مرحومہ کے خواب
میں ہمارے پیر و مرشد دادا حضرت قدس سرہ کا احرام باندھے ہوئے آنا اس

بات کا اشارہ تھا کہ عین سفر حج میں بمقام متبرکہ مکہ معظمہ حضرتہ کی رحلت ہوگی پنجشنبہ
کی شب مجھکو فرمائیں کہ بیٹا اب میں جاتی ہوں مگر میں کثرت فغاں وزاری میں پوچھ
نہ سکا کہ کہاں تشریف لیجاتی ہو۔ الغرض بغرض ختم شریف حفاظ اور محافظ قبر مقرر
کردئے گئے فاتحہ سیوم حسب طریق مکہ مکرمہ باجماع اعزا و اشراف علما شہر و قافلہ
حجاج بہ تقسیم تباشہ ونقل ومیوہ ہائے طائف شریف ادا کیگئی چونکہ حضرتہ پرانے
خیال کی اور ہمارے قافلہ کے حضرات میں نواب صدیق یار جنگ بہادر وغیرہ حیدرآباد کے بھی
تھے لہذا علاوہ ادائی فاتحہ علی طریق العرب میں نے اپنے شہر کے رسم ورواج پر بھی
فاتحہ دہم وچہلم ادا کیا دہم شریف میں نان وحلوہ اور چہلم میں بہ پخت طعام بریانی
و مزعفر وغیرہ اہل قافلہ و مساکین شہر وحرم شریف کو کھلادیا گیا اور چادر گل قبر شریف
پر چڑھائی گئی اللھم اغفرلہا دہم کے دوسرے دن تذکرۃ میں اپنے لوگوں میں یہ کہتا ہوا
سوگیا کہ افسوس میں حضرتہ سے کہاں جاتی ہو نہ پوچھ لیا اور حسرت یہ ہے کہ اب تک
حضرتہ خواب میں بھی نہ آئیں اوسی شب میں نے یہ دیکھا کہ حضرتہ اپنی معمولی جگہ پر لیٹی ہوئی
ہیں اور پوچھا کہ اب آپ کا مزاج کیسا ہے ارشاد فرمائیں کہ بابا مجھکو مقام ملائکہ میں
رہنے کا حکم ہوا ہے مجھکو تعجب ہوا کہ مزاج پرسی کے جواب میں حضرتہ اپنی اقامت گاہ
بتاتی ہیں اور آنکھ کھل گئی صدقت یا رسول اللہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ
جو شخص حرم شریف میں مرا بس وہ چوتھی آسمان پر مرا اور وہ سبحان اللہ کیا مقام ہے
اللھم اغفرلہا۔

واقعہ

حضرت عم بزرگوار دام ظلہ کو قمران کے مقام سے پیچش کا عارضہ ہو گیا تھا دوا

دپرہیز بطور خود جاری تھا حضرتہ کو اوسکی اطلاع اس لئے نہیں دیگئی کہ حضرتہ فکرمند نہ ہوجائیں مکہ شریف کو پہونچنے کے بعد جب حضرتہ بیت الخلاء میں گئیں تو لہو نظر آیا گھبرا کر ہر ایک کو پوچھنے لگیں کہ یہ کیسی اجابت کا ہے کسی نے کہدیا کہ بیدرہ بیس روز سے مرشد صاحب حضرت کو یہ شکایت ہوگئی ہے سخت غضبناک ہوئیں کہ کیوں مجھکو اطلاع نہیں کی اور تاکید کی اب جب کبھی حاجت کو جانا ہو تو مجھسے کہکے جایا کرنا خدا کی شان پھر اوس کے بعد سے حاجت ہی پیش نہیں آئی جو حضرتہ کو اجابت کو جاتے ہوئے پوچھکر جائیں۔ عارضہ ہی دفع ہوگیا دوسری صبحکو معمولی اجابت آگئی نہ پیچ نہ ریاح نہ خون۔

دیگر

حضرتہ کی خادمہ ذات الجنب سے سخت بیمار اور زندگی سے مایوس ہوگئی دس تاریخ شوال یکدم گھبرائی ہوئی پیرانی بی پیرانی بی چلانے لگی لوگ دوڑے گئے تو سیدھی اوٹھ کھڑی ہوئی ادھر ادھر چل پھر کے کہنے لگی دیکھو میں اچھی ہوگئی درد پہلو مطلق نہیں ہے سارا جسم سبک ہوگیا ہے میں نے اوس سے پوچھا کہ تو اپنی ہی دیکھ بھال میں مصروف ہے آخر بتا تو سہی کہ معاملہ کیا ہے کہنے لگی کہ اسیوقت میں نے پیرانی بی کو دیکھی کہ احرام باندھے ہوئے کوٹھے سے اوترتے ہوئے آخری زینہ پر ٹھہر کر مجھسے کہیں کہ دیکھ کوئی پردہ کے لوگ ہیں تو اونکو ہٹا دے میں اپنے بستر ہی سے سید علی کو آواز دی کہ پیرانی بی تشریف لاتی ہیں ہٹو اور ہٹادو زینہ سے اتریں اور سیدھے میرے بستر پر آکر اپنا ٹیک لات میری پشت پر رسید کیں اور جلد جلد چلے گئیں اوسوقت میں پیرانی بی کہکر چیخنے چلانے لگی اب جسم ہلکا پایا تو ملی

چل کر کے دیکھ لی -

حضرات

میری آرزو اور مجھکو اُمید تھی کہ حضرتہ اپنے وطن کو بانفراغ حج وزیارت واپس
اور ہم لوگ حیات میں برکات حضوری وخدمت سے اور ممات میں حسنات فاتحہ
وزیارت سے مشرف رہیں اور ہمارے پیرومرشد دادا حضرت قدس سرہ کی گنبد
مبارک کے اردگرد حضرتہ کی بھی جالی تیار ہو مگر ارادۃ اللہ غالب علی ارادۃ الناس
لا یدری نفس بای ارض تموت خاک تو یہاں کی تھی اور ہماری تقدیر میں
اس سعادت سے یوں محروم رہنا تھا وہ میری آرزو اور اُمید ایک دردانگیز حسرت
کے ساتھ دل کے دل ہی میں رہ گئی ہم چاہتے تھے کہ حضرتہ ہمارے ہتروار میں
رہیں اور خدا کو منظور تھا کہ اون کو اپنے ہمسایہ اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ازواج واقارب رحمہم اللہ کے ہتروار میں رکھے اللھم اغفرلھا -
الحمدللہ حضرتہ کی قبر شریف پختہ سنگ وآہک ولوہے کی جالی سے بنوائی گئی
جب سنگ مرمر کی تختی پر مادۂ تاریخ عربی میں کندہ کرانا منظور ہوا تو میں نے نواب
صدیق یار جنگ بہادر سے تاریخ کی فرمایش کی قبر تیار ہو گئی چبوترہ پورا نگیا جالی مکمل
ہو گئی جہلم شریف بھی ہو گیا مگر تاریخ نہ آئی میرے دل نے یہ کہا کہ آخر وہ کون سی ایسی
ناممکن چیز ہے چلو ہمیں سوچ لیں یہ کہکر پہلی دفعہ عبارت ذیل لکھکر اس کے عدد جو
میں نے جوڑے تو پورے نکل آئے یہ بھی حضرتہ کی کرامت ہے جو اس بندۂ
ناچیز کو دوسروں کے احسان سے اور اپنی تاریخ کو اغیار کے دست رنج سے
بچادیں چنانچہ سنگ مرمر کی تختی پر یہ عبارت کندہ کیگئی

هٰذا ضریح

حضرۃ العلیا المسماۃ میران بی زوجہ شیخ الطریقہ قطب الحقیقہ
حضرت سید صاحب حسینی الچشتی القادری قدس سرہ العزیز
سجادہ نشین کمال منمقامات حیدرآباد دکن تاریخ رحلتہا

اللھم ارحمہا واسکنہا فی جنات النعیم دائما

سنہ ۱۳۰۵ ہجری

میری آمد ورفت کا سوازنہ اس واقعہ کے پیش آنے کی وجہ قایم نہ رہا اور یہاں
کوئی ایسا شناسا شخص نہیں جو مجھکو آئندہ سفر مدینہ منورہ وحج ومنا وغیرہ کے کثیر
مصارف کی امداد کرسکے حیدرآباد سے ذریعۂ ٹیلگراف رقم منگوانے کا طریقہ یہاں
جاری نہیں یہ افکارات البتہ ذرا دل میں خطور کرنے لگے مگر سبحان اللہ کارساز ما
بساز کار ما۔ فکر ما در کار ما آزار ما ایسے ذرایع پیدا ہوئے کہ نہ کسی کو خبر نہ اطلاع ہزارہا
روپیہ کا بلا سود بلا کسی دستاویز کے قرض حسنہ دینے والے بزرگ موجود ہوگئے اور
تمام سفر نہایت فلاح ورفاح وآرام وراحت وفراغت کے سات بسر ہوئی ۔
الحمد للہ رب العالمین ۔

قبر شریف کی جاروب وحفاظت وچراغ وفاتحہ کیلئے یک حافظ وخادم نوکر
رکھکر اوسکی نگرانی مشفقی محمد الیسین مہاجر کے تفویض کیگئی اللھم اغفر لہا و
ارحمہا واسکنہا فی جنات النعیم دائما ٭ گو اس صحیفہ میں مقامات واوقات
اجابت دعا درج ہیں مگر مزید توضیح اون سب کو علیحدہ یک نقشہ اور یک تختہ میں
جمع کردیا گیا ہے تاکہ طالبین کو وقت ضرورت دقت نہ پڑے ۔

نقشہ مقامات اجابت و اوقات دعا

نمبر	مقام دعا	وقت دعا
۱	۲	۳
۱	خلف مقام ابراہیم -	سحر
۲	تحت المیزاب -	سحر
۳	نزد رکن یمانی -	نماز فجر
۴	نزد حجر الاسود -	نصف النہار
۵	نزد ملتزم -	نصف اللیل
۶	بر سر چاہ زمزم -	غروب آفتاب
۷	اندرون خانہ کعبہ -	وقت زوال
۸	میان دو ستون اول خانہ کعبہ -	وقت زوال
۹	وقت آمدن از باب السلام -	بعد از عصر
۱۰	بالائے صفا -	بعد عصر
۱۱	بالائے مروہ -	〃
۱۲	خانہ خدیجۃ الکبریٰ جس کو قبۃ الوحی کہتے ہیں -	〃
۱۳	مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم -	روز دوشنبہ وقت زوال
۱۴	در دار الخزران -	بین العشائین

نمبر	مقام دعاء	وقت دعاء
۱	۲	۳
۱۵	در منا۔	چودھویں شب
۱۶	درمسجد کبش مذبح اسمٰعیل علیہ السلام۔	قبل طلوع شمس
۱۷	در مزدلفہ۔	″
۱۸	درعرفات۔	وقت زوال
۱۹	درتحت السدرۃ۔	″
۲۰	درموقف۔	وقت غروب
۲۱	جانب چپ جبل الرحمہ۔	″
۲۲	درمسجد السحر مقابل مسجد بیعت۔	روز چہارشنبہ
۲۳	درمتکاء۔	پنجشنبہ
۲۴	درغار جبل ثور۔	ظہر
۲۵	درمسجد بیعت قریب منا جانب چپ روندھ۔	ظہر
۲۶	درغار مرسلات جہاں سورۂ والمرسلات نازل ہوئے وہ غار پہلوئے مسجد خیف ہے	ظہر
۲۷	درمغارۂ فاتح۔	ظہر
۲۸	اوس زمین پرجسکو صخرۂ عائشہ صدیقہ کہتی ہیں رضی اللہ عنہا	ظہر
۲۹	در رباط موقف۔	ظہر
۳۰	بالائے جبل ابو قبیل۔	ظہر

نمبر	مقام دعا،	وقت دعا،
۱	۲	۳
۳۱	نزدیک قبر شریف بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	اواخر روز جمعہ
۳۲	نزدیک قبر شریف شیخ فضل بن عیاض۔	"
۳۳	نزدیک قبر امام عبدالکریم ابن موازن القشیری	"
۳۴	نزدیک قبر ابو الحسن الشیوبی۔	"
۳۵	نزدیک قبر عبداللہ الحسن بن ابی حمید۔	"
۳۶	صاحب المقام ای مقام ابراھیم علیہ السلام	"
۳۷	در حطیم درمیان رکن حجر اسود و مقام ابراہیم علیہ السلام	وقت سحر
۳۸	بر جبل النور جہاں شق صدر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا ہے۔	وقت زوال

انتباہ جاننا چاہیے کہ ترجمہ رسالۃ الحج مولانا حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ میں چالیس جائے مقام اجابت کی مقرر ہے مگر اوس کے ساتھ جو تفصیل کہ لکھی ہوئی ہے شمار میں صرف ۳۷ آتے ہیں اسواسطے میں اوس کے تکملہ کے مقامات بدریافت مواقع اجابت درج نہ کیا ہوں قبور بزرگواران سوا اس صحیفہ میں درج ہیں سب مجھے اتفاق زیارت نہیں ہوا کیونکہ محمد سراج جو ہمارے معلم و مطوف ہیں وہ ان مقامات سے اپنی لاعلمی ظاہر فرماتے اور پھر مجھے موقع نہ ملا جو کسی دوسرے اہل مکہ سے دریافت کروں۔

نقشہ مقامات اجابت دعا در مکہ معظمہ زادہا اللہ تعظیما

شمار	مقام	کیفیت
١	پہلی نظر جب کعبہ پر پڑے -	طالب کو چاہئے کہ ان مقامات کو خیال رکھے دعائیں اور دعا کرے تضرع و زاری و ندامت سے کہ پسند بارگاہ احدیت ہے -
٢	نزدیک حجر اسود -	
٣	نزدیک ملتزم -	
٤	نزدیک میزاب کعبہ -	
٥	نزدیک رکن یمانی -	
٦	درمیان رکن حجر اسود و مقام ابراہیم	
٧	اندرون خانہ کعبہ -	
٨	عقب مقام ابراہیم علیہ السلام	
٩	اندرون حطیم -	
١٠	برسر چاہ زمزم -	
١١	در صفا -	
١٢	در مروہ -	
١٣	در منا نزدیک جمرات ثلث	
١٤	در مزدلفہ -	
١٥	در عرفات -	

حضرتہ کی رحلت کے بعد عمرہ رمضان شریف کیلئے ہر روز سحر کے بعد
سواری قاطر مسجد شریف عمرہ کو جاتا اور دو گھڑی دن چڑھے تک طواف وسعی
صفا مروہ وحلق سے فارغ ہوجاتا بڑے فخر کی بات تو یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ
نے مجھ گناہ گار کو مکہ معظمہ کے رمضان شریف نصیب فرمائے الحمد للہ میں
اس پاک ومقدس ومتبرک مہینے کی کیفیت اور اوس کی حالت وصورت یک
شمہ بھی بیان نہیں کرسکتا ظہر کے وقت سے شام کی نماز تک جوق جوق صائمان
پاک صورت اور گروہ گروہ محرمان نیک سیرت کا اپنے احرامی ہیئت سے گرد
گرد کعبۂ مکرمہ گشت لگانا یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہزاران ہزار ملائکہ رحمت اطراف
عرش معلی طواف کر رہے ہیں اور تمام شہر کوچہ وبرزن میں شام سے صبح تک عمدہ
عمدہ نعائم واطعمہ وفواکہات سے پر تکلف دکانیں سجے ہوئے قنادیل مرصع نگار
استنبولی زنجیروں میں کھنچی ہوئی اور اوس پر ایک نورانی صورت وپاکیزہ لحن
کا یہ آواز لگانا کہ الصائم لک الجنۃ یہ دکھائی دیتا ہے کہ حوران بہشتی وغلمان
جنتی اپنے اون پیارے مقبول چہروں اور بہشتی حلوں سے محلی الگ الگ
بہشتی کیاریوں میں بیٹھے ہوئے بندگان خاص وصائمان سعادت اختصاص
کو اپنی اپنی طرف کھینچ رہے ہیں سبحان اللہ افطار کا وقت اور اوسکا انتظار
حرم شریف کا تمام صحن نہایت پر تکلف افطاریوں سے معمور اور ہر ایک صائم
اپنی جماعت کے ساتھ منتظر ومشغول بہ تکبیر وتہلیل کسیکا گردن وسر اوٹھا اوٹھا
کر نظارہ کعبۂ کریمہ کرنا کسیکا بوفور استغراق وجذب سر جھکا جھکا کر مصروف
مراقبہ دیدار پر انوار وتجلیات الٰہی رہنا یک عجیب لطف دکھاتا ہے زمزم کی

زوار قی زمزمیوں کے وفور محبت سے ہریک صایم کے روبرو دھرے رہنا قلعہ سے توپ سر ہوتے ہی ہریک صایم کا کعبہ کرمیہ کے مقابل کھڑے ہوا کراب مبارک زمزم سے افطار کرنا اور پھر بیٹھ جانا عجیب مزہ دیتا ہے گویا دریائے ذخار رحمت متلاطم ہوا اور پھر ساکن نماز تراویح حرم شریف کی روشنی عشا کی کثرت جماعت میں اس کی شان وعظمت ورونق وبرکت کا بیان نہیں کرسکتا عشا پڑھتے ہی ہریک حافظ صحن حرم شریف میں علیحدہ علیحدہ اپنے مصلوں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اون کے روبرو قنادیل پہ ضیا قد آدم جابجا روشن وقایم اون کے پیچھے طبقہ طبقہ مصلیوں کی جماعت اونکا قیام اونکا رکوع اور اس حالت اور اس ہیئت سے تمام میدان صحن وحرم شریف میں صدہا بیش نماز علیحدہ علیحدہ اور ہزارہا مقتدی مصروف نماز جدھر دیکھو جماعتوں کی کثرت یک گروہ ہے کہ قیام کی حالت میں ہے یک جماعت ہے کہ سجدہ میں ہے یک فریق ہے کہ رکوع میں ہے بس بعینہ نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے جسکو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں عرش معلے پر ہزارہا ملائکہ مقربین کو جوق جوق مختلف طور پر مصروف عبادت ملاحظہ فرمایا تھا یہاں کی ہر رات پر دن کا گمان ہوتا ہے رات بھر دوکانات بازارات کھلے ہوئے۔ یک بزرگ حسن عرب نامی امام مصلائے شافعی حافظ قرآن بڑے مفتخر ومحترم شخص ہیں اونکا تراویح پڑھنا پڑھانا ہی نادر ہے یعنے ہر چار رکعت تراویح جب ختم فرماتے ہیں تو اپنی جماعت کے ساتھ طواف بیت اللہ دوگانہ مقام ابراہیم ادا کرتے ہیں اور پھر دوسرے چار رکعت

شروع کرتے ہیں اس برکت سے سحر کے وقت تک تراویح ختم ہو جاتی ہے ہر وقفہ کے درمیانی زمانہ طولانی کو دعا میں صرف فرماتے ہیں جسکے ہر یک جملہ پر یک فقرہ سے اجابت کا اثر محسوس اور لذت روحانی حاصل ہوتی ہے قرأت قرآن شریف کچھ ایسا خوش لہجہ پڑھاتے ہیں کہ دل اوس کے سننے سے ہرگز سیر نہیں ہوتا گو تراویح سحر کے وقت ختم ہوتی ہے مگر سامعین کو یہی کہتے ہوئے سنا کہ آج بہت جلد سحر کا وقت آگیا بالب الزیادہ میں دو لڑکے جنکی عمریں آٹھ آٹھ سالہ تخمیناً ہونگے پورے حافظ قرآن ہیں تراویح پڑھاتے ہیں اون کے چھوٹے چھوٹے قدوں سے اونچی پیش امامی اون کی پیاری پیاری صورتیں عربی عمامہ سر پر عبائے عالمانہ در بر دلاویز لحن و لہجہ و مد و ادغام وقف پر لقبا سد دیکھو یہ ٹھہرنا انسان کو جامہ سے باہر کر دیتا ہے آنسو بے ساختہ آنکھوں سے جاری ہو جاتے ہیں یہ دونوں نونہال چمن اقدس حضرت حسن عرب اور اون کے بھائی کے فرزند ہیں سبحان اللہ حضرت موصوف خود ایسے مقدس اونکی اولاد بھی ایسی متبرک طال اللہ عمرہما خدا کا ہزار ہزار شکر کہ مجھ گنہگار کو ایسے متبرک بزرگواروں کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ عید کی نماز بہت جلد ہوتی ہے صبح کی نماز کے بعد ہی لوگ جمع ہو جاتے ہیں یک ذرا دیر ہو جائے تو پھر شہر میں آمد آمد جاق بیرونی یعنے اعرابی و بدوں کی اونٹنیوں اور خچروں کی کثرت سے راستہ ملنا دشوار ہو جاتا ہے طرح طرح کے رنگین لباس قسم قسم کی عطریات میں بسائے ہوئے ہر اک ملک کے مختلف الوضع آدمیوں کے اجتماع سے حرم شریف یک لالہ و نافرمانی گل بوٹوں سے کھلا ہوا بہشتی

چمن بنجاتا ہے ہر شخص مصروف تسبیح و تہلیل و تکبیر مکبرین خوش الحان
دھیمی دھیمی سریلی آواز سے کلمۂ تمجید کو آہستہ آہستہ پڑھتے رہتے ہیں جب سواری
خطیب صاحب کی آمد آمد کے آثار اور ان کے قدوم مبارک کا غلغلہ معلوم
ہوتا ہے تو باشتیاق نظارہ جمال مبارک سب کے سب اپنی آنکھیں باب السلام
کی راہ میں بچھائے ہوئے ٹکٹکی جمائے منتظر قدوم ہوجاتے ہیں اس انتظار میں
دور سے علم و ماہی مراتب کا پیدا ہونا اور پر نظر پڑتے ہی تمام حرم شریف
سے آواز کلمۂ تمجید بلند ہونا حضرت صلی اللہ علیہ کے عہد مبارک کی مجموعی
برکات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان و شوکت کا سماں
آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور ایک عجیب حالت دل پر طاری ہوجاتی
ہے کہ مشکل سے آدمی اپنے کو تھام سکتا ہے نظامی فوج خوجہ ہائے حرم
شریف کا جلوہ مبارک میں پیش پیش چلنا اور چتر کرامت اثر کے سایہ میں حضرت
کا قدم قدم تشریف لانا مصلائے شریف پر پہونچتے ہی مکبر کی تکبیر اور ہزارہا
مصلیوں کا فوراً دوگانہ کیلئے یکدم استادہ ہوجانا دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے
خدا ہر ایک مسلمان کو اس نعمت و رحمت سعادت سے مشرف فرمائے آمین
خطیب صاحب منبر شریف پر جو مقام ابراہیم کے متصل سنگ رخام
کا بنا ہوا اور سرادقات مطلا و زر بفت سے سجا ہوا ہے بعد انفراغ دوگانہ
رونق افروز ہوتے ہیں خطبۂ مبارک نہایت فصیح و بلیغ ارشاد فرماتے ہیں
خلعت ہائے فاخرہ جو حضرت امیر المؤمنین خادم حرمین شریفین سلطان
روم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ کی جانب سے مقرر ہے زیب دوش مبارک

فرماتے ہیں - اور اوسی احتشام و تزک سے سواری واپس ہوتی ہے
اوس روز کثرت جماعت سے نوبت یہاں تک پہونچتی ہے کہ خلق اللہ جہاں
راستہ و سڑک پر جگہ پاتے ہیں وہیں مصلا بچھا بچھا کر نماز میں شریک ہو جاتے
ہیں اس عید کی جیسی خوشی عرب لوگ مناتے ہیں شاید کسی ملک اور کسی اقلیم
میں نہوتی ہو عید کے قبل تین روز کا سامان یکدم مہیا کرلیا جاتا ہے تین روز
تک تمام شہر کے بازارات و دکانات مسدود بیع و شرا موقوف ہر یک
خوشی میں مصروف بدوان صحرا نشین کوہ مسکن اور اون کے بچے باجے مرفہ و
دف بجاتے نعتیہ اشعار قصاید جوق جوق آواز ملا ملا کر گاتے اوچھلتے کودتے
نظر آتے ہیں - یہاں ملاقاتوں کا طریقہ نہایت مستحسن یہ مرعی ہے کہ ہر ہر محلہ
ہر ہر قبیلہ کے ملاقات کیلئے یک یک روز معین ہے روز معینہ میں اوس محلہ
کے تمام سکنا اپنے اپنے گھروں میں التزاما حاضر و موجود رہتے ہیں دوسرے
محلوں کے لوگ التزاما وہاں جاتے ہیں دوسرے روز دوسرے محلے کے
اور یہی ترکیب اقوام جبل و صحرا میں بھی قایم ہے عود بخور گلاب نقل پیش کیا
جاتا ہے یک دو نقل گشتی زرنگار سے اوٹھا لئے - اور رخصت رمضان شریف
کے ختم کے ساتھ ہی دل نے مدینۂ طیبہ کی لو لگائی سر میں سودا مسجد نبوی کا
جوش زن ہوا قافلہ کا انتظام مقوم کی آمد شریف صاحب کا اہتمام شوال
کا مہینا پورا کر دیا بڑے قلق و اضطرار کے بعد کہیں یہ خبر لگی کہ قافلہ غرہ ذیقعدہ
کو یہاں سے چلیگا - اگر میں یہاں چند فضایل مدینہ شریف کے سفر اور زیارت
روضۂ مطہرہ و مسجد نبوی میں جو متواتر حدیث اور روایتوں سے ثابت ہیں

تحریر کروں تو بے موقع نہ ہوگا ۔ مخفی نہ رہے کہ ان تمام فضایل کو میں نے بالکلیہ جذب القلوب الی دیار المحبوب مصنفۂ حضرت مولانا مولوی عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ترجمہ کردئے ہیں ۔

فضایل و محامد مدینہ منورہ زاد اللہ شرفاً

معلوم ہو کہ سارے امت کا اجماع اور تمامی علماء کا اتفاق اس پر ہے کہ افضل ترین جائے اور بزرگ ترین بلاد مکہ معظمہ و مدینۂ منورہ زادہما اللہ شرفاً ہے لیکن ان دونوں شہروں میں سے کس شہر کو کس شہر پر فضیلت و بزرگی ہے اور کس کو ایک دوسرے پر ترجیح ہے اسمیں اختلاف ہے ۔ اجماع تمام علماء کا اوس عضو زمین کے افضل ہونے پر ہے کہ جو وجود با جود حضرت سرور دو سرور کائنات و جسم لطیف خلاصۂ موجودات علیہ التحیہ والتسلیم سے ملا ہوا ہے تمامی اجزاء ارضی کے نسبت حتیٰ کہ کعبۂ کرمیہ اور بعض علماء لکھتے ہیں کہ سارے اسمانوں سے یہاں تک کہ عرش معلی سے بھی افضل ہے آسمان اور زمین بہرہ و مشرف بہ تشریف اقدام مبارک ہیں حضرت مولانا جذب القلوب میں فرماتے ہیں بلکہ تمامہ اجزائے زمین کو تمام آسمانوں پر بہ برکت اس کے کہ بقعۂ قبر شریف حضرت موجودات علیہ التحیات اجزائے زمین سے ہے ترجیح دیں تو بجا ہے زمین کی فضلیت کو آسمان کے نسبت اور آسمان کی فضیلت کو زمین کے نسبت میں علماء کو اختلاف ہے حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول اسطرف

راجح ہے کہ جمہور علماء نے آسمانوں کو زمین پر فضیلت دی ہے اور بعضوں نے زمین کو آسمانوں پر اسواسطے کہ سایر انبیاء علیہ الصلوات کا مولد و مدفن و مستقر زمین ہے علمائے جمہور کہتے ہیں کہ اگر زمین مستقر و مولد و مدفن اجسام انبیاء ہے تو آسمان ارواح مقدسہ کا محل و مسکن ہے اور جب حیات انبیاء علیہم السلام قبروں میں متحقق ہے تو پھر جواب اس علمائے جمہور کے بیان کا ظاہر ہے کیا کہ زمین مقر اجسام مبارک ہے ویسا ہی محل ارواح مقدس بھی یہی زمین ہے مذہب حضرت امیر المؤمنین عمرؓ اور عبداللہ بن عمر سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور مذہب حضرت امام مالکؒ اور اکثر علمائے مدینہ منورہ کا فضیلت مدینۂ منورہ او پر مکۂ معظمہ کے ہے اور بعض علماء دیگر اسی مذہب پر ہیں کہ مدینہ افضل ہے مکہ سے مگر خاص کعبۃ اللہ کو اس سے مستثنیٰ کرتے ہیں۔ ماحصل ان مقالات کا یہ ہے کہ قبر شریف حضرت سید کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ہے علی الاطلاق والعموم کیا بلدۂ مکہ پر اور کیا خانہ کعبہ پر اور مکۂ معظمہ افضل ہے بلدۂ طیبہ مدینۂ منورہ پر باستثنیٰ بقعہ قبر شریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور باقی مدینہ افضل ہے باقی مکہ پر اسمیں بھی اختلاف ہے اور دلایل و حجت اسپر قایم ہیں۔ خلاصہ اوس کا یہ ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینۂ منورہ کو تمام شہروں سے بہت دوست جانتے اور آپ خود بدولت وہیں تشریف رکھے اور جن جن فتوحات کی آپ کو آرزو تھی وہ سب وہیں حاصل ہوئیں اور جتنے کمالات سے آپ مشرّ

وموعود تھے بتوقع بہم ہوئے۔ اسلام کے قوت دین کا رواج ساری
نیکیاں اہل ذاخیر کی یہیں سے نکلیں اور سعادت عظمیٰ ونعمت کبری سے
شہر ممتاز ومفخر ہے کہ تمام زمین اور تمام آسمان میں کسی جائے اور کسی
بقعہ کو یہہ عزت نصیب نہیں یعنی وجود شریف وقبر منیف حضرت
باعث موجودات علیہ السلام والتحیات وہیں ہے کوئی نعمت نعائم دنیا
ودین کے اس نعمت کے ساتھ برابری نہیں کرسکتی اور کوئی عمل صالح بعد
از فرائض وواجبات زیارت شریف کے برابر نہیں ہوسکتا اور حدیث شریف
صحیحہ سے ثابت ہے کہ پیدائش ہر آدمی کی اون کے مدفن کے مٹی سے
ہوئی ہے تو ضرور ہوا کہ پیدائش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کے ہی
خاک سے ہوئی اور اسیطرح اکثر آل واصحاب وتابعین رضوان اللہ علیہم
اجمعین یہاں مدفون ہیں اور یہہ کافی ہے فضیلت مدینہ کی ثبوت میں غرض
اس بحث میں بڑے دلایل وحجج اکثر کتب میں درج ہیں اور خلاصہ اُس کا
جذب القلوب میں بھی درج ہے میں اون تمام دلایل کو اور اون کی
تفصیل کو یہاں پوری پوری طور پر بخوف طوالت نہیں لکھ سکتا بجز اوسکی کہ
حضرت کے اور حضرت کے شہر کی فضیلت پر رجوع کروں الغرض ہمکو
یہہ چاہئیے کہ ہم خدائے تعالیٰ کے حکم کے تابع اور حبیب خدا کی محبت میں
سرخوش ومدہوش رہیں۔ مکہ معظمہ حضرت کے وجود باوجود ونشو ونما اور
نبوت حاصل ہونے کی جگہ ہے اور مدینہ منورہ حضرت کے تشریف رکھنے
اور دین جاری کرنے کا مقام ہے وہاں عظمت وجلال حضرت کا نظارہ کریں

یہاں دین کے برکت و دریائے رحمت و نعائم ظاہر و باطن و لذت و الوان
مکرمت و جمال حضرت کا ملاحظہ کر کے ہر ایک خلق کی نعمت کا مشاہدہ اور اسکا
مسکن اور ہر جگہ نور محمدی کا سورج ہے اور اس کا شکر کہ لا الہ الا اللہ محمد
الرسول اللہ صلعم ز مشرق تا بمغرب یک رہ است ۔ محمد نام از بہر
ظہور است ۔ حضرت پروردگار عالم نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ
کو مکہ سے ہجرت کا حکم دیا اور مدینہ میں رونق افروز فرمایا جتنے باطن و ظاہر
کے کمالات مخفی و معین تھے وہ سب ایسے متبرک شہر میں ظاہر کئے اور ایسے
متبرک جائے کو سارے فتوحات کا مبدا اور سارے برکات و سعادت
کے خزانوں کی کونجیاں عطا فرمائیں اور اس کی خاک پاک کو حضرت کے
گوہر عنصر کا صدف بنایا کہ قیامت تک یہ جائے حضرت کے وجود باجود
کی ہمسائگی سے مشرف ہو کر تمام عالم و عالمیاں اور ملک و ملکوت کو
فیضیاب و مستفید سعادات و کرامات رکھے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب روح پاک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے
عالم ناسوت سے پردہ کی تو موضع کے تعین دفن میں اصحاب کرام کا
اختلاف ہوا حضرت علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ سوائے
اوس موضع و محل کے جس میں حضرت کے قبض روح ہوئی ہے کوئی جگہ
دوسرے خدائے تعالیٰ کے نزدیک معزز و مفخر نہ ہوگے حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے مطابق اس کلام کے ایک حدیث حضرت سے
نقل کئے اور اسپر تمامی صحابہ کے اجماع و اتفاق رائے سے موضع فیض

اوج میں آپ مدفون ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بلدۂ طیبہ کو
بہت دوست رکھتے تھے جب کبھی کسی سفر سے حضرت مراجعت فرماتے
اور مدینہ منورہ کے قریب پہونچتے تو اپنے مرکب متبرک کو کمال خوشی اور ذوق
فیوض میں تیز کردیتے اور چادر کرامت اثر ورداۓ مبارک کو اپنے دوش
مبارک سے گرادیتے اور فرماتے ھذہ ارواح طیبہ اور چہرۂ مبارک
کو گرد وغبار راہ سے صاف پاک نہ فرماتے اور دیگر اصحاب کرام کو منہ
گرد وغبار سے چھپاتے ہوئے دیکھتے تو منع فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ خاک
مدینہ شفا ہے۔ حضرت علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ نے حضرت رسالت
پناہی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ شیاطین اپنی پرستش اور پوجا سے
اس شہر میں نا امید ہوگئے ہیں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے روایت
کی ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا کہ حق تعالیٰ اس
جزیرہ کو اور ایک روایت میں اسی قریہ کو شرک کے نجاست سے پاک
کیا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُمت کو ترغیب وتحریص فرمائی
ہے مدینہ کی اقامت پر اور وہاں کے شدت ومحنت پر صبر اور وہاں کے
موت اختیار کرنے پر مَنْ صَبَرَ عَلٰی اَذَاھَا وَشِدَّتِھَا کُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا
وشفیعا یَوْمَ الْقِیَامَةِ یعنے جو شخص صبر کرے وہاں کی ایذا پر اور شدت
پر تو ہونگا میں اوسکا گواہ اور اوسکا بخشانیوالا دن قیامت کے اور فرمایا ہے
کہ مَنْ مَاتَ بِالْمَدِیْنَةِ کُنْتُ لَہٗ شفیعا یوم القیامہ یعنے جو شخص
کہ فوت ہو مدینہ میں تو ہونگا میں بخشانیوالا اوس کا دن قیامت کے حدیث

شریف میں وارد ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
اول جو لوگ میری شفاعت سے مشرف ہونگے وہ اہل مدینہ منورہ ہیں
اور پھر اہل مکہ اور پھر اہل طائف۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا
کی ہے اپنے رحلت کیلئے مدینہ منورہ میں اور اسیطرح دعائیں کی ہیں اصحاب
واتباع رضی اللہ عنہم مدینہ میں اپنی موت کیلئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے
کہ حضرت فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر ایسی کوئی جگہ نہیں ہے کہ جو دوست
رکھوں میں اپنی قبر وہاں سوائے مدینہ کے اور دعا اکثر عمر رضی اللہ عنہ کی
یہی تھی اللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ
یعنے اے میرے خدا نصیب کر مجھکو شہادت اپنے راہ میں اور دے مجھکو موت
اپنے رسول اللہ کے شہر میں امام مالک رضی اللہ عنہ نے سوائے ایک
فرض حج کے پھر حج نہیں کیا اور مدینہ منورہ سے باہر نہیں آئے اس خوف
سے کہ مبادا مدینۂ منورہ کے سوائے کہیں اور جگہ موت نہ آجائے مدت العمر
مدینہ ہی میں رہے اور مدینہ ہی میں دفن ہوئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے
کہ اَلْمَدِیْنَۃُ تَنْفِیْ خُبْثَ الرِّجَالِ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْحَدِیْدِ یعنے
مدینہ دور کرتا ہے چرک وپلیدی آدمیوں کی جیسا کہ دور کرتی ہے بھٹی لوہے
کی لوہے کے میل کو اور صحیح بخاری میں آیا ہے کہ اِنَّھَا طَیِّبَۃٌ تَنْفِی
الذُّنُوْبَ کَمَا تَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْفِضَّۃِ یعنے مدینہ پاک کرتا ہے
گناہوں کی نجاست سے آدمیوں کو جیسا کہ بھٹی دور کرتی ہے چاندی کے
میل کو اس حدیث سے مراد دور کرنا اہل شر وفساد کا ہے مدینۂ منورہ سے

علما رکرام کے قول سے یہہ خاصیت مدینۂ منورہ میں قدیم سے پائی جاتی ہے
روایت ہے کہ ایک دن ایک اعرابی آیا اور حضرت کے ہاتھ پر با قرار اقامت
مدینۂ منورہ بیعت کی اور دوسرے روز عارضۂ تپ میں علیل اور حضرت سے
فسخ بیعت اور اپنے اصلی وطن کے رخصت کا طالب ہوا اسی قضیہ میں
حضرت نے یہہ حدیث فرمائے نقل کرتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز مدینۂ منورہ
سے نکلتے وقت اپنے اصحاب سے فرماتے ہیں کہ نخشیٰ ان نکون ممن نفتہ
المدینۃ یعنے ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں اون لوگوں سے نہوں جنکو مدینۂ منورہ
دور کرتا ہے اور تمام وکمال یہہ خاصیت عظیم اوس وقت ظاہر ہوگی کہ آخر
زمانہ میں دجال ظہور کرے اور مدینۂ منورہ میں بار نپا سکے اور جتنے بد لوگ
اس میں ہوں گے وہ سب مدینہ سے باہر دجال کے متابعت میں چلے
جائیں گے اور مدینہ منورہ غبار شرکت وکدورت سے مطلقاً مطہر ہوگا
اور جو لوگ کہ آپ گناہوں کی چرک وخباثت میں ملوث مدینۂ شریف
میں رہ جاتے ہوں بقول بعضے علماء وصالحین کے ملائکہ نقالہ اون کی
بدنوں کو زمین مقدسہ مدینۂ منورہ سے نکالکر باہر پھینک دیتے ہیں اور بعض علما
اس حدیث کے مضمون سے پاک کرنا نفوس مردم کا شہوات ولذات
نفسانیہ سے مراد لیتے ہیں یعنے مدینۂ منورہ کے اقامت اور وہاں کی
محنت وشدت کی برداشت اور ریاضت کدورت نفسانیت اور شہوات
جسمانیت کو ایسے پاک کردیتی ہے جیسا کہ کورہ آہنگران سونے اور چاندی
کے عیب کو ~~ قلب زر اندودہ نستانند. بازار حشر خالصے باید کہ

از آتش بروں آید سلیم ؂ جناب مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اسی طرف گئے
ہیں اور فرماتے ہیں کہ شک نہیں ہے کہ روایت نفی الذنوب کی مقوی اور
مؤید اس تاویل کی ہے اسواسطے کہ کدورت وگناہ کا باقی رہنا باوجود
اس کثرت رحمت اور برکت ہمسایگی مقدسہ حضرت رحمۃ للعالمین کے ہرگز
ممکن نہیں ہے الحسنات یذھبن السیات یعنی نیکیاں لیجاتے ہیں برائیوں کو
حاصل کلام سب قسم کے طہارات مذکورہ اس بلدہ طیبہ کا لازمہ ہے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا مدینہ کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرتے تھے
حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز
حضرت علیہ السلام کے رکاب میں تھا اور حضرت مدینہ کے باہر حرہ سقیا
میں جہاں سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ رہتے تھے تشریف فرما ہوئے اور
مجھ سے وضو کے لئے پانی مانگے اور وضو کے بعد قبلہ کے رخ کھڑے ہوئے
اور فرمایا کہ اے میرے اللہ بندہ تیرا ابراہیم اور دوست تیرا تجھ سے مکہ
والوں کی خیر و برکت مانگی اور میں بھی بندہ تیرا اور رسول تیرا تجھسے مدینہ
والوں کی خیر و برکت کی دعا مانگتا ہوں خدا وندا برکت عطا کر جیسے کہ برکت
دی تو نے مکہ والوں کو برابر مہر یکث برکت کے مدینہ والوں کو دو دو برکتیں
اور اس باب میں کثرت سے حدیثیں اور روایتیں وارد ہیں اور ان دعاؤں
کے آثار برکت ظاہری و باطنی اس بلدہ مطہرہ میں اب صاف صاف
ثابت و موجود ہیں اور آنکھوں سے دکھائی دیتے ہیں۔

خوشا نصیب اوس شخص کے کہ وہاں جائے اور اپنے آنکھوں سے

ان نعمات وبرکات کا مشاہدہ کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت
فرمائے اوپر تعظیم و تکریم اہل مدینہ کے اور فرمایا حضرت نے اَلْمَدِیْنَۃُ
مُهَاجَرِیْ یعنے میری ہجرت کی جگہ مدینہ ہے وَفِیْهَا مَضْجَعِیْ اور
اوس میں میری خوابگاہ ہے یعنے میری قبر شریف ہے وَفِیْهَا مَبْعَثِیْ
اور اوس میں میرا اوٹھنا ہے یعنے قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ رحمت
کے ساتھ کہ ہر روز و شب قبر شریف کے گرد حاضر رہتے ہیں مبعوث ہونگے
حَقِیْقٌ عَلٰی اُمَّتِیْ حِفْظُ جِیْرَانِیْ یعنے لازم ہے میری اُمت پر حفاظت
حرمت و تعظیم میرے ہمسایوں کی مَا اجْتَنَبُوا الْکَبَائِرَ یعنے جب تک
کہ ان سے گناہ کبیرہ نہ ہو مَنْ حَفِظَهُمْ کُنْتُ شَهِیْدًا وَشَفِیْعًا
یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ لَمْ یَحْفَظْهُمْ سُقِیَ مِنْ طِیْنَۃِ الْخَبَالِ یعنے جو
شخص میرے ہمسایوں کی حرمت کو نگاہ رکھے میں اوسکا گواہ اور بخشانیوالا
ہونگا قیامت میں اور جو شخص میرے ہمسایوں کی حرمت کو نگاہ نہ رکھے
پلایا جائے گا اوس کو طینت خبال - طینت خبال ایک حوض ہے دوزخ
میں کہ تمام آدمیوں کا پیپ اور لہو اوس میں جمع ہوتا ہے اور حدیث
مسلم میں ہے کہ لَا یُرِیْدُ اَحَدٌ اَهْلَ الْمَدِیْنَۃِ بِسُوْءٍ اِلَّا اَذَابَهُ اللّٰهُ
فِی النَّارِ کَمَا ذَوَبَ الرَّصَاصُ اَوْ ذَوَبَ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ
یعنے جو شخص کہ کرے ارادہ اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا تو گھلا دیتا ہے
اللہ تعالی اوسکو آگ میں جیسے گھلتا ہے رصاص آگ میں اور جیسے
پگلتا ہے نمک پانی میں الغرض اس بات میں بطریق متعددہ روایات

واحادیث متکاثرہ وارد ہیں میں یہاں انہیں پر اکتفا کیا اور اب فضائل زیارت وحیات حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم میں جو اصل مقصد وعین مطلب تمامی مومنین ومسلمین کا ہے بیان کرتا ہوں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یعنے جو شخص میرے قبر شریف کی زیارت کریگا واجب ہوئی شفاعت میری۔ دوسری حدیث میں آیا ہے زُرْ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جو شخص زیارت کیا میرے قبر کی حلال ہوئی اوس کے واسطے شفاعت میری۔ تیسری حدیث مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا لَا تَعْمَلُہٗ حَاجَۃٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنے جو شخص آوے مجھے زیارت کرنے اور اوس کے حاجت اور عمل کوئی اور نہ ہو سوائے میری زیارت کے تو ہو گیا مجھ پہ حق اس امر کا کہ ہوں میں واسطے اوس کے شفاعت کرنیوالا قیامت کے دن چوتھی حدیث مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ یعنے جو شخص کہ حج کیا اور پھر میری زیارت کی بعد میرے انتقال کے تو گویا اوس نے میری زیارت کی میرے حیات میں۔ پانچویں حدیث مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ جو شخص کہ حج بیت اللہ کیا اور نہیں کیا زیارت میری پس وہ جفا کیا مجھ پر چھٹی حدیث مَنْ زَارَنِیْ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَشَہِیْدًا یعنے جو شخص زیارت کرے میری مدینہ میں ہوں میں اوسکا شفاعت کرنیوالا اور اوس کا گواہ۔ ساتویں حدیث مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ مَاتَ فِي اَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنے جو شخص کہ زیارت کی میری عمدًا یعنے خاص زیارت کے قصد سے تو رہیگا وہ میرے ہمسایہ میں قیامت کے دن اور جو شخص مرے حرمین سے کسی ایک حرم میں یعنے حرم مکہ میں یا حرم مدینہ میں تو اوٹھائے اللہ اوس کو آمنین میں قیامت کے دن یعنے وہ شخص عذاب سے مامون رہے گا آٹھویں حدیث مَنْ حَجَّ حَجَّةَ الْاِسْلَامِ وَزَارَ قَبْرِيْ وَغَزٰى غَزْوَةً وَصَلّٰى فِيْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْمَا افْتَرَضَ عَلَيْهِ یعنے جو شخص حج کیا حج اسلام اور زیارت کی میری اور لڑا کوئی لڑائی کفار کے ساتھ اور نماز پڑھی بیت المقدس میں تو نہیں سوال کرے گا اللہ عزوجل اوس شئے میں جو شئے اوس پر فرض کیا ہے نویں حدیث مَنْ حَجَّ اِلٰى مَكَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِيْ فِيْ مَسْجِدِيْ كُتِبَتْ لَهٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ جو شخص کہ ارادہ کیا مکہ تک اور پھر قصد کیا میری مسجد تک تو لکھے جاتے ہیں واسطے اوس کے دو حج مبرور حج مبرور اوس حج کو کہتے ہیں کہ جو پاک ہو محرمات و منہیات اور ریا سے اور جو مقبول درگاہ الٰہی ہوا ہو۔ دسویں حدیث مَنْ زَارَنِيْ مَيِّتًا فَكَاَنَّمَا زَارَنِيْ حَيًّا وَمَنْ زَارَنِيْ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِيْ لَهٗ سَعَةٌ ثُمَّ لَمْ يَزُرْنِيْ فَلَيْسَ لَهٗ عُذْرٌ یعنے جو شخص کہ زیارت کی میرے بعد وفات کے پس گویا کہ تحقیق زیارت کی اوس نے میرے حیات میں اور جو شخص کہ زیارت کی میرے قبر کی تو واجب ہوگئی اوس کے واسطے شفاعت میری دن قیامت کے

اور جو شخص کہ میری اُمت میں سے اوسکو استطاعت ہو یعنے وہ میری زیارت کر سکتا ہے اور پھر نہ کرے وہ میری زیارت تو اوس کے واسطے نہیں ہے کوئی عذر یعنے زیارت نہ کرنا حضرت کا جفا کرنا ہے حضرت پہ تو باوجود امکان بھی زیارت نہ کرے تو گویا جفا کیا حضرت پر اور پھر کوئی عذر اسکا پذیرا نہیں حدیث گیارھویں حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ لَمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ یعنے جو شخص میرے قبر کی زیارت کی بعد موت میرے پس گویا کہ تحقیق کی اوس نے زیارت میری میرے حیات میں اور جو شخص زیارت نہ کی میرے قبر کی پس کی اوس نے جفا مجھ پر بارھوین حدیث حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے مَنْ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الدَّرَجَۃَ وَالْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ زَارَ قَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ جِوَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنے جو شخص حضرت کے واسطے درجہ اور وسیلہ اللہ تعالیٰ سے مانگے تو ملیگی اوس کو حضرت کی شفاعت روز قیامت اور جو شخص کہ زیارت کی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس وہ رہے گا حضرت کے ہمسایہ میں وسیلہ اور درجہ مانگنے کی یہ عبارت ہے اور ایسا کہے اَللّٰھُمَّ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ۔

اب یہاں سے کچھ تھوڑے حدیثیں اور روایتیں اوسکی ثبوت میں تحریر کرتا ہوں جو تمامی انبیاء علیہم السلام اور خصوص ہمارے حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں حی القائم ہیں جیسا کہ اس دنیا میں تھے ویسا ہی زندہ او رحیات ہیں اور اُمت کا حال سنتے اور دیکھتے ہیں اور اُمت کے سلاموں کا جواب مرحمت فرماتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ یعنے انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اپنے قبروں میں نماز پڑھتے ہیں حضرت علیہ السلام فرماتے ہیں مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی رَدَدْتُ عَلَیْهِ السَّلَامُ یعنے نہیں ہے کوئی ایسا کہ سلام بھیجے گا مجھ پر مگر یہ کہ اللہ تعالی میرے طرف پھیر لاتا ہے میری روح کو مجھ میں یہاں تک کہ رد کروں گا میں اوپر اوس کے سلام یعنے جواب سلام دونگا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالی و تقدس نے ایسے فرشتے پیدا کئے ہیں کہ زمین پر پھرا کرتے ہیں اور سلام میری اُمت کا مجھے پہونچاتے ہیں یہ ارشاد اون اُمتی سلام بھیجنے کے حق میں ہے کہ جو غایب میں ہیں اور وہ لوگ جو اوس آستانۂ اقدس پر حاضر ہوکر سلام کہتے ہیں تو حضرت خود اون کا سلام سنتے ہیں اور آپ خود بنفس نفیس اوسکی جواب سلام کے متکفل ہوتے ہیں چنانچہ خود فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ قَبْرِیْ رَدَدْتُ عَلَیْهِ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ مَکَانٍ اٰخَرَ بَلِّغُوْنِیْهِ یعنے جو شخص میری قبر شریف کے پاس درود بھیجے تو میں اوس کی جواب کا خود متکفل ہوتا ہوں اور جو مجھ پر اور جگہ درود بھیجے تو مجھے

فرشتے پہنچائیں گے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا مِنْ عَبْدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ اِلَّا
وَكَّلَ اللّٰهُ بِهَا مَلَكًا يُبَلِّغُنِيْ وَكُفِيَ اَمْرَ اٰخِرَتِهٖ وَدُنْيَاهُ وَكُنْتُ
لَهٗ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنے کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ سلام بھیجے مجھ پر
میری قبر پر مگر یہہ کہ اللہ تعالی موکل کرتا ہے ساتھہ اوس کے ایک فرشتہ
کو پہونچاتا ہے اوسکا سلام میرے پاس اور وہ کفایت کرتا ہے اوسکی
دین دنیا کی اجر کو اور ہونگا میں اون کے واسطے گواہ اور شفاعت کرنیوالا
دن قیامت کے حضرت مولانا عبدالحق محدث دھلوی فرماتے ہیں کہ
یہہ ممکن ہے کہ اللہ تعالی کی سنت اس امر پر جاری ہو کہ حضرت رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں ایک فرشتہ مؤکل ہو کہ بندوں کی تسلیما
حضور اقدس رسالت پناہی میں پہونچاتا ہو جیسا بادشاہوں کے دربار
میں ہوا کرتا ہے اور باوجود اس کے بعض خاص بندوں کو خود نفس نفیس
بھی جواب سلام و کلام سے مشرف فرماتے ہوں اور اکثر ایسا ہوا ہے
اللہ اللہ خوشا نصیب اون خاص بندوں کے جو اس نعمت رحمت سے مختص
و مشرف ہوں چنانچہ سلیمان بن سحیم سے نقل کرتے ہیں کہ اونھوں نے
کہا ہے کہ میں نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب
میں دیکھا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ لوگ جو آپ
کے زیارت کو خاص حاضر ہوتے ہیں اور آپ پر سلام بھیجتے ہیں آپ
اون کا سلام سنتے ہیں فرمایا نَعَمْ وَاَرُدُّ عَلَيْهِمْ یعنے ہاں سنتا ہوں

اور جواب دیتا ہوں اور ابن نجار ابراہیم سے روایت ہے کہ کہا اونھوں نے کہ ایک سال میں نے حج کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو مدینہ طیبہ پر حاضر ہوا جب میں قبر شریف کے پاس پہونچا اور سلام کیا تو اندر سے آواز آئی وعلیک السلام مثل اوس کی اور صدہا اخبار و آثار در روایت خطاب ہیں جو اولیائے کرام و صلحائے امت عظام سے منقول ہیں اور باتفاق علمائے کبار حضرت کے حیات میں بعد وفات کے کچھ شبہ نہیں بقول مخبر صادق علیہ السلام عِلْمِی بَعْدَ وَفَاتِی کَعِلْمِی فِی حَیَاتِی یعنی میرا علم میرے وفات کے بعد ایسا ہی ہے جیسا میرے حیات میں تھا حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ساری دنوں سے جمعہ کا دن افضل ہے اوس دن تم لوگ مجھ پر بہت سا درود بھیجا کرو کیوں کہ اوس دن تمھارا درود مجھ پر عرض کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے درود آپ پر کیونکر عرض کئے جائیں گے حالانکہ آپ کی ہڈیاں بوسیدہ ہوگئی ہونگی فرمایا حق تعالی نے زمین پر نبیوں کا بدن کھانا حرام کر دیا ہے فرمایا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری وفات ہونا بہتر ہے تمھارے واسطے اس واسطے کہ تمھارے اعمال میرے سامنے عرض کئے جائیں گے اگر بہتر ہوں گے تو میں اوس پر خدا کا شکر بجا لاؤں گا اور اگر بد اعمال دیکھوں گا تو تمھاری مغفرت اللہ تعالی سے طلب کرونگا۔

واقعہ سلطان سعید نور الدین شہید رضی اللہ تعالی کا دلیل ہے اوپر اثبات حیات حضرت سرور کائنات علیہ التحیات کے وہ سلطان وہ شخص ہے

کہ بقول حضرت امام یافعی رضی اللہ عنہ کے بعض علمائے باحق نے سلطان نورالدین کو چالیس اولیاء میں شمار کیا ہے اور ادن کا نایب تین سو اولیاء میں اور ابن اثیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے تاریخ ملوک میں بعد خلفائے راشدین و عمر بن عبد اللہ کے کوئی بادشاہ نورالدین کے برابر نیک سیرت نہیں پایا تفصیل اوس قصہ کی جو دراصل ایک معجزہ ہے منجملہ معجزات حضرت سرور کائنات علیہ التحیہ والصلوات کے اور جو ۵۵۵ھ میں نافذ ہوا ہے یعنے سلطان نورالدین شہید محمود بن زنگی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات میں تین خواب بار بار دیکھے کہ حضرت دو آدمیوں کے طرف اشارہ فرما کر یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھکو ان دونوں کے شر سے بچا سلطان نے فراست سے جانا کہ شاید کسی امیر غریب سے حضرت کو ایذا پہونچتی ہوگی جو مدینہ شریف میں واقع ہوا ہو بس ہم کو وہاں جلد پہونچنا چاہئیے اوسی وقت بڑے اضطراب و قلق سے بیس خواص مجلس اور ایک ہزار آدمی اور بہت سا مال و متاع ساتھ لیکر تیز رو سانڈنیوں پر سوار ہو کر روانہ مدینہ طیبہ ہوا سولہ دن کے مدت میں شام سے مدینہ منورہ میں پہونچکر اون دونوں ملعونوں کے تلاش میں جن کو خواب میں دیکھ چکا تھا مصروف ہوا اور حیلہ اون کے گرفتاری کا یہ تجویز کیا کہ تمام اہل شہر و اطراف قرب و جوار پر اعلان دیا کہ سب لوگ بلا فرو گذاشت احدے انعام و اکرام لینے کے لئے جو ہیں ہر ایک کو دونگا حاضر رہیں اس پر سارا شہر حاضر ہوا اور ہر ایک کو مال و متاع فراوان بخشا مگر اون میں ان

دونوں کو نہ پایا دریافت کیا کہ اور کوئی باقی ہیں جو حاضر نہیں ہوئے
لوگوں نے عرض کیا کہ کوئی ایسا باقی نہیں جو حاضر بارگاہ ہوکر انعام
نپایا ہو بجز اون دو مغربیوں کے جو نہایت صالح متقی سخی جواد عفیف
شب و روز عبادت و ریاضت کے سوائے اور کسی سے اختلاط نہیں
رکھتے اور حجرہ سے باہر نہیں نکلتے سلطان نے حکم دیا کہ اون کو حاضر
کریں بمجرد نگاہ سلطان نے تطابق اپنے خواب کی اون ملعونوں سے
کرلیا اور پوچھا کہ تم دونوں یہاں کس جگہ رہتے ہو کہا اس رباط میں جو حجرہ
شریفہ کے متصل ہے سلطان اون دونوں کو وہیں محروس چھوڑ کر اون کے
حجرہ میں گھس گیا دیکھا کہ دو قرآن طاق پر دھرے ہیں اور کچھ کتابیں وعظ
و نصیحت کی اور کچھ اسباب و مال یک طرف ڈھیر ہے کہ فقرا و مساکین
مدینۂ شریفہ پر وقف و صرف کیا کرتے تھے اور ایک بوریہ کو اوٹھایا کہ ایک
بڑی بھاری سرنگ حجرۂ شریف کے طرف کھودی ہے اور ایک طرف
کو ایک کنواں کھودا ہے کہ سرنگ کی مٹی نکال کے اوس میں بھرتے
ہیں اور بڑی تعذیب کے بعد یہ حقیقت کھل گئی وہ دونوں ملعون نصرانی
تھے اور نصاری نے اون کو حجاج مغاربہ کے بھیس میں بہت سا مال
ساتھ دیکر مدینہ میں پہونچایا تھا کہ کسی حیلے سے حجرۂ شریف کے اندر داخل ہوکر
معاذ اللہ جسد مطہر کے ساتھ گستاخی کریں جس رات کو کہ سرنگ قبر شریف
کے متصل پہونچنے کو تھی اوس روز ایسا پانی برسا اور ابر اور بجلی اور زلزلہ
عظیم آیا کہ جسکی حد نہیں اور اوسی کی صبح سلطان سعید وہاں پہونچگیا اور

یہ سن کر ایک عظیم حالت سلطان پر طاری ہوئی اور بہت رویا اور اون دونوں حجرۂ شریفہ کی شباک کے نیچے اون کی گردن ماری اور آخر روز میں جلا دیا اور حجرۂ شریفہ کے گرداگرد خندق پانی نکل آنے تک کھودی وہاں سے سیسہ گلا کر پایہ کو بھرتا آیا کہ پھر کوئی وہاں تک نہ پھونچ سکے

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ تاریخ بغداد میں ابن النجار لکھتے ہیں کہ بعض اُمرائے عبیدیہ نے جو مصر کے حاکم اور حرمین شریفین زادہم اللہ شرفاً اون کے تحت حکومت تھا اور تاریخ جاننے والوں پر ان اشقیاء کی یہ حالات ظاہر ہیں بعضے زندیقوں اور مرتدوں کی صلاح سے یہ ٹھیرا کہ اگر سرور کائنات علیہ التحیہ والصلوٰت اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اجساد مطہر مدینہ سے نکالکر مصر میں نقل کرلائیں تو مصر کے اور اہل مصر کے عزت و توقیر کا باعث ہو اور تمام جہان کی خلقت بارادۂ زیارت قبور شریفہ مصر ہی کو آیا کریں اس خیال خام میں ایک مکان عظیم الشان اور خطیرۂ عظیمہ تیار کیا اور ایک اپنے معتمد کو جس کا نام ابوالفتوح تھا نباشی قبور مطہرہ کیلئے مدینۂ منورہ روانہ کی ابوالفتوح کے فیوز سے پہلے اکابر مدینۂ منورہ اس حال سے خبردار ہو گئے تھے پہلی ہی محفل میں ابوالفتوح کو دیکھا تو ایک قاری نے یہ آیۂ کریمہ وَاِنْ نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَھُمْ مِّنْ بَعْدِ عَھْدِھِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْکُفْرِ اِنَّھُمْ لَآ اَیْمَانَ لَھُمْ لَعَلَّھُمْ یَنْتَھُوْنَ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَھُمْ وَھَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ تک بڑے شان و عظمت سے

بڑھی اور آدمیوں میں ایک ہل چل اور اون کی دلوں کو ایک نوع تحریک سے نزدیک تھا کہ اوسی جلسہ میں ابو الفتوح کا کام تمام کر دیں لیکن سبھہ بلاد شریفہ اونھیں اشقیا کے زیر حکومت تھے اسکی قتل میں تعجیل نا مناسب جانتے اور خود ابو الفتوح کو ایک ہیبت سی ہو گئی کہنے لگا کہ واللہ اگر مجھکو تم لوگ مار ڈالو تو میں راضی ہوں اس سے کہ حضرت کے مضجع شریفہ و مرقد منیفہ میں ہاتھ لگا دیں اسی رات کو ایک ایسا بھونچال آیا اور ایک ایسی ہوا تند چلی کہ زمین کو زلزلہ تھا اونٹ مع پالان اور گھوڑے مع اپنے زینوں کے زمین پر ایسے ڈھلکتے جاتے تھے جیسے گیند اس سے اور بھی ابو الفتوح کو ہیبت ہوئی وہ جو جو کچھ آرزو اپنے بادشاہ کی طرف سے اپنے دلمیں رکھتا تھا وہ سب دل سے بھلا دیا اور آخرتیے کو صدق ہمت سے نکال لے گیا۔

تیسرا قصہ خست ملاحدہ کا شیخ محب طبری ریاض نظرہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک قوم رافضیاں حلب سے امیر مدینہ کے نزدیک آئے اور مال و مدایہ اوس کے پیش کئے کہ حجرۂ شریف میں دروازہ کی راہ حضرات شیخین یعنے حضرت ابو بکر الصدیق و حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہما کے اجساد مطہرہ کو یہاں سے نکالڈالیں امیر مدینہ جو بدمذہب اور حریص و طماع تھا اس درخواست کو قبول کیا اور بواب حرم شریف کو سبھہ حکم دیا کہ سبھہ لوگ جس وقت آئیں دروازہ کھولدینا اور سبھہ لوگ جو کچھ وہاں کرنا چاہیں منع نہ کرنا بواب کہتا ہے

کہ جب عشاء کی نماز کے بعد حرم شریف کا دروازہ بند کیا سب لوگ چالیس آدمی پھاوڑی اور کدال اور شمعیں ہاتھوں میں لئے ہوئے باب السلام پر آکر دروازہ کھٹکایا میں نے حسب الحکم دروازہ کھولدیا اور کونہ میں یکطرفہ ٹھکر رونے لگا اور کہنے لگا الٰہی کیا قیامت قائم ہونا چاہتی ہے اتنے میں دیکھتا کیا ہوں کہ وہ شیاطین ابھی منبر شریف کے برابر پہونچ نہ سکے تھے کہ سب کے سب مع سامان آلات اوس ستون کے پاس جو زیادت عثمان کے قریب ہے زمین میں دھس گئے اور ادھر امیر مدینہ اون کا منتظر تھا جب بہت دیر ہوئی بلایا اور اون گروہ کا حال دریافت کیا میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ کہدیا امیر نے اس بات کو باور نہیں کیا اور کہا تو دیوانہ ہے میں نے کہا کہ خود تو ہی چل کر دیکھ لے کہ نشان خسف کا اتبک موجود ہے ۔

فضائل مسجد نبوی صلوات اللہ علیہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ نے صَلٰوۃٌ فِی مَسْجِدِیْ ہٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَاِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ یعنے ایک نماز میری اس مسجد میں بہتر ہے ہزار نماز سے دوسرے مسجدوں میں سوائے مسجد الحرام کے کیونکہ تحقیق میں آخر الانبیاء ہوں اور مسجد میری آخر المساجد ہے دوسری حدیث اَلصَّلٰوۃُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَالصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ بِاَلْفِ صَلٰوۃٍ وَالصَّلٰوۃُ فِیْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ بِخَمْسِ مِائَۃِ صَلٰوۃٍ یعنے ایک نماز بیچ مسجد الحرام کے

برابر ہے لاکھ نماز کے اور ایک نماز میری مسجد میں برابر ہے ایک ہزار
نماز کے اور ایک نماز بیچ بیت المقدس کے برابر ہے پانسو نماز کے
اس موقع پر ایک امر محتمل ہوتا ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت
اور ہر زمانہ ہائے خلفائے راشدین و اُمرائے کرام میں بعد حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ترمیما و تعمیرا جو وسیع ہوتی گئی ہے وہ بھی اس
حد میں شامل اور وہ سب زوایدات ملک مسجد نبوی ہے یا ایس اوسیقدر
حصہ جو حضرت نے بنوایا تھا قول مختار اور امر فیصل موافق احادیث و
اعمال سلف و اقوال جمہور علمائے کرام یہی ہے کہ وہ سب ملک مسجد نبوی ہے
کیوں کہ خود حضرت نے فرمایا ہے کہ لو مد ھذا المسجد الی صفا
لکان مسجدی یعنے اگر دراز کئے جائے یہ میری مسجد صفا تک تو
تو میری ہی مسجد ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لو مد مسجد
رسول اللہ الی ذوالحلیفہ لکان منہ یعنے اگر بڑا دئے جائے
مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذوالحلیفہ تک تو وہ وہی مسجد ہوگی
اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا نماز پڑھانا اور کھڑے
ہونا حجرات زیادت میں دلیل قاطع ہے اس امر پر بیہقی حضرت جابر
بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے الصلواۃ فی مسجدی ھذا افضل من الف
صلواۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام والجمعۃ فی مسجدی ھذا افضل
من الف جمعۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام وشھر رمضان فی مسجدی

فَهٰذَا اَفْضَلُ مِنْ شَہْرِ رَمَضَانَ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ یعنے ایک
نماز میری اس مسجد میں افضل ہے دوسرے مسجد کے ہزار نماز سے سوائے
مسجد حرام کے اور ایک جمعہ میرے اس مسجد میں افضل ہے دوسری مسجد
کے ہزار جمعہ سے سوائے مسجد حرام کے اور ایک رمضان اس میری مسجد
میں افضل ہے دوسری مسجد کے ہزار رمضان سے سوائے مسجد
حرام کے۔ احمد طبرانی بہ روایت ثقات حضرت انس بن مالک
رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کئے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَ
لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ یعنے جو
شخص کہ پڑھے میری مسجد میں چالیس نماز اسیطرح کہ کوئی نماز فوت ہنیں ہو تو
لکھے اللہ تعالی واسطے اون کے نجات دوزخ سے نجات عذاب سے
نجات نفاق سے چنانچہ اب قافلہ کا قیام مدینۂ طیبہ میں اسی حدیث
کی پابندی پر آٹھ ہی روز چالیس نماز کے ادائی تک مقرر ہے۔ معلوم ہے
کہ نمازوں کی زیادتی جو اوپر مذکور ہے اوس سے ثواب زیادہ حاصل ہونا
مراد ہے یہ ہنیں ہے کہ بس نماز یک مسجد نبوی میں یا مسجد حرام میں پڑھ
لی اور گمان کئے کہ ہزار نماز یا لاکھ نماز میرے ذمہ سے ساقط ہو گئیں
اور پھر نماز پڑھنا چھوڑ دئے یہ ہرگز ہنیں نماز جو پنج وقتہ بندہ پر فرض
ہے وہ روزانہ فرض ہے اور بغیر اوقات معینہ پر ادا کر لینے کے ساقط
ہو ہنیں سکتیں۔ ایک عالم نے کہا ہے کہ میں نے مسجد حرام کی نماز کا

حساب لگایا تھا پچیس برس چھے مہینہ میں روز کے برابر ہوتی ہے

فضائل روضۃ الجنۃ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ یعنے درمیان میرے گھر اور میرے منبر کے ایک روضہ ہے ریاض جنت سے دوسری حدیث ما بین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ یعنے درمیان میری قبر اور میرے منبر کے باغچہ ہے باغیچہ سے جنت کے اِنَّ منبری علی ترعۃ من ترع الجنۃ یعنے تحقیق میرا منبر اوپر ایک باغچہ کے ہے باغچوں سے جنت کے اور ایک روایت میں آیا ہے ومنبری علی حوضی اور میرا منبر اوپر میرے حوض کے ہے منبر شریف کے قریب جھوٹی قسم کھانا سخت منع ہے حدیث میں آیا ہے کہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین یعنے اوپر اوس کے لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور کل آدمیوں کی اور جب کہ سچ مچ حقیقت میں بہشت کی ہے تو موافق اس آیت کلام مجید کے لا یسمعون فیہا لغوا ولا کذابا اور احادیث میں آیا ہے کہ ما بین حجرتی ومصلای روضۃ من ریاض الجنۃ یعنے درمیان میرے حجرے اور میرے مصلا کے ایک باغچہ ہے جنت کے کل باغچوں سے

بیان زیارت قبر مطہر اور حضرت سے اعانت و استمداد اور حضرت کو وسیلہ ٹھیرانے میں - زیارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باجماع کل علمائے دین متین قولا وفعلا تمامی سنتوں سے افضلتر اور تمامی مستحبوں سے مؤکدتر اور بعض علمائے مالکیہ کے پاس سنت واجبہ ہے

قاضی ابو الطیب کہتے ہیں کہ بعد حج وعمرہ کے مستحب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرے اور حسن بن زیاد امام اعظم ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ احسن بات حاجی کے واسطے یہ ہے کہ پہلے مکہ میں آوے اور مناسک حج بجا لاوے اور پھر مدینہ میں آوے اور زیارت سے مشرف ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حضرت امام حنیفہ کے نزدیک ساری مندوبات سے افضل ہے اور سارے مستحبات سے مؤکد قریب بدرجہ واجبات اور خاص نص قطعی کلام اللہ سے یہ آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ یعنے اگر وہ لوگ جو ظلم کرتے ہیں اپنے نفسوں پہ آویں تیرے پاس دلالت کرتے ہیں اس امر پہ کہ گنہگار لوگ آستانہ اقدس پر حاضر ہوکر طلب مغفرت کریں یہ ایک رتبہ عظیمہ ہے کہ کبھی منقطع ہونے والا نہیں اس لئے کہ حضرت کی حیات وممات برابر ہے اور مغفرت چاہنا آپکا امت کے واسطے بعد وفات ثابت ہے اور سارے علماء نے اس آیہ کریمہ کو حضرت کی بارگاہ کی حضوری اور زیارت کے وقت آداب زیارت میں پڑھ کر اوس جناب رسالت مآب سے مغفرت مانگنے کو حکم دیا ہے چنانچہ مذاہب اربعہ والوں نے اوس اعرابی زائر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکایت نقل کرکے اس آیہ کریمہ کا آداب زیارت میں پڑھنا لکھا ہے کہ حکایت اوس اعرابی کی یہ ہے کہ محمد بن حضرت ہلالی کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں حاضر ہوکر زیارت قبر شریف سے

مشرف ہوا ایک روز مواجہ شریفہ میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی حضرت کے زیارت کیلئے آیا اور عرض کیا کہ یا خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم حق سبحانہ تعالی نے ایک سچی کتاب آپ پر بھیجی اور اوس میں فرمایا وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ اِلٰی آیۃ اور اگر یہہ لوگ جس وقت ظلم کرتے ہیں اپنے نفسوں پر آویں تیرے پاس پس بخشش مانگی اللہ سے تو میں آپ پاس حاضر ہوا ہوں اپنے گناہوں سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور آپ کے جانب سے شفاعت کا خواہاں ہوں پھر وہ اعرابی نے رو کر یہہ اشعار پڑھے شعر یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه فطاب من طيبهن القاع والاكم ؛ نفسی الفداء لقبر انت ساكنه فيه العفاف وفيه الكرم یعنی اے بہترین اوس شخص کے جو دفن ہوے ہیں زمین ہموار میں ہڈیاں اوس کے پس معطر ہوئی اون ہڈیوں کے خوشبو سے زمین ہموار میری جان فدا ہو اس قبر پر کہ تم اوس میں ساکن ہو اوس قبر میں پارسائی ہے اوس قبر میں جود ہے اوس قبر میں کرم ہے اور پھر وہ اعرابی چلا گیا بعد اوس کے میں خواب دیکھا کہ حضرت مجھ کو ارشاد فرماتے ہیں کہ تو اوس اعرابی کے پاس جا اور بشارت دے کہ حق تعالی نے میری شفاعت سے تیری مغفرت کی اور گناہوں کو بخشدیا۔ حافظ ابو عبداللہ مصباح الظلام میں حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بعد تین روز کے حضرت کے دفن سے ایک اعرابی آیا اور اپنے کو قبر شریف پر گرا دیا اور لوٹنے لگا اور کہنے لگا

کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ آپ نے خدا سے سنے ہم نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے خدا سے سیکھ کر یاد کیا ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا اوس میں یہ آیت ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا یعنے اگر وہ لوگ جب ظلم کرتے ہیں جانوں پر اپنے آویں تیرے پاس پس بخشش مانگے اللہ سے اور بخشش مانگے واسطے اوس کے رسول البتہ پاویں گے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپکے جناب میں آیا ہوں آپ میرے لئے مغفرت چاہئے قبر مبارک سے آواز آئی قد غفرلک یعنے تحقیق تیرے گناہ بخشے گئے غرض زیارت حضرت کے قبر شریف کی اور حضرت سے استغفار و استمداد چاہنا بحکم خدائے تعالی ثابت و جائز اور زیارت حضرت کی مرد و عورت سب کو عموماً مستحب ہے۔

جب زیارت قبر شریف کی مستحب اور واجب ثابت ہوئی تو حضرت کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا بھی مستحب و مشروع ہونا لازم ہے اور نذر ماننا حضرت کی زیارت کے ساتھ اور اوس کا وفا کرنا واجب ہے اور مسافرت اختیار کرنا سلف کا حضرت کے زیارت کے واسطے بکثرت ثابت ہے چنانچہ قبر شریف پر تشریف لانا حضرت بلال موذن رضی اللہ عنہ کا شام سے مدینہ شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں کثرت شہرت کی وجہ محتاج تفصیل و تصریح نہیں ہے نقل کرتے

ہیں کہ جب حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ملک
شام فتح اور بیت المقدس والوں کے ساتھ مصالحہ کیا اور حضرت کعب
احبار رضی اللہ عنہ نے دولت اسلام سے مشرف ہوئے تو حضرت خلیفہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کعب احبار تم چاہتے ہو کہ
ہمارے مدینۂ شریف چلیں اور حضرت سرور الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت سے افتخار حاصل کریں عرض کیا کہ نعم یا امیر المؤمنین انا
افعل ذالک یعنے ہاں اے امیر المؤمنین میں کرونگا ایسا ہی پھر جب حضرت
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ مدینہ شریف میں پہونچے تو سب کاموں سے
پہلے بارگاہ عرش پایگاہ آستانہ کرسی نشانہ مزار پرانوار حضرت شہنشاہ
کون ومکان سلطان انس وجان رحمت عالم وعالمیان حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر آداب بجا لائے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہ جب کسی سفر سے آتے پہلے قبر مطہر پر حاضر ہوتے اور
کہتے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر
السلام علیک یا ابتاہ اور حضرت کو شفیع لانا اور حضرت کو وسیلہ
ٹھیرانا کسی کام حاجت میں اور طلب مدد کرنا اوس جناب سے فعل
انبیاء ومرسلین وسلف وخلف صالحین ہے کیا آپ کے ظہور سے
پہلے کیا آپ کے پیدائش کے بعد دنیا میں بھی اور عالم برزخ میں بھی
اور عرصۂ قیامت میں بھی کہ بڑے بڑے انبیاء مرسل کو وہاں دم مارنے کی
طاقت نہوگی اور ہمارے حضرت شفیع امم سرور عالم سردار بنی آدم

وسالار آدم صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ شفاعت کا کھولے ہوئے سارے امم وعباد اولین وآخرین کو بحور رحمت ونعمت میں مستغرق فرماتے ہیں استمداد کے باب میں مواطن اربعہ میں بکثرت حدثین اور اخبار و آثار وار د ہیں پہلے حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح ہے کہ جب آدم صفی اللہ علیہ السلام اپنی توبہ قبول ہونیکے واسطے یہہ کہا یا رب اسئلک بحق محمد ان تغفر لی درگاہ مجیب الدعوات سے سوال ہوا کہ تونے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں کر جانا حالانکہ میں نے اونکے جوہر وجود کو صدف جسمانیت میں نہیں لایا آدم نے عرض کی کہ جس روز تونے مجھے پیدا کیا اور روح مجھ میں پہونچی میں نے قوائم عرش پر یہہ لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اوسیدن سے میں نے جان لیا کہ یہہ تیرا بندہ محبوب ترین خلق اللہ سے ہے حکم ہوا کہ اے آدم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو ہم تجھکو کب پیدا کرتے اور قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفاء میں لاتے ہیں کہ ایک دن مسجد نبوی میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ اور ابو جعفر خلیفہ کے درمیان مناظرہ واقع ہوا اثناے گفتگو میں ابو جعفر خلیفہ نے آواز اپنی بلند کی حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین حضرت پیغمبر خدا کی حضور میں کیوں آواز بلند کرتا ہے حالانکہ حق تعالی اپنی کتاب میں آوازوں کے بلند کرنیکو منع فرمایا ہے لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے مت بلند کرو تم اپنے آوازوں کو اوپر آواز

صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جان لے تو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و تعظیم بعد وفات کے ویسے ہی ہے جیسی کہ آپ کے حیات میں تھی خلیفہ کو یہ بات سنتے ہی رقت پیدا ہوئی اور خضوع و خشوع اوس پر طاری ہوا اور کہنے لگا کہ یا ابا عبد اللہ دعا کے وقت میں اپنا منہ قبلہ کے طرف رکھوں یا حضرت رسول اللہ کے طرف حضرت نے فرمایا کہ کیوں کر پیغمبر خدا سے منہ پھیرے گا حالانکہ یہ پیغمبر خدا تیرا بھی یہی وسیلہ ہے اور تیرے باپ آدم صفی اللہ کا بھی اللہ کے درگاہ میں بس تو اون کی طرف منہ کر کے شفاعت طلب کرتا کہ وہ تیرا شفیع ہوے

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری بدر گاہش بیا و ہر چہ میخواہی تمنا کن

غرض حضرت سے کیا حیات میں اور کیا حالت ممات میں استمداد و استغفار باقوال و افعال و روایات متواترہ ثابت ہیں اس مختصر کو اس طول و نظایر کا متحمل و مناسب نہیں دیکھا کیونکہ مجھے صرف حضرت کے آداب زیارت کا بیان مقصود ہے اور یہی مطلوب طالب ہے حضرت عبد الحق علیہ الرحمہ جذب القلوب میں فرماتے ہیں کہ پہلے خالص نیت کرنا چاہیے اور حضرت کے زیارت کی نیت سے باب مسجد نبوی میں حاضر ہونے کی نیت مستحب ہے اور اس راہ بزرگ کو بڑے جوش و خروش و کمال شوق و ذوق کے ساتھ دریائے محبت محبوب الٰہی میں ڈوبا ہوا عبادت الٰہی میں مشغول بادۂ وصل کے شوق میں مخمور کثرت خیرات و حسن اخلاق سے معمور رلس فرحان و شادان سطے کرے انوار محمدی و اسرار احمدی صلی اللہ

وسلم کے انعکاس کے قابل ہو جائے اور اس راہ میں ادائی فرائض وقضائے حوائج ضروریہ کے سوائے اکثر احوال شوق حضور الامع اور حضرت سید الانام میں کثرت کے ساتھ صلواۃ و درود شریف سمجھتا رہے کہ پس بہت سیدھی راہ اور بڑا قوی وسیلہ یہی ہے اور انشاء اللہ تعالے زیارت جمال پاک بھی میسر ہو اور جب مدینۂ طیبہ زادا اللہ شرفا و تعظیما کے قریب پہونچے اور شہر کی علامات مشاہدہ ہوں تو خضوع و خشوع و تضرع و حضور بڑا دے اور بتصور حصول مقصد کمال سرور پیدا کرے حدیث میں آیا ہے کہ جب زیارت کرنے والا مدنیہ کے قریب پہونچتا ہے تو فرشتے رحمت کے ہدیہ ساتھ لیکر اوس کے پیشوائی کو آتے ہیں اور بہت بہت قسم کے بشارتیں اوس کے شامل کرتے ہیں اور طبقہائے انوار اوس پر نثار کرتے ہیں ۔

آداب زیارت

جب پہونچے جبل مفرح اور جانے لگے اس پہاڑ پر اگر چڑھنے کو زیارت یا واجب خیال کرتے ہیں تو نہ چڑھے اور اگر جانے کہ یہ عوارض نہیں ہے اور موجب از دیاد شوق و عشق بنظارۂ آثار و جمال جاں فزائے مدنیۂ طیبہ ہے تو منع نہیں ہے یہ جو چڑھنا اس جبل کا بدعت غیر حسنہ کہا گیا ہے تو حضرت عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ قول شنیع اور تحقیق سے گرا ہوا اور انصاف سے دور ہے کیوں کہ یہ جو کا پیاسا مشتاق لقائے حبیب و مشاہدہ جمال حبیب کے شوق میں دور و دراز منزلوں کو طے کرتا ہوا قریب

منزل مقصود کو پہونچے اور اوس کی نظارہ سے صبر کرے بیت

ولیکن عاشق صابر بود مگر سنگ است ۔ ز عشق تا بہ صبوری ہزار فرسنگ است

کیوں کہ اعتبار نہیں عمر کا شاید پیش از وصول ساحت حرم شریف موت

پہونچ جاوے اور وہ محروم رہے شعر

بایں کہ کعبہ نمایاں شود ز پا منشیں ۔ کہ نیم گام جدا ہزار فرسنگ است

جب مسجد ذو الحلیفہ کو پہونچے کہ جو آبیار علی کہتے نزدیک ہے دو رکعت

نماز پڑھے بشرطیکہ جان و مال کا امن ہو سمجھ علی جس سے کہ یہ آبیار منسوب

ہے وہ علی کوئی اور ہے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نہیں ہے اور ایسا

ہی فاطمہ وادی جو بیچ منزل مکہ معظمہ سے ہے کوئی اور فاطمہ ہیں فاطمۃ الزہرا

رضی اللہ عنہا نہیں ہیں جب مدینہ منورہ اور اوس کے مینار وغیرہ نمایاں ہو دیں

تو باعث تعظیم اوتر جاوے اونٹ سے اور صورت امکان چلے پیادہ تا مسجد

شریف تک شعر

ھذی قباب و ھذی یثرب ۔ البشر فقد حصل الہناء والمطلب

البشر فقد حصل التواصل وانقضیٰ ۔ زمن الجفاء والوقت وقت طیب

والریح قد اھدت لنا من طیبۃ ۔ عرفاً البشر المسلک بل ھو اطیب

وادخل بحجرۃ احمد فبیابہ ۔ یا دی الفقیر و یستجیر المذنب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب وفد عبد القیس کے نظر حضرت کے جمال

مبارک پر پڑی تو اونٹ بٹھانے کے قبل وہ اپنے کو زمین پر گرا دیا اور

حضرت نے اون کو اس فعل سے منع نہ فرمایا بیت ۔

واذا المطی بنا بلغن محمدا فظهورهن علی الرجال حرام

کو طاقت آنکہ بیان جاذبہ شوق رخسارہ باشیم بہ تپاب بگرد دم

جب حرم شریف میں پہنچے تو شتاب بجز عمدہ دعا پڑھے اللھم ھذا حرم رسولک فاجعله لی وقایة من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب اللھم افتح لی ابواب رحمتک وارزقنی فی زیارة نبیک ما رزقته اولیائک واھل طاعتک واغفرلی وارحمنی یا خیر مسئول عمدہ بات استغراق ظاہر و باطن ہے درود و سلام میں اور تصور جلالت و عظمت حضرت کے آستانہ پاک کا اور شکر گزاری اس امر کی کہ اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے یہہ نعمت سرفراز فرمایا۔

اس شہر مبارک میں داخل ہونیکے واسطے کامل غسل بجالائے اور مسواک کرے اور جامہ لطیف پہنے اگر سفید ہو تو بہتر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سفید لباس پسند تھا اور احرام کے ہیئت سے لباس میں پرہیز کرے کہ وہ مکہ معظمہ اور حج و عمرہ کے واسطے مخصوص ہے حضرت کے عظمت و شان کا تصور کرتے ہوئے بکمال خضوع داخل بلدہ معظمہ ہو اور جانے کہ یہہ مکان پروردگار عالم نے اپنے حبیب حضرت سید المرسلین و رحمۃ للعالمین کے واسطے اختیار کیا اور بڑے بڑے فتوحات و برکات اسی محل و مقام سے ظاہر و باہر ہوئے اور یہہ تصور رکھے کہ یہہ زمین اقدام شریف حضرت خیر الانام صلے اللہ علیہ وسلم سے شرف حاصل کئے ہوئے ہے اور اوس زمین پر رکھنے اور اوٹھانے میں نہایت احتیاط رکھے

کہ سجد زمین متبرک وہ ہے کہ یہاں ادنی سوء ادب مثل آواز بلند کرنا بھی عمل کو حبط اور احوال کو متنزل کرتا ہے دروازۂ شہر پناہ میں آتے ہی یہ دعا پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا حسبی اللہ آمنت باللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اللھم انی اسئلک بحق سائلین علیک بحق ممشای ھذا الیک فانی لم اخرج بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ اخرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک اسئلک ان تبعدنی من النار وان تغفرلی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور یہ دعا مسجد میں داخل ہوتے وقت ہر وقت مستحب ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو کہ اس دعا کو مسجد کے راہ میں پڑھے ستر ہزار فرشتے اوس پر موکل ہوتے ہیں کہ اس کی مغفرت چاہیں۔ قبل دخول مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ دے خیرات کرے مسجد شریف کو آنا اور حضرت کے زیارت کا قصد سب کاموں پر مقدم سمجھے اور کسی کام میں مشغول نہ ہو اور جب داخل ہو تو عظمت و عزت کو اس مقام کے تصور میں رکھے اور جانے کہ یہ مکان مہبط جبرئیل و وحی اور منزل رحمت و عزت ہے اور یہ مسجد خاتم الانبیاء کی ہے اور یہ مقام سید المرسلین و رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور مسجد کے قریب آتے ہوئے ذرا وقفہ کرے گویا کہ اذن طلب کرتا ہے اور مسجد شریف میں داخل ہوتے وقت پہلا سیدھا پاؤں

رکھے اور یہ دُعا پڑھے جس کا پڑھنا ہر مسجد میں داخل ہوتے وقت مستحب ہے
اعوذ باللہ العظیم و بوجہہ الکریم و بنورہ القدیم من الشیطان الرجیم
بسم اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اللھم
صل علی سیدنا محمد عبدک و رسولک وعلی آلہ واصحابہ وسلم تسلیما
کثیرا اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اللھم وفقنی
واعنی علی کل ما یرضیک ومن علی بحسن الادب السلام علیک
ایھا النبی ورحمۃ اللہ برکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ
الصالحین اور چاہئے کہ انکساری و عاجزی اور ہیبت و وقار اور تعظیم
کے ساتھ مسجد کی زینت وغیرہ سے نظر چرائے ہوئے جوارح کو فعل عبث سے
بچائے ہوئے دل کو دوسرے شغلوں سے اٹھائے ہوئے عظمت محمدی
اور سطوت احمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے اپنے دل میں جمائے ہوئے داخل
ہو اور اعتقاد رکھے اور جانے کہ حضرت سلطان انس و جان حبیب خالق کون
و مکان باعث موجودات عالم فخر بنی آدم و آدم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ اور
حیات اور موجود ہیں ہمارے احوال کو ملاحظہ اور ہمارے معروضوں کو اور
آوازوں کو سماعت فرماتے ہیں اور مسجد میں اعتکاف کے نیت سے داخل ہو
اگرچہ زمانہ اندر ٹھہرنے کا کم ہی ہو پھر روضۂ مبارک میں آئے اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ دو رکعت نماز تحیت الوضو بلا طوالت
قرأت قل یا ایھا الکافرون اور قل ہو اللہ سے ادا کرے اگر آدمیوں کی کثرت
سے وہاں پہونچ نہ سکے تو قرب و جوار میں کسی جگہ پڑھے اگر نماز فرض کی

تکبیر ہو جائے تو دوگانہ تحیت الوضو کا مقید نہ ہو اور بعد دوگانہ کے
خدا کا شکر بجالائے کہ اس نعمت عظمی سے مشرف کیا اور یقین کرے کہ یہ
وہ درگاہ ہے کہ یہاں سے کوئی طالب صادق اور کوئی فقیر سائل محروم
و نا امید نہیں پھر زیارت شریف کے طرف متوجہ ہو کر رعایت ادب کیلئے
مدد چاہے کہ اوس مقام متبرک میں بغیر اللہ تعالی کے مدد اور اعانت کے
ٹھہرنا ممکن نہیں اور سلام کے وقت سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے اور
مواجہہ شریف میں جس کے علامت کیلئے ریزہ ہائے الماس دیوار پر جڑے
ہوئے ہیں کھڑے ہو ادب کو ہاتھ سے نہ دے اور یقین رکھے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حاضر رہنے اور کھڑے رہنے کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور
معتدل آواز سے نہ بہت بلند ہو نہ بہت پست بہ کمال حیا و وقار سلام عرض
کرے السلام علیک ایها النبی الکریم ورحمة الله وبرکاته
پھر تین بار کہے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ
السلام علیک یا سید المرسلین السلام علیک یا خاتم النبین سلام میں اقتصار
بھی روا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت
کے زیارت کیلئے حاضر ہوتے تو کہتے السلام علیک یا رسول اللہ
السلام علیک یا ابابکر السلام علیک یا ابتاہ اور حضرت امام مالک
رحمة اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ یہ کہتے السلام علیک یا ایها النبی
ورحمة اللہ علیہ وبرکاته اور اختصار و اقتصار سلام میں غالبا جو لوگ
حضور اقدس میں ہمیشہ روزانہ حاضر ہوتے ہیں یا شمار و اقامت نماز کی تنگی

وقت سے یا دوسرے ضرورت شدید کے سبب سے ہوگا والا اوس عاشق زار و شیدائے بیقرار سے جو باداغ اشتیاق اور سینہ پر از شکایت فراق ایک زمانہ کے بعد جنگل و بیابان طے کر کر حبیب لبیب محبوب مرغوب کے آستانہ عرش نشانہ پر پہونچا ہو کب ممکن ہے کہ وہ اس مقدار قلیل پر اکتفا کرے اور اوسکا دل ٹھیرے۔

قبلہ خوانم یا پیمبر یا خدا یا کعبہ ات　　استلائے شوق بسیار است من دیوانہ ام

اور اکثر علماء نے تطویل و تکثیر کو اختیار کیا ہے اسواسطے کہ حضرت کے حضور میں کھڑا ہونا اور اوس جناب کے ساتھ مخاطب ہونا ایک بڑا امر عظیم الشان اور بڑی سعادت ہے اگر کسی زایر کو کسی نے حضور فیض گنجور حضرت میں سلام پہونچانے کی وصیت کی ہے تو اس عنوان سے عرض کرے السلام علیک یا رسول اللہ من فلان ابن فلان یا اس طریقہ پر فلان بن فلان یسلم علیک یا رسول اللہ بعد اس کے داہنے بازو پر ایک درعہ شرعی کے فاصلہ سے ہٹکر کھڑا ہو اور کہے السلام علیک یا ابا بکر ن الصدیق یا صفی رسول و ثانیہ فی الغار جزاک اللہ عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلم خیرا۔ السلام علیک یا عمر الفاروق الذی اعز اللہ بہ الاسلام جزاک اللہ من امۃ محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلم خیرا ثابت ہے کہ جو شخص قبر مبارک کے پاس یہ آیہ کریمہ پڑھے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما بعد اوس کے ستر بار کہے صلی اللہ علیہ وسلم علیک یا محمد تو فرشتہ آسمان سے ندا دیتا ہے کہ صلی اللہ

علیک یا فلان کوئی تیری حاجت نہیں ہے کہ آج بر نہ لائی گئی ہو اور بعض علماء نے اس خیال سے کہ حضرت کے نام سے حضرت کو پکارنے میں نہی وارد ہے کہا ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم علیک یا محمد کی جگہ یا رسول اللہ کہنا اچھا ہے بعد اوس کے اوپر کے طرف آوے اور درمیان قبر شریف اور درمیان اسطوانہ کے اسطور پر کہ سر مبارک کے طرف پشت نہ ہونے پائے قبلہ کے طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور حمد و ثنا اور دعا، ودرود وسلام میں مشغول ہو پھر روضۂ مبارک میں آوے منبر شریف کے پاس اور دعا کرے کہ دعا مستجاب ہے۔

آداب اقامت مدینہ منورہ زاد اللہ شرفًا

مدینۂ طیبہ زاد اللہ شرفًا میں جتنے مدت رہے اوس مدت کو غنیمت جانے اور رات دن مسجد شریف سے لپٹا رہے اور مسجد شریف کے حضوری کو انواع صدقات وطاعات وصلوات کے ساتھ لازم سمجھے زایر مسجد شریف کے اندر ہو تو حجرۂ مبارک سے نظر نہ اوٹھاوے اور اگر باہر ہو تو قبۂ مبارک پر کمال ہیبت وتعظیم وخضوع خشوع سے نظر رکھے کہ قبۂ مبارک پر نظر کرنا استحباباً میں کعبۂ شریفہ پر نظر کرنیکا حکم ہے اور جو نورانیت و ذوق وشوق قبہ مبارک پر نظر کرنے سے عاشقان مشتاق شہر کے باہر سے حاصل کرتے ہیں اوس کا معلوم کرنا منحصر ہے اوسی حالت اور اوسی وقت پر یہاں اوس کی شرح ممکن نہیں ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی۔ اور ہو سکے تو مسجد شریف میں راتوں کو زندہ رکھے اگرچہ ایک ہی رات کیوں نہ ہو کہ وہ رات

شب قدر سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہے اگر وہاں کی شب باشی کی اجازت
ہیں کچھ تردد اور حکام کے پاس دوڑ دھوپ کا اتفاق ہو تو اوس کو سعادت
اور شرف سمجھے اور خواشی و اغوات یعنے خواجہ سراؤں کے ساتھ
تعظیم و تکریم سے پیش آمے کہ یہ لوگ اوس جناب کے ساتھ ایک نسبت
و اضافت خاص رکھتے ہیں اور جانئے کہ اوس رات میں جو تمام عمر کے
برابر ہے پس اشغال و اشغال درود شریف میں ٹھیرا لے اور ایسی کیفیت بہم
پہونچا نے کہ نیند اوس کے پاس پھٹکنے نہ پائے مسجد شریف میں داخل ہونیکے
وقت سے نکلنے تک دل و زبان و جوارح کو ہر چیز مکروہ سے بچائے اور
تصور کرے کہ میں آج ایک بڑی جگہ حاضر ہوں کوئی شخص ایسا جسکی بات
چیت کرنا حضور دل میں فتور ڈالتا ہے تو اوس سے بطائف الحیل اپنے
کو چھڑا دے اور ایک مختصر کلام پر جو بہ قدر ضرورت کافی ہو اکتفا کرے
کھجور مسجد میں نہ کھائے اور پہلے ہی سے اپنی جائے نماز کسی خاص جگہ میں
ڈال رکھکر لوگوں پر جائے تنگ نہ کرے ہاں اگر فضیلت کا اجماع چاہتے
ہو تو سب سے پہلے آوے اور مصلی ڈالکر ایک جگہ بیٹھے اور مسجد میں
تھوک نہ ڈالے اور مسجد شریف میں جو محل نزول قران اور مہبط جبرئیل ہے
ختم قرآن میں اگرچہ ایک بار ہی ہو تصور نہ کرے اور در صورت امکان
روزہ رکھے اور بعد حضرت کی زیارت کے جنت البقیع کے زیارت جہاں
آل و اصحاب کرام و ازواج مطہرات و اتباع و تبع اتباع اور علماء و
صلحاء امت کا مدفن ہے اور سید الشہداء عم النبی المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور زیارت مسجد قبا وغیرہ و زیارت آثار اور تمامی آثار سید الابرار کو غنیمت سمجھے اور جتنے بار قبر مبارک حضرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آنا جانا ہو اگرچہ مسجد کے باہر سے ہو مقابل دروازہ کے کھڑا ہو جائے اور صلوات و سلام حضرت پر بھیجے اگرچہ یہ آنا جانا دن بھر میں کتنے ہی مرتبہ واقع ہو یہ ادب ہے اس کے ترک سے ایک شخص بزرگان قدیم میں سے حضرت صلی اللہ علیہ کی بارگاہ سے خواب میں سخت معتوب ہوئے ہیں اور مسجد کے اندر جتنے مرتبہ داخل ہو سلام بھیجے اور بیٹھے اگر ہر مرتبہ مواجہ شریف سے طریق زیارت بجالائے تو افضل و اکمل ہے اور خلاصہ آداب زیارت کا یہ ہے کہ رعایت تعظیم و مہابت و استغراق اور حضور و شوق محبت و طاعت و عبادت حفظ قلب و جوارح کے ساتھ غنیمت جانے کہ تمام عمر زندگی کا نتیجہ اور خلاصہ یہی ایک زمانہ ہے۔ مدینۂ طیبہ کے رہنے والوں سے محبت اور رعایت اور تعظیم سے ملے کیونکہ یہ لوگ حضرت کے ہمسایہ ہیں اور یہ شرف اون کو کافی ہے کہ کسی بدعیت و معصیت سے زایل نہیں ہوتا اور حسن خاتمہ و عفو و مغفرت سے محروم نہیں کرتا۔ علمائے کرام نے آداب زیارت میں بڑے بڑے تفصیلی تصنیفات موجود ہیں اس سے زیادہ اُن کتب سے دریافت کر سکتے ہیں میں یہاں اسی پہ مختصر کرتا ہوں الغرض قافلہ ہمارا جس میں نواب صدیق یار جنگ بہادر بھی تھے چلا تک تک ساعت اس راہ کی وفور شوق میں تک تک سال کے برابر تھی پہلی منزل فاطمہ وادی

میں ہوئی شگفتہ ہیں اور میرے چچا حضرت مرشد صاحب قبلہ کلیات قصائد جامی علیہ الرحمہ میرے ہاتھ میں اور یک یک شعر پر جذب دل و شوق و ذوق منزل تازہ نہ راہ کی تکلیف اور نہ سفر کی کسافت خبر ہی نہ تھی کہ ہم کہاں ہیں اور کیوں کر راہ طے ہو رہی ہے ہر طرح کا آرام اور اسباب راحت تمام و کمال موجود منزلوں پر بدوؤں کی دعوت وغیرہ کھاتے ہوئے دل و دماغ حضرت کے روضۂ اقدس کو تصور میں جمائے ہوئے رات کو دن اور دن کو رات بنائے ہوئے چلے جاتے تھے دس روز میں قافلہ جبل المفرح پر پہونچا وہ پہاڑ وہ ہے کہ جس پر چڑھ کر دیکھنے سے قبۂ مطہرہ نظر آتا ہے وہ انتظار اور یہہ دیدار کیا عرض کروں کہ کیا حالت اور کیا کیفیت عاشقان کوئے رسول کی ہوتی ہے پچھلی شب چاندنی چٹکی ہوئی آبار علی سے نورانی مینار او رحصار مدینۂ منورہ اور قبۂ اقدس کے آثار دکھائی دے تمام قافلہ پاپیادہ ہو گیا خوش نصیب وہ شخص ہے جس نے یہہ نعمت و دولت پائی نماز شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قبل ہمارا قافلہ پہونچ گیا اور نماز صبح مسجد نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں نصیب ہوئی وہ سلام جسکو میں نے قمران میں لکھا تھا جالی اقدس پر عرض کرتے ہوئے عرض کیا وھو ھذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام اے سرور دنیا و دیں	السلام اے رحمۃ للعالمین
السلام اے مالک ہر دو جہاں	السلام اے باعث کون و مکاں

السلام اے مظہر اسرار حق　　السلام اے مہبط انوار حق

السلام اے موجب ایجاد کون　　السلام اے باعث بنیاد کون

السلام اے عرش و کرسی جائے تو　　السلام اے ذات حق شیدائے تو

السلام اے درگہت ملجائے فیض　　السلام اے حضرت ماوائے فیض

السلام اے دار ابنت جبرئیل　　السلام اے قاسم اجر جبرئیل

السلام اے رہنمائے گمرہاں　　السلام اے افتخار مرسلاں

السلام اے از وجودت در حیات　　آب و آتش خاک و باد و کائنات

السلام اے ذات تو اصل وجود　　السلام اے باعث بود و نمود

السلام اے شافع روز جزا　　السلام اے سرور کل انبیاء

السلام اے آفتاب اصطفاء　　السلام اے ماہتاب اجتباء

السلام اے روح ارواح علور　　السلام اے جان اجسام نمو

السلام اے محرم اسرار کن　　السلام اے عالم علم لدن

السلام اے ماحی کفر و ظلام　　السلام اے شاہ شاہاں السلام

السلام اے کوئے تو کوئے نجات　　السلام اے روئے تو روئے نجات

السلام اے عارضت بدر الدجی　　السلام اے چہرہ ات شمس الضحی

السلام اے درة التاج ہدا　　السلام اے شمس معراج ہدی

السلام اے بادشاہ انبیاء　　السلام اے وصل تو وصل خدا

السلام اے احمد بے میم ما　　السلام اے دافع ہر بیم ما

السلام اے جان من جانان من　　السلام اے دین من ایمان من

عاجزم درمانده ام بیچاره ام   عاصیم سرگشته ام آواره ام

از همه بگسسته امید وفا   در بلای جرم و عصیان مبتلا

در حضور تو پناه آورده ام   از دکن روی سیاه آورده ام

زیر بار معصیت ها آمدم   ملتجی مغفرت ها آمدم

سخت بدحال و غریب و بیکسم   غیر تو نی یار دارم نی کسم

بو که بر حال غریب و زار من   یک نظر ای سید و سالار من

جرم من بخشای بهر پنجتن   رستگاری ده ازین رنج و محن

از غم هر دو جهان آزاد کن   خانه دل را ز خود آباد کن

سینه ام از نور خود معمور کن   از دلم زنگ کدورت دور کن

بیکسم جز تو ندارم هیچکس   یا رسول الله بفریادم برس

از دکن برداشته رنج و تعب   حاضرم در مقدمت بهر طلب

موی سوی من گنهگار و جریم   رو سیاه و دل سیه حالت سقیم

نی عبادت نی زهد نی اتقاء   نی عمل نی علم نی راه صفا

محض الطاف از تو دارم التجا   یا محمد یا نبی یا مصطفی

لطف فرما بر تهی دستی من   حیف بر من وای بر هستی من

مطلب من جز وصالت هیچ نی   مقصد من جز جمالت هیچ نی

سرفرازم ساز از نقد وصال   یا خفی اللطف یا بدر الکمال

ای فدای مقدم تو جان من   ای لقایت دین من ایمان من

یک نظر سوی من بیچاره بین   حالت زار دل صدپاره بین

رحم فرما یا رؤف یا رحیم — جلوه بنما خاطر خلق عظیم

مونسی تو واللیل رویت والضحی — گاه بوئیم گاه بوسیم گه نگاه

تا بپیدا آید دل بجو رمن — تا شود از دلم آزار من

بس مبادا از سرم فکر دگر — زندگی در عشق تو سازم بسر

بس بود فکر تو صرف فکر من — بس بود ذکر تو شغل ذکر من

حیات هم باد فنا در نام تو — در فنا یا هم بقا در نام تو

یا رسول الله نخواهم غیر تو — یا رسول الله نه خواهم غیر تو

آنچه هست از هست بود و نیست هم — از وجود دست یا بحر الکرم

بس همین دارم ز تو یک التجا — یا شفیع المذنبین بدر الدجی

در یکی باشم بپیرم در یکے — دور باشد از دلم وهم و شکے

الصلوٰة والسلام اے بادشاه — از حسینی بادشاه پر گناه

بر تو هم بر آل و صحابت تمام
تا بقائے دهر و تا روز قیام

آٹھ روز وہاں کی اقامت رہی اور پھر رخصت - ہائے اب مجھ سے نہ وہاں کی اقامت کی تفصیل لکھی جاتی ہے نہ وہاں سے وداع کی حالت وہ عاشق زار جو چھتیس سال کے فراق و ہجراں کے بعد بارگاہ معشوق و محبوب میں بار پایا ہوا اس کی اقامت کی کیفیت کیا ہوگی اور پھر اس حضوری سے اسقدر کم مدت میں مہجوری کی مصیبت کیا ہوگی

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد　　روئے گل سیر ندیدم بہار آخر شد

اقامت مدینہ منورہ کا زمانہ با نفاس متبرکہ عالیجناب معلی القاب حضرت حافظ
حاجی مولوی محمد انوار اللہ خان بہادر اور عالیجناب حضرت مولوی حاجی قاضی
محمد مظفر الدین صاحب دام برکاتہم نزہت لطف کا زمانہ تھا میں انہیں کے
مکان میں فروکش تھا اور وہ مکان متصل مسجد نبوی جسکے چھت سے قبہ مطہرہ
برابر نظر میں تھا گرمی کا موسم چھت پر فرش میرے ہاتھ میں قصاید جامی طغرا
ان حضرات کا حلقہ ہر ہر شعر ہر ہر مصرعہ پر وجد قبہ مطہرہ کا نظارہ ۔ میں کیا
عرض کروں کہ کیا صحبت تھی اور کیا دولت تھی خدا ہر بندہ مومن کو نصیب کرے

(آمین)

خاتمہ

بھائیو یہ راہ دینی راہ ہے اور صاحب واقعہ تمام مریدوں وطالبوں کے پیشوا
طریقت و رہنمائے شریعت تھیں انکی موت ایسے مقدس مقام پر کہ ذریعہ ہے
گنہگاران کے شفاعت کا اور برکت وسیلہ ہے غافلوں کی بشارت کیلئے اسواسطے
مجھکو خیال ہوا کہ جمیع اخوان الطریق اس سانحہ کی ساعت پر منتظر اور اس واقعہ
کی دریافت حقیقت پر مشتاق ومضطر ہونگے تو باقتضائے عادت جبلی جو
دنیا کا کوئی کام بغیر مصلحت وحیلہ دینے کے کرنا مجھکو ناپسند وناگوار ہے اور حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من جعل الیوم ھما واحدا ھم
آخرتہ کفی اللہ ھم دنیاہ لہذا مناسب متصور ہوا کہ اس صحیفہ میں کسیقدر

حدیثیں فضائل حج و زیارت میں سبھی مذکور ہوں تا ناظرین واقف ہوں اور اوس پر عمل کریں واللہ الموفق والمستعان مرقوم ۱۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۰ھ

تقریظ و تاریخ چکیدہ کلک جواہر سلک عالم باعمل فاضل اجل عالیجناب شاہ محمد ولی اللہ صاحب قادری الچشتی برادر حضرت المتخلص بادیب دام برکاتہم

شکر حق آراستہ شد در سیر
تحفۂ نادر کتابے محترم

باشد از الفاظ معنیہائے خوب
سلک پر گوہر کتاب محتشم

حرف حرفش غنچہ بسط و طرب
لفظ لفظش نو گل باغ ارم

سطر سطرش سلسبیل جو سشگوار
نقطہ نقطہ تختہ نامۂ پر حکم

شیخ احمد صاحب صدق و صفا
کرد از تالیف احسان و کرم

حال و قال سرگرو رشد ہدی
با کمال حسن خوبی زد رقم

ہرچہ گفتہ راست گفتہ حرف حرف
بسکہ شد خوش وقت ہر شناسا پیرم

حضرت سید حسینی بادشاہ
شیخ کامل مظہر فیض اتم

جانشین پیشوایان طریق
مسند آرائے فیوض دم قدم

رہنمائے سالکان معرفت
یادگار مرشدان محترم

سرفراز از دانش و بینش ہمہ
اہل دل صاحب نظر عالی ہمم

در دل صافیش از جدّ خود نقش
جلوہ افگن شد چہ نور قدم

از فیوض عالم آرا ہمچو خور
جلوۂ وحدت بکثرت شد علم

عینیت مکشوف با حال خودش
غیریت محجوب در کتم عدم

جلوہ تاب یکی اندر چشم او
گرچہ صد رنگ دگر دارد چہ غم

واقف و کاسب ز ہنر ذکر و فکر
عامل و شاغل ز ہر دید و دم

در امارت راز مخفی مستتر
فقر و ہم شاہی بذاتش مرتسم

رنگ او دارندہ در رنگ ہمہ
نقشہا ہو بندہ در نقش درم

حسن او عیب کمترینم فیض جو
از غلامان غلام شاہدم

سال طبعش ہاتف غیبی بگفت
طبع شد احوال پیر محترم

۱۳۳۱ھ

التماس

مخزن شریعت و طریقت معدن حقیقت و معرفت حضرت مولانا مرشدنا حاجی حرمین الشریفین السید محمد حسینی بادشاہ قادری الچشتی المتخلص (عقیل) زاد اللہ برکاتہ سجادۂ درگاہ شریف قصبہ ٹیکمال منمقامات حیدرآباد دکن کے مختصر حالات جن کی ولادت باسعادت کا مادہ تاریخ

(مطلع خورشید ۱۲۹۹ھ) ہے

جس میں سفر حرمین شریفین کے واقعات (عجایب و غرایب ۱۳۰۵ھ) کے ساتھ چند اشعار (نغمہ عقیل ۱۳۰۵ھ) و (طوطی شیریں گفتار ۱۳۰۵ھ) بطور یادگار۔ اور مولانا کی (ذات مقدس ۱۲۹۹ھ) میں جو جذب عشق الہی کا سچا فوٹو ہے اوس کی کاپی ناظرین و شایقین و طالبین کے صفحۂ دل پر چھپنے لایق تھی وہ الحمد للہ۔ جناب علی بن عبد السلام صاحب کاپی نویس شمس الاسلام پریس کے حسن سعی سے چھپ چکی۔

باقی نظم و نثر مولانا یعنے جذبات عقیل۔ سوغات عقیل۔ مکتوبات عقیل۔ سفرنامجات عقیل کا مجموعہ بھی انشاء اللہ تعالی قریب میں خاکسار ہی کے اہتمام سے طبع ہو کر ہدیہ شایقین والاتمکین ہوگا فقط

خاکسار سید داؤد حسینی عفی عنہ